مقاصد

مذہب اسلام کا اکمل الادیان ہونا

(۲) پیغمبر اسلام کا افضل الخلائق ہونا

(۳) اسلامی شریعت کی حکمت اور اسکی جامعیت

(۴) اسلامی اخلاق و آداب کی فضیلت

(۵) اسلامی تمدن کی فوقیت

(۶) اسلامی احکام و قوانین شریعت

(۷) ائمہ طاہرین کے کمالات و ہدایات

(۸) سلف صالحین کے تاریخی حالات

(۹) قرآن مجید کا افضل الکتب ہونا

(۱۰) اثبات اصول اسلام بدلائل عقلیہ و نقلیہ

(۱۱) فلسفہ قدیمہ و جدیدہ اور دیگر مذاہب کے مقابل میں حقانیت اسلام

(۱۲) ازالہ شبہات

(۱۳) [illegible] و حقائق اسلام [illegible]

قواعد

(۱) یہ رسالہ فصل ہر انگریزی ماہ کی آخری تاریخ میں شائع ہوا کریگا

(۲) ہر خریدار کو کم از کم ایک سال کے لیے رسالہ خریدنا ہوگا

(۳) نمونہ کا پرچہ ۸ کے ٹکٹ آنے پر روانہ ہو سکتا ہے

(۴) جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے

(۵) اشتہارات کی اجرت بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتی ہے

(۶) علمی معاملات کے متعلق خط کتابت و ارسال مضامین بنام ایڈیٹر و دیگر امور کے متعلق بنام مینیجر ہونا چاہیئے

(۷) شرح قیمت: نذرانہ والیان ملک سے [illegible] قیمت عام [illegible] [illegible]

ہدایات

(۱) مقاصد رسالہ کا لحاظ رکھکر مضمون لکھا جائے ورنہ درج نہ ہو سکے گا

(۲) مضامین حتماً مختصر ہونا چاہئیں ایڈیٹر کو تغیر و تبدل و اصلاح کا اختیار رہیگا

(۳) عبارت حتی الامکان سلیس اور عام فہم ہو

(۴) مضامین صاف خط میں تحریر کیے جائیں اور عبارات عربیہ پر اعراب لگائے جائیں نیز عربی عبارت کا دوسرے کالم میں ترجمہ ہونا چاہیے

(۵) حتی الامکان کتب منقول عنہا کا حوالہ دیا جائے

(۶) ناقابل اشاعت مضمون واپس نہ ہوگا اگر ضرورت ہو تو واپسی کا ٹکٹ بھیجنا چاہیے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هٰذَا بَیَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًی وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ

سورۂ آل عمران

الواعظ

نمبر ۱ بابت ماہ جنوری ۲۹ء مطابق ماہ شعبان ۴۷ھ جلد ۸

فہرست مضامین

شذرات

جناب مولوی سید اسمٰعیل حسین صاحب واعظ کے دورہ بلتستان کا ضمیمہ

گذشتہ نمبر میں اس دورہ کے حالات حوالۂ قلم کرتے ہوئے ہمنے وعدہ کیا تھا کہ جو تحریرات ہمیں اس دورہ کے متعلق وصول ہوئے ہیں انہیں ہم آئندہ نمبر وں میں ہدیۂ ناظرین کریں گے، آج اُس وعدہ کو پورا کرتے ہیں اور اردو تحریروں کو بجنسہ اور فارسی تحریروں کا ترجمہ خلاصتہً حاضر کرتے ہیں:۔

خلاصۂ ترجمہ تحریر جناب آغا سید علی صاحب عالم جلیل بعد تحریر القاب آداب و حمد جناب بالارباب صلوٰة و سلام بنی فرقۂ نوربخشیہ بنام جناب واعظ ممدوح از مقام کرلیس واکہ الاطیاب تحریر فرماتے ہیں کہ آپنے بفحوائے عام فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل تکلیفات راہ کوہستان کو برداشت کرکے دخیلو سے تشریف آوری کے وقت جامع مسجد کرلیس میں دو مرتبہ رونق افزا ہوکر فریقین یعنی نوربخشیوں اور شیعوں کے سامنے صراط مستقیم کی شرح بیان فرماکر عوام کا الانعام کو خدا کی جانب نعمت پانے والوں کے جادۂ مستقیمہ کی ہدایت اور طریقۂ خبیثہ مغضوبین پر تنبیہ فرماکر تمام مومنین مذہب امامیہ یعنی نوربخشی و شیعہ کو شاکر گذار فرمایا اور بمصداق آیہ کریمہ: اذا جاء الحق و زھق الباطل علماء اہلحدیث (وہابیہ) آپکے رعب سے قاعدہ کلیہ ان الباطل کان زھوقا کے تحت میں آکر مقابلہ سے روپوش ہوگئے لہذا التماس ہے کہ صراط مستقیم کے اثبات اور طریقہ مغضوبین کے معدوم ہونے کے لئے موضع کرلیس میں انجمن امامیہ کی طرف سے ایک مدرسہ کا انتظام فرمادیں اسلیئے کہ مرکز کرلیس بہ نسبت قریہ ہائے تبت کے مطلع قرن شیطان ہو جیسا کہ نجد بہ نسبت بلاد عرب و عجم کے،

(السید علی، ربیع الثانی ۷۴ھ)

خلاصۂ ترجمہ تحریر جناب آغا سید محمد شاہ صاحب بعد بسملہ و حمد و صلوٰة تحریر فرماتے ہیں کہ شاہ راہ دین حقہ فرقۂ امام جمعہ و جماعت فرقہ نوربخشیہ از مقام کرلیس امامیہ میں فرقہ گمراہ کے اغوا سے جو خس و خاشاک پڑ گئے تھے انکو جناب افضل الواعظین مولوی سید اسمٰعیل حسین صاحب ادام اللہ برکاتہ نے جاروب لائل و براہین سے صاف کرکے سرگردان جادۂ ہدایت کے دین بصیرت کو منور اور ارادت لاریب سے متوسل اور متمسکین ولایت ائمہ معصومین کے دست توکل کو عروۃ الوثقیٰ الٰہی سے مستحکم کردیا، فرقہ ضالہ کے مقتدا اور مقتدی سطوۃ فصاحت و بلاغت سید صاحب موصوف سے گم کردہ راہوں کی طرح بادیہ ضلالت میں حیران و مضطرب ہیں علی الخصوص خانقاہ موضع کرلیس میں جو دائرہ بلتستان کا مرکز اور نوربخشیوں کے پیروں کا مسکن اور تمام

مریدوں کی جائے پناہ ہو دوبار کی تقریر میں کوئی دقیقہ لوازمات تبلیغ کا فروگذاشت نہیں کیا جسکی تمام مستمعین نے تحسین کی اور یہ اللہ کی دی ہوئی خوبی ہے اور ہمیں بخوبی معلوم ہے کہ اس سعی بلیغ سے کوئی غرض بجز تحصیل رضائے الٰہی کے نہیں ہے، اہالیان مذہب نوربخشی و اثنا عشری سید صاحب مذکور کی تشریف آوری سے ممنون و شکر گذار اور آئندہ کے لیئے منتظمین مدرسۃ الواعظین سے امید وار ہیں کہ جس وقت آپ حضرات کے امکان میں ہو پھر جناب موصوف کو ان اطراف میں بھیجکر عنداللہ ماجور ہوں،

الراقم امام جامع مسجد کریس سید محمد شاہ ربیع الثانی ۱۳۴۴ھ

خلاصہ ترجمہ تحریر جناب آغا سید شریف صاحب عالم و واعظ اعلام بعد بسملہ و حمد و صلوۃ تحریر فرماتے ہیں کہ آپنے موضع کورو میں فرقہ نوربخشیہ از مقام کورو بنام جناب واعظ موصوف قدم رنجہ فرما کر نوربخشیوں اور اثنا عشریوں کو متحد کرنے کے لیئے جو موعظہ فرمایا تھا اسکے اثر سے سب لوگ طریقہ مستقیمہ امامیہ پر منتقل ہوگئے اور سید علی کورو نے جو تحریر رد اصول دین امامیہ میں دی تھی اور آپکے سامنے آکر منکر ہوگیا تھا اُسکے بعد جو استدلالی تقریر آپ نے اصول دین کی بابت فرمائی تھی اُس سے بھی تمام مومنین کو اطمینان ہوگیا اور علماء وہابیہ یعنی مولوی عبد الکریم اور مولوی محمد علی سے جو مناظرہ انہدام قبہ جات کی بابت ہوا تھا نہایت کامیاب ہوا دونوں صاحبوں نے تحریراً اقرار کرلیا کہ ہم انہدام قبہ جات کو حرام جانتے ہیں اور کتاب تحفہ تبت کو قابل عمل نہیں جانتے لہذا تمام مومنین نوربخشی و شیعہ متفقاً عرض پرداز ہیں کہ موضع کورو میں ایک مدرسہ منجانب انجمن اثنا عشری جاری فرما کر ممنون فرمائیے، (سید شریف واعظ کورو)

نقل تحریر جناب مولوی محمد علی و مولوی عبد الکریم **ہوالمستعان**

صاحبان علماء فرقہ وہابیہ از مقام کورو انہدام قبور و قبہ جات ہمارے نزدیک جائز نہیں ہو بلکہ گناہ ہے اور تحفہ تبت قابل عمل نہیں ہے، دستخط مولوی عبد الکریم و مولوی محمد علی

خلاصہ ترجمہ تحریر آغا سید مختار صاحب عالم فرقہ نوربخشیہ بعد القاب و آداب تحریر فرماتے ہیں کہ جناب والا نے امام جمعہ و جماعت چلو از جانب سیاق کا چوان و زمینداران فرقہ مذکور بنام جناب واعظ موصوف ہم تہی کیسگان متاع ہدایت میں تشریف لاکر مطابق آیۂ کریمہ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ و الموعظۃ الحسنۃ کے حکمت اور موعظۂ حسنہ سے لوگوں کو رام کرلیا اور خود پسند طبیعتوں کی اصلاح کردی آپکے قبل چند اشخاص و لو کنت فظاً غلیظ القلب کے مصداق ثابت ہو چکے تھے مگر جناب نے دقائق ملائمت اور مقدمات حکمت کا لحاظ فرما کر بفحوائے و من یوت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً چند فوائد مرتب فرمالیئے (۱) جو اختلاف باوجود اتحاد عقائد اصولی کے نوربخشیوں اور شیعوں میں پیدا ہوکر

وکنتم اعداءً کے حد ذو تک پہونچگیا تہا ن آپکی تقریرات سے فاصبحتم بنعمتہٖ اخواناً سے مبدل ہوگیا اور بادیہ ضلالت کے متحیر جو بقول و کنتم علیٰ شفا حفرۃ سوء عقیدت اور بدعت کے کنارہ پہونچگئے تہے اُن سکو براہین عقلی و نقلی اور مواعظ کافی و شافی سے بمصداق فانقذکم منہا خواب غفلت و بے خبری سے بیدار کرکے جادہ حقہ اور صراط مستقیمہ کا رہرو بنا دیا، خداوند عالم نے عہدہ و عہدنا الیٰ ابراھیم و اسمٰعیل ان طہر ابیتی انہیں دونوں بزرگوں کے ذمہ کہا تہا چنانچہ ان دونوں بزرگواروں نے حکم خدا کی تعمیل کی اور اس اسماعیل نبیل نے حکم ولتکن منکم امۃ تدعون الی الخیر و تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر کی تعمیل میں بغیر امداد ابراہیمی جمیع مومنین کے قلوب کو جو محل جلوۂ نور عرفان الٰہی ہیں محدثات و مخترعات سے پاک دپاکیزہ کردیا جزاک اللہ فی الدارین خیرا ہم ریزہ چنیاں مائدہ افادات کو حق شناسی کی راہ سے کوئی پیشکش لائق شکریہ حاضر کرنا لازم تہا مگر جناب والا پر لبتستان کی حالت اظہر من الشمس ہے کہ تہانے اداری و مفلسی سے مجبور ہیں لیکن بامید حاجت التماس ہے کہ ہم نیازمندون کی بے بضاعتی سے ابتک کوئی مدرسہ قائم نہیں ہے اسی وجہ سے تعلیمیافتہ اشخاص لبتستان میں بہت کم ہیں اور اسی سبب سے سب لوگ مخالفین کے مدرسہ میں فاسد العقیدہ ہوجاتے ہیں، ان خرابیوں کے دفع ہونے کے لئے جناب والا سے امیدوار ہیں کہ یہاں ایک مدرسہ دینی کے قائم ہونیکی تجویز فرمادیں کہ تمام لوگ مذہب حقہ پر قائم رہیں،

عرضــــــــــــــــــــــــــــــــہ نیازمندان

سیدان کاچران و زمینداران اہل مذہب امامیہ حقہ المعروف بنوربخشیہ کتبہ العبد الراجی الی رحمۃ ربہ الغفار خادم العلما سید مختار

اس نامۂ خلوص شمامہ پر محررین کے دستخط اور نشان ابہام بھی ثبت ہیں اور ان سب کے نیچے عالیجناب راجہ محمد ناصر علیخاں صاحب بہادر ادام اللہ اقبالہ العالی کی تصدیقی تحریر اور دستخط مبارک بھی ثبت ہیں جسکا خلاصہ ترجمہ حسب ذیل ہے،

بسمہ، یہ عریضہ منجانب رؤساء فرقۂ نوربخشی لبدہ چپلو قلم ندرت نگار جناب سید مختار صاحب عالم فرقۂ مذکورہ سے جنھوں نے تمام قوم کی ترجمانی کی ہے میرے توسط سے آقا سید اسماعیل حسین صاحب واعظ مدرستہ الواعظین کی پاس ایک مدرسہ دینیہ بنا کرنے کے لیے آیا ہے ہم بھی سفارش کرتے ہیں کہ اگر یہ مدرسہ قائم ہوجائے تو مفید دین و دنیا ہوگا انشاء اللہ، احقر ناصر علیخان

خلاصہ ترجمہ تحریر جناب راجہ احمد علیخانصاحب بہادر جاگیردار بعد القاب آداب تحریر فرماتے ہیں کہ میں اپنی جانب سے شکر بخدمت فیضدرجت جناب سرکار آقائی صدر الشریعۃ دام ظلہ اور نیز اس دیار کے جمیع مومنین کی طرف سے اپنی زبان میں تشکر کا اظہار کرتا ہوں کہ سرکار عالی نے التفات فرماکر ایک واعظ یعنی جناب آقا سید اسماعیل حسین صاحب کو ہمارے ملک میں ترویج دین اور حفاظت شریعت خیر المرسلین کے لیئے روانہ فرمایا فی الحقیقت یہ خدمت ایام غیبت حضرت حجت میں شایان آنحضرت عجل اللہ فرجہ کے متعلق ہوئی ہے، ہم میں ادائے شکر کی طاقت نہیں ہے، حضرت آقا سید اسماعیل حسین جسوقت سے داخل بلتستان ہوئے ہیں اُسوقت سے برابر ایک شہرت وعظ و تقریر و تنظیم و تبلیغ کی کامیابیوں اور وہابیوں سے مناظرہ اور اُنپر فتحیابی کی ہر جگہ پہونچتی رہی ہم سب لوگ اضطراب کے ساتھ انتظار میں تھے تا اینکہ ہمارے شہر میں قدم رنجہ فرمایا واقعاً بلتستان میں بلحاظ رونق ایمانی کے کوئی شہر ایسا نہیں ہے، جناب ممدوح نے یہاں پہونچکر میرے قلعہ میں قیام کیا اور ایک ہفتہ کے قیام میں سات تقریریں کیں دو مجلسیں وعظ کی خانقاہ فرقۂ نوربخشیہ میں منعقد ہوئیں ایسا واعظ قبل اس کے اس ملک میں رونق افروز ہوا تھا، آپ کا میابی جو ایک فال نیک ہے یہ ہے کہ تاریخ بلتستان میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ جمعہ کے دن شیعوں اور نوربخشیوں نے مع اپنے پیروں اور سیدوں کے جناب ممدوح کے عقب میں یکجا نماز جمعہ ادا کی، شیعوں نے اسقدر محبت کا اظہار کیا کہ وقت رخصت آنجناب موصوف کی مفارقت میں روتے تھے اور نوربخشیوں نے اسقدر ارادت پیدا کی کہ آقائے موصوف کو اپنے مذہب کا عالم جانتے ہیں فرقۂ نوربخشیہ کے پیر اسقدر متکبر تھے اور ہیں کہ ہرگز کبھی سے بہ تواضع پیش نہ آئے تھے لیکن آقائے موصوف کے عقب میں نماز بھی پڑہی اور خطبہ بھی سُنا، ترجمۂ تقریرات کو زیر منبر کھڑے ہوکر ادا کیا کاغذہائے شکر گذاری آقائے موصوف تحریر کیئے، یہ امر عجائبات سے ہے کہ تقریروں سے اسقدر فوائد لوگوں کو پہونچے کہ اگر سب کو بیان کریں تو سرکار عالی کی زحمت کا موجب ہوگا، نا اتفاقی جو اس شہر کے اکابر اور بزرگان قوم میں مدت دراز سے چلی آتی تھی اور طول مدت کے ساتھ عناد کو بھی طول ہوتا جاتا تھا الحمد للہ کہ تقریر و وعظ سے متأثر ہوکر برطرف ہوگئی مجمع عام میں ایک خواستگار معافی ہوا دوسرے نے بطیب خاطر عفو کیا، ایک بزرگ اپنے مخالف کے سامنے معانقہ کے لیے آگے بڑہا دوسرے نے تمام دیرینہ کدورتوں کو سینہ سے نکال کر آغوش محبت پھیلا کر معانقہ کیا انجمن معین الواعظین قائم ہوئی، مدرسہ بھی زیر تجویز ہے، ہم سب بیش از بیش شکر گذار ہیں اور ان کامیابیوں سے اسقدر مسرور ہیں کہ بجز خیال مفارقت آقائے موصوف کے کوئی غم نہیں ہے بحمد اللہ آخر میں ہم سبھوں کی درخواست یہ ہے کہ قیام آقائے موصوف کا مستقلاً یہاں منظور فرمائیں اور بار دیگر موقع شکر گذاری کا عطا فرمائیں، والسلام،

رقیمۂ نیاز احمد علیخاں جاگیردار شگر

حضرات مبلغین کے تبلیغی مقامات کا تقرر

حضرات واعظین ذیل کا تقرر حسب ذیل مقامات پر کیا گیا

(۱) جناب مولوی حافظ کفایت حسین صاحب — حسب دستور کورم ایجنسی

(۲) جناب مولوی سید عدیل اختر صاحب — حسب دستور پشاور

(۳) جناب مولوی سید انیس الحسن صاحب — حسب دستور کراچی

(۴) جناب مولوی سید علی صاحب — صوبہ بنگال

(۵) جناب مولوی سید ممتاز حسن صاحب — راجپوتانہ گجرات کچھ

(۶) جناب مولوی جواد حسن صاحب — مضافات بمبئی گجرات

(۷) جناب مولوی سید اسماعیل حسین صاحب — تا روانگی لبتستان شہر بمبئی

(۸) جناب مولوی محمد لقاء علی صاحب حیدری — حیدرآباد اسٹیٹ

(۹) جناب مولوی یوسف مرزا صاحب — پنجاب

(۱۰) جناب مولوی فضل علی صاحب — پنجاب

(۱۱) جناب مولوی سید ظفر عباس صاحب — صوبۂ دہلی

(۱۲) جناب مولوی سید محمد مہدی صاحب — یو پی

(۱۳) جناب مولوی خادم حسین شاہ صاحب — بعد اختتام رخصت تقرر عمل میں آئیگا،

(۱۴) جناب مولوی سید سرور حسن صاحب — لکھنؤ

(۱۵) جناب مولوی سید اظہار الحسنین صاحب — بہار و اڑیسہ

(۱۶) جناب مولوی امداد حسین صاحب — بعد از واپسی از رخصت سی پی

(۱۷) جناب مولوی سید طالع علی صاحب — ممالک افریقہ میں کام کر رہے ہیں اور وہیں کام کرینگے

(السید اکبر حسین)
آنریری سکریٹری شعبہ تبلیغ
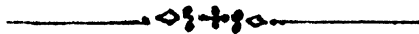
مقالات

چمنستان تبلیغ میں نشاط انگیز بہار

مدرسۃ الواعظین کا نواں عظیم الشان اجلاس
شیدائیان تبلیغ اسلام کا زبردست قومی اجتماع

اس سدا بہار چمنستان کی آبیاری اگرچہ پورے نو برس سے بکمال جد و جہد جاری ہے اور جناب سرکار صدر الشریعہ آقائے نجم العلما مدظلہ العالی باوجود ضعف و پیرانہ سالی بکمال جواں مردی اس کی آراستگی کو غیبت حضرت حجت عجل اللہ ظہورہ میں اپنا منصبی فریضہ سمجھکر ادا فرما رہے ہیں ارکان و اعضائے مدرسۃ الواعظین اپنے عزیز اوقات کا معتد بہ اور بہترین حصہ سرکار ممدوح کی مساعدت میں صرف کر کے فریضۂ تبلیغ کی ادائی میں بہترین معاون ثابت ہو رہے ہیں اور اسکے گل ہائے رنگا رنگ کی روح افزا شمیم اطراف اکناف عالم کو معطر کر رہی ہے اسکے قابل قدر و لائق فخر نونہالوں کی دلکش صدائیں حدود ہندوستان سے متجاوز ہو کر ممالک برہما اور بلاد چین و سیام و سنگاپور وغیرہ وغیرہ تک پہونچکر سامعین کے قلوب کو بوستان اسلام کی پرکیف بہار کا شیدائی بنا رہی ہیں اور اسکے سالانہ اجلاس میں نتائج تبلیغ کا شوق استماع مقناطیس قلوب ہو کر مسلمین بلا و بعیدہ ما یہ اکثر علم دوست غیر مسلمین کو بھی اس مرکز علم و تبلیغ کی طرف جذب کر رہا ہے لیکن اس سال کا سالانہ اجلاس بہ نسبت سال ہائے گذشتہ کے بھی اپنے بعض خصوصیات کی وجہ سے ایک ممتاز حیثیت رکھتا تھا اور جو نتائج تبلیغ امسال سامعہ نواز مستمعین ہو رہے تھے وہ اس قلیل مدت میں ہمارے واعظین کی جد و جہد اور ان کے اعلیٰ اور کم نظیر بلکہ عدیم النظیر تبلیغی کارناموں پر روشنی ڈالکر سننے والوں کو محو حیرت بنا رہے تھے،

اس اجلاس کی تیاریاں اگرچہ نومبر کے ختم ہوتے ہی شروع ہو گئی تھی لیکن وسط دسمبر سے استقبالی کمیٹی کی ترتیب نے اسے حد کمال تک پہونچا دیا اور تقسیم فرائض نے بہت جلد تمام ضروری سامان مکمل کر دیئے

استقبالی کمیٹی کی ترتیب

(۱) جناب مستطاب نواب حاجی سید سلطان علیخانصاحب بہادر مولوی نیشاپوری آنریری مجسٹریٹ لکھنؤ صدر

(۲) جناب نواب محمد سجاد علیخانصاحب عرف نواب چھن صاحب — جنرل سکریٹری،

(۳) جناب مولوی سید اکبر حسین سکریٹری شعبۂ تبلیغ — اسسٹنٹ سکریٹری

(۴) جناب نواب ہادی علیخاں صاحب سکرٹری اور جنیحانہ
(۵) جناب نواب سید محمد ذکی علیخاں صاحب ہاتف سکرٹری پنڈال
(۶) جناب سید علی اسید صاحب سکرٹری انکوائری آفس
(۷) جناب کلن صاحب مجلسی سکرٹری مہمان خانہ
(۸) جناب مولوی سید سرور حسین صاحب واعظ سکرٹری اشاعت
(۹) جناب ماسٹر سید علی احمد صاحب سکرٹری رضاکاران
(۱۰) احقر سید قاسم علی مدیر الواعظ سکرٹری پروپیگنڈا،

ان سب حضرات نے اپنے اپنے فرائض کو باحسن وجوہ انجام دیکر بہ زور شکریہ کا استحقاق حاصل کرلیا اور تمام شرکاء جلسہ ان حضرات کے حسن استقبال و انتظام سے نہایت مسرور و محظوظ رہے،

ہندوستان کے تمام اسلامی اخبارات کے اڈیٹران کو دو ہفتہ قبل اطلاع کردی گئی تھی جسکو انھوں نے اپنی اسلامی ہمدردی سے اپنے اپنے جرائد میں درج کردیا اور بڑے شہروں اور مرکزوں میں پوسٹر اور دستی اشتہار بھی روانہ کردیے گئے یہی انتظام خاص شہر لکھنؤ میں بھی ملحوظ رہا اور قوم کے اکابر و عمائد کے خدمات عالیہ میں شرکت اجلاس کے ٹکٹ بھی بھیجدیے گئے اور کوئی امکانی دقیقہ اشاعت اور پروپیگنڈا کا فروگذاشت نہیں کیا گیا،،

رضاکاروں کی جماعت شیعہ اسکول اور شیعہ کالج اور حسین آباد ہائی اسکول کے طلبہ سے مرتب کی گئی جسمیں بعض عمائد شہر خصوصًا جناب صدر استقبالیہ کمیٹی کے فرزندان ارجمند نے اپنے خدمات پیش کرکے قومی خدمت کا پرجوش حوصلہ اپنے امثال و اقران میں پیدا کردیا،

سال گذشتہ کی طرح امسال بھی مدرسہ کی عمارت کے نہایت وسیع اندرونی حصہ میں پنڈال بنایا گیا تھا جنوبی عمارت کے آگے والے بلند چبوترہ پر ڈلیس تھا جس کے وسط میں جناب صدر اجلاس کی کرسی اور اُن کے برابر جناب صدر استقبالیہ کمیٹی کی کرسی اور داہنے بائیں اور عقب میں حضرات علماء اور روساء اور اکابر و عمائد قوم کی کرسیاں تھیں اور جناب صدر اجلاس کے سامنے مقررین و واعظین کیلئے ایک بلند پلیٹ فارم درست کیا گیا جس کے بالکل ہی قریب ڈلیس کے آخری حصہ میں جناب جنرل سکریٹری صاحب مدرسہ تشریف فرما تھے، ڈلیس پر تشریف لیجانے والے خاص ٹکٹ کے ذریعہ سے تشریف لیجاتے تھے اور اُن کے علاوہ باقی حضرات کے لیئے کوئی خاص ٹکٹ نہ تھا، پورے صحن میں عالی شان نگیرے سایہ افگن تھے اور اُن کے نیچے اس وسیع صحن کی طولانی سمت کے داہنے بائیں شرکاء جلسہ کی کرسیاں نہایت

موزوں اور مناسب طریقہ سے بچھائی گئی تھیں اور وسط نہر کی لنگر انداز کشتی جسکے بادبان پر حدیث سفینہ نہایت جلی قلم سے خط ثلث میں تحریر کی گئی تھی کچھ عجب دلکش منظر پیش نظر کر رہی تھی،

بہرحال ۲۹ دسمبر ۳۲ء سے جلسہ شروع ہوئے اور ۳۱ دسمبر تک صبح و شام دو جلسہ ہوتے رہے شہر و بیرونجات سے طبقات مختلفہ کے ارکان و عمائد علما، فضلا، طلبہ، رؤسا، شرفا، اطبا، وکلا، بیرسٹر تجار، زمیندار، تعلقدار غرضکہ ہر طبقہ کے حضرات جنکو اس مقصد اعظم اور مطلوب اہم سے دلچسپی تھی قریب دو ہزار کے تشریف فرما تھے اور بیرونجات سے آنے والے حضرات بھی کافی تعداد میں رونق افروز تھے،

مہمانوں کے استقبال کا فریضہ استقبالی کمیٹی کے معزز ممبران والاشان نے ادا کیا اور جن حضرات نے رضاکاروں کی جماعت میں اپنی خدمات پیش کئے تھے انہیں سے بعض حضرات شہر کے دونوں اسٹیشنوں پر آمد ٹرین کے اوقات پر موجود رہے اور بعض دیگر خدمات مفوضہ کو ادا کرتے رہے.

مہمانوں کی ضیافت اور قیام و طعام کا انتظام مدرسہ کی جانب سے کیا گیا اور کسی سے کوئی فیس پنڈال کے داخلہ اور قیام و طعام کی نہیں لی گئی

باہر سے آنیوالے حضرات جو ممالک متحدہ آگرہ و اودھ اور پنجاب و بمبئی اور دہلی اور دیگر حصص ملک سے رونق افروز تھے وہ سب ہمارے بہترین شکریہ کے مستحق ہیں لیکن اصحاب ذیل خصوصیت سے قابل ذکر ہیں،

(۱) عالیجناب آقا شیخ عبدالرضا صاحب شیخ العراقین آل کاشف الغطا

(۲) عالیجناب مولانا السید شبیر حسن صاحب قبلہ فیض آباد

(۳) عالیجناب مولانا السید محمد سبطین صاحب قبلہ پٹیالہ

(۴) عالیجناب مولوی سید ابن علی صاحب کانپور

(۵) عالیجناب خواجہ غلام الحسنین صاحب پانی پتی بمبئی

(۶) عالیجناب سید حامد حسین صاحب منشی فاضل مولوی فاضل گونڈہ

(۷) عالیجناب مولوی محمد قاسم صاحب الہ آباد

(۸) عالیجناب مولوی سید جرار حسین صاحب پنشنر ٹیچر گورنمنٹ ہائی اسکول جونپور

(۹) حضرات واعظین و مبلغین مدرسہ

(۱۰) عالیجناب مرزا مظہر حسن صاحب بی اے ایل ایل بی منصف علیگڈہ

(۱۱) عالیجناب شیخ مہدی حسین صاحب ناصری ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول بارہ بنکی

(۱۲) عالیجناب سید مقصود حسین صاحب پروفیسر گورنمنٹ کالج آباد،

(۱۳) عالیجناب سید محمد مہدی صاحب تبلیغ وکیل فیض آباد

(۱۴) عالیجناب حکیم سید علی عباد صاحب قتیل رنگپوری

(۱۵) عالیجناب سید حسن صاحب شگری بلتستانی شملہ

(۱۶) عالیجناب سید شاہ عباس صاحب بلتستانی حصوی

(۱۷) عالیجناب شیخ طالب حسین صاحب پیشکار ادری

(۱۸) عالیجناب مولوی سید حسن علیصاحب تاجر جونپور

(۱۹) عالیجناب اڈیٹر صاحب اخبار مقبول جونپور

(۲۰) عالیجناب ایم اے. صاحب صدیقی ولد محمد عمر صاحب بارہ بنکی

(۲۱) عالیجناب میر مظاہر حسین صاحب کراری

(۲۲) عالیجناب سید معصوم علیصاحب دتیا،

مقامی حضرات میں سے بھی ہر طبقہ کے لوگ کافی دلچسپی سے شرکت فرماکر موجب رونق اجلاس ہوئے ہم بکمال امتنان اُن سب حضرات کے صمیم قلب سے شکر گذار ہیں لیکن خصوصیت کے ساتھ جو حضرات قابل ذکر ہیں اُن میں سے جو حضرات اسوقت حاضر فی الذہن ہیں وہ حسب ذیل ہیں اور جو اسماء مبارکہ اندراج سے رہ گئے ہیں اُن کی بابت ہم اسوقت خواہان معافی ہیں آئندہ مفصل کارروائی میں اُن سب حضرات کے اسماء مبارکہ درج کیے جائینگے.

(۱) عالیجناب سرکار صدر الشریعہ آقائی نجم العلماء دام ظلہ

(۲) عالیجناب شمس العلماء مولانا السید ابن حسن صاحب قبلہ

(۳) عالیجناب شمس العلماء مولانا السید سبط حسن صاحب قبلہ

(۴) عالیجناب ممتاز العلماء مولانا السید ابوالحسن صاحب قبلہ

(۵) عالیجناب مولانا الحاج الشیخ محمد اعجاز حسین صاحب قبلہ

(۶) عالیجناب مولانا السید عالم حسین صاحب قبلہ

(۷) عالیجناب مولانا السید علی اصغر صاحب قبلہ

(۸) عالیجناب مولانا السید محمد ہادی صاحب قبلہ

(۹) عالیجناب مولانا المفتی السید احمد علیصاحب قبلہ

(۱۰) عالیجناب مولانا السید میر نصاحب قبلہ

(۱۱) عالیجناب مولانا آغا مہدی صاحب قبلہ

(۱۲) عالیجناب مولانا السید ابن حسن صاحب قبلہ نونہروی

(۱۳) عالیجناب مولانا عبد الحسین صاحب قبلہ

(۱۴) عالیجناب مسٹر عین الدین صاحب بہادر ڈپٹی مجسٹریٹ لکھنؤ

(۱۵) عالیجناب پرنس حیدر مرزا صاحب بہادر متولی وقف حسین آباد

(۱۶) عالیجناب آنریبل نواب صادق علیخانصاحب آف شیش محل

(۱۷) عالیجناب نواب مرزا محمد سجاد علیخانصاحب "

(۱۸) عالیجناب نواب مرزا محمد رضا حسن خانصاحب "

(۱۹) عالیجناب سر مہاراجہ صاحب بہادر محمود آباد بقاہم

(۲۰) عالیجناب ولیعہد بہادر محمود آباد بالقابہم

(۲۱) عالیجناب مولوی مرزا محمد ہادی صاحب عزیز لکھنوی

(۲۲) عالیجناب مرزا کاظم حسین صاحب محشر لکھنوی

(۲۳) عالیجناب حکیم سید فضل علیصاحب عرف میرنصاحب

(۲۴) عالیجناب حکیم منی آغا صاحب فاضل

(۲۵) عالیجناب نواب الحاج السید سلطان علیخانصاحب بہادر موحدی نیشاپوری

(۲۶) عالیجناب مرزا بہادر محمد جعفر علیخانصاحب بہادر

(۲۷) عالیجناب حکیم سید احمد حسن صاحب

(۲۸) عالیجناب حکیم سید مظفر حسین صاحب

اجلاس اوّل

۲۹ دسمبر ۱۹۲۸ء وقت صبح

(۱) جناب مولوی حافظ سید ظفر عباس صاحب واعظ نے قرآن شریف کی تلاوت فرما کر سامع حاضرین کو منور فرمایا،

(۲) عالیجناب نواب الحاج السید سلطان علیخانصاحب بہادر موسوی نیشاپوری آنریری مجسٹریٹ لکھنؤ صدر استقبالیہ کمیٹی نے اپنے پرزور خطبہ میں (جو چھاپکر جلسہ میں تقسیم کردیا گیا تھا) مدرسۃ الواعظین کی اہمیت اور قومی توجہ و التفات کی ضرورت پر کافی روشنی ڈالتے ہوئے حضار والا تبار اور مہمانان ذیوقار کا پرخلوص خیر مقدم اور پرجوش شکریہ ادا فرما کر تحریک فرمائی کہ اس اجلاس کی کرسی صدارت پر عالیجناب معلی القاب نواب مرزا محمد رضا حسین خانصاحب بہادر بالقابہم تعلقدار آف شیش محل رونق افروز ہوں، جناب سرکار صدر الشریعہ ادام اللہ ظلہ نے تائید کی اور ممدوح کرسی صدارت پر رونق افروز ہوئے

(۳) جناب صدر ممدوح نے کرسی صدارت پر رونق افروز ہوتے ہوئے مختصر الفاظ میں اس انتخاب کا شکریہ ادا فرمایا،

(۴) ذیل کا ضروری اور اہم رزلیوشن پیش ہو کر پاس ہوا،

"یہ جلسہ وفات حسرت آیات حضرت حجۃ الاسلام والمسلمین آیۃ اللہ فی العالمین آقائے آقا السید محمد باقر صاحب اعلے اللہ مقامہ کو ایک ناقابل تلافی نقصان تصور کرتا ہے اور اپنے دلی رنج و افسوس کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کے پسماندگان سے اس واقعہ میں کامل ہمدردی رکھتا ہے،

محرک جناب مولوی محمد تقا علیصاحب حیدری واعظ

مؤید جناب مولانا مولوی السید شبیر حسین صاحب قبلہ

(۴) جناب مولوی سید مسرور حسین صاحب واعظ نے "ہادیان ملت کی عملی تعلیم" پر نہایت متین متقن اور مدلل و مبرہن تقریر ارشاد فرمائی اور حضرت رسول برحق اور آپکے اوصیاء کی عملی تعلیم کے نمونہ پیش کرتے ہوئے واضح فرمایا کہ جس طرح ان ہادیان ملت کے عملی نمونہ امت کے مردوں کے لئے شاہ راہ ہدایت تھے اسیطرح جناب صدیقہ کبریٰ فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہا کے عملی نمونہ امت کی عورتوں کے راہنما تھے اور قابل قبول اور مؤثر دلائل سے ثابت کردیا کہ اگر جناب صدیقہ طاہرہ نہ ہوتیں یا آپ ایسے عملی نمونہ پیش نہ فرماتیں تو رسول کی ہدایت و تعلیم ناتمام رہجاتی آپنے فرمایا

کہ گو حضرت رسول امت کے ہر مرد و زن کی ہدایت کے لیے بھیجے گئے تھے مگر عیناً اثر آپ کی تعلیم کا مرد لے سکتے تھے مستورات نہ لے سکتی تھیں لہٰذا خداوند عالم جل اسمہٗ نے حضرت رسول ہی کے ایک جز و نور کو جناب مخدومۂ کونین کی مبارک صورت میں متشکل فرما کر عورتوں کی کامل ہدایت اور اثر پذیری کا پورا سامان کیا اور آپکی عملی تعلیم سے متاثر ہو کر مومنات صالحات میں شامل ہو گئیں،

یہ تقریر انتہائے توجہ سے سماعت کی گئی اور عامۂ مسلمین کے قلوب پر بہت گہرا اثر قائم کر کے ختم ہوئی

(۵) عالیجناب مولانا السید محمد سبطین صاحب قبلہ نے "مذہب عین فطرت ہے" کے موضوع پر ایک مکمل لطیف بلکہ عدیم النظیر تقریر فرمائی اور موضوع کے تمام اطراف و جوانب پر کافی بحث فرما کر واضح کر دیا کہ مذہب اسلام مذہب فطرت ہے اور انسانی فطرت کے بالکل مناسب و مطابق ہے، تقریر نہایت مبسوط و مفصل و رفاضلانہ اور دفع اعتراضات زمانہ حال میں نہایت کافی اور اصل مقصود پر بہت تیز روشنی ڈال رہی تھی اور اسلیے نہایت توجہ سے سماعت کی گئی اور اسی تقریر پر جلسہ ختم ہوا،

اجلاس دوم

۲۹ ر دسمبر ۲۸ء وقت شام

(۱) جناب مولوی حافظ سید ظفر عباس صاحب واعظ نے تلاوت کلام مجید سے سامع حاضرین کو منور فرمایا،

(۲) جناب غلام علی صاحب نومسلم سابق پنڈت جانکی پرشاد صاحب برہمن ساکن ریاست ریوانچ جو حال ہی میں شرف اسلام سے مشرف ہو کر مدرسۃ الواعظین میں تعلیم پا رہے ہیں آیۂ ان الدین عند اللہ الاسلام کے ماتحت "اسلام کی سچائی اور ہندو مذہب کی حقیقت" پر کافی روشنی ڈالتے ہوئے اس معیار کو بکمال وضاحت بیان کیا جسکو انھوں نے مذہب حق کی کسوٹی قرار دیکر عالم کے تمام مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کو کامل المعیار پاکر تسلیم کیا اور قرآن مجید اور وید کا تقابل کر کے سلام فہم عقلی دلائل سے وید کو انسانی تصنیف اور قرآن مجید کو الہامی کتاب ثابت کر کے اپنے کلام کو ختم کیا،

یہ تقریر کمال توجہ سے سنی گئی اور تمام حاضرین جلسہ نے آپکی استقلال و استقامت کی دعا دی،

(۳) جناب مولوی سید العلماء الحسنین صاحب واعظ مبلغ بہار اوڈیسہ نے "تبلیغ کی ضرورت" پر ایک فاضلانہ تقریر ارشاد فرمائی جو بکمال توجہ سماعت کی گئی،

(۴) جناب مولوی محمد تقا علی صاحب حیدری واعظ نے موضوع "اسلام سہالگیر مذہب کا حامی ہے" پر نہایت متین و پرزور تقریر ارشاد فرمائی اور اس اعتراض کو کہ اسلام ایک فوجی مذہب ہے، نہایت

خوبی سے رفع فرما کر حضار کو محظوظ و متأثر فرمایا،

(۵) جناب مولوی خواجہ غلام الحسنین صاحب فاضل پانی پتی نے معارف قرآن مجید پر ایک فاضلانہ تقریر فرمائی اور آیات قرآنیہ کے معارف و عوارف اور دقائق و حقائق کو نہایت واضح طریقہ سے بیان فرما کر ثابت کر دیا کہ ایسے حقائق و دقائق ایسی معجز فصاحت و بلاغت کے ساتھ بجز الہامی کلام کے دوسری کلام میں ناممکن و محال ہیں،

یہ تقریر بھی جسقدر قابل قدر تھی اسیقدر قابل توجہ سے سماعت کی گئی اور اس تقریر کے بعد جناب مولوی مرزا محمد ہادی صاحب عزیز لکھنوی کی دلدوز نظم کے بعد جلسہ ختم ہوا،

اجلاس سوم

۳۰ دسمبر ۲۸ء وقت صبح

(۱) جناب مولوی محمد لقاء علی صاحب واعظ حیدری نے قرآن مجید کی تلاوت فرما کر مسامع حاضرین کو منور فرمایا،

(۲) جناب مولوی جواد حسین صاحب واعظ نے "معجزہ کی حقیقت اور اسکا معیار نبوت ہونا" نہایت واضح طریقے سے بیان فرما کر ان تمام شبہات و اعتراضات کو دفع فرمایا جو منکرین معجزات کی طرف سے وارد کیے جاتے ہیں اور جو لوگ معجزہ کو معیار نبوت نہیں جانتے ان کے خیالات کو بھی رد کر کے ثابت کر دیا کہ معجزہ نبوت کا معیار کامل ہے،

(۳) عالی جناب مرزا عابد حسین خانصاحب آنریری جنرل سکریٹری مدرسۃ الواعظین نے اپنی سالانہ رپورٹ ارشاد فرمائی اور مدرسہ کے ہر شعبہ کے مداخل و مخارج اور ضروریات پر روشنی ڈالتے ہوئے اس حقیقت کو واضح کیا کہ ہم نے چند سال کی قلیل مدت اور قلیل آمدنی میں کسقدر عظیم الشان کامیابیاں حاصل کیں اور آخر میں کتب خانہ مدرسۃ الواعظین اور رسالہ مسلم یوکے لئے اپیل کی،

(۴) جناب آغا سید محمد جواد صاحب صدیقی طہرانی متعلم مدرسہ نے جناب آقائے آقا عبد الرضا صاحب شیخ العراقین کابل کا شف الغطاکی عربی تقریر ارشاد فرمائی جس میں علاوہ تمجید مدرسہ مدرسین و مبلغین و معاونین و منتظمین کے تبلیغ کے واجب کفائی ہونے پر پورا زور دیا گیا اور دلائل اربعہ سے اسکے وجوب پر کافی روشنی ڈالی گئی تھی جسکا ترجمہ جناب مولوی سید وجیہ الحسن صاحب متعلم مدرسہ نے نہایت سلیس اردو میں بیان فرمایا،

(۵) جناب شیخ مہدی حسین صاحب ناصری ایم اے ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول بارہ بنکی نے "ہمارے مبلغین کے طرز عمل" پر ایک فاضلانہ تقریر نہایت عمدہ اور جچے تلے الفاظ میں ارشاد فرما کر حاضرین کو محظوظ و متاثر فرمایا،

(۶) جناب حکیم سید عیسے میاں صاحب قیس زنگی پوری دام علاۂ نے اپنی دلکش نظم موسومہ بہ "فریاد اسلام" ارشاد فرما کر جملہ حاضرین سے خراج تحسین حاصل کیا اور جلسہ دوسرے وقت کے لئے ملتوی ہوا،

اجلاس چہارم

۲۸ / ۳۰ دسمبر ۱۹۳۴ء وقت شام

(۱) جناب مولوی سید مسرور حسین صاحب نے سورہ جمعہ کی تلاوت فرما کر مسامع حاضرین کو منور فرمایا

(۲) جناب مولوی سید علی صاحب واعظ نے "قانون کی ضرورت" پر ایک متین و پر مغز تقریر ارشاد فرما کر واضح کیا کہ جب دنیوی تمدن قانون کا محتاج ہے اور نظام عام مدنیت اور تعامل بین العباد بغیر قانون کے درست نہیں رہ سکتا تو روابط عبد و معبود کے لئے بدرجہ اولیٰ ایک ایسے محکم قانون کی ضرورت ہے جو عبد کیلئے بارگاہ معبود کے تقرب کا بہترین ذریعہ ہوسکے اسی قانون کا نام اسلام ہے اور یہی وہ ہمہ گیر اور وسیع قانون ہے جو حقوق خدا اور حقوق عباد دونوں پر حاوی ہے اور یہی اس قانون کی وہ خصوصیت خاصہ ہے جو اسکو جملہ ضوابط و قوانین سے ممتاز ثابت کرکے اس کی پابندی کو لازم و واجب کررہی ہے،

(۳) جناب سید مقصود حسین صاحب ایم اے پروفیسر گورنمنٹ کالج الہ آباد نے "سیاست معصومین" پر ایک قابل قدر مفصل تقریر ارشاد فرما کر واضح کیا کہ اسلام میں سیاست سے کیا مقصود ہے اور اس زمانہ میں سیاست سے کیا مراد ہے اور حضرات ائمہ معصومین کے زمانہ میں سیاست مدن کی کیا حالت تھی اور ان حضرات کے ساتھ حکومتوں کا طرز عمل کیا تھا اور یہ حضرات اپنی اُن مظلومانہ حالتوں میں ربانی سیاست کے کیسے کیسے عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کرکے اسلام کی حقانیت کو ظاہر و آشکار فرما رہے تھے اور دنیا اُس سے کیسے سبق لے رہی تھی اور آئندہ لیتی رہی گی،

(۴) جناب سید محمد مہدی صاحب تسکین وکیل فیض آباد نے "معرکۂ مذہب و تمدن" پر نہایت متین و معنی خیز تقریر ارشاد فرما کر واضح کیا کہ مذہب تمدن کا حارج و مانع نہیں ہے بلکہ تمدن کو بہترین درجات تک پہونچانے میں ممد و معاون ہے اور اگر اس موضوع میں قوانین اسلامیہ کی پابندی کی جائے تو دنیا تمدن کے اُس اعلیٰ درجہ تک پہونچ سکتی ہے جس سے بالاتر متصور نہیں ہے"

اجلاس پنجم

۳۱ دسمبر ۳۶ء وقت صبح

(۱) جناب مولوی جواد حسین صاحب واعظ نے قرآن مجید کی تلاوت فرما کر مسامع حاضرین کو منور فرمایا،

(۲) جناب مولوی امداد حسین صاحب واعظ نے مسئلہ اسلام اور مسئلہ جہاد پر نہایت دلچسپ تقریر ارشاد فرما کر واضح کیا کہ اسلام کی ترقی اُسکی حقانیت و روحانیت کا نتیجہ ہے اسلام نے بزور شمشیر ترقی نہیں پائی اسلام کی کوئی جہاد ابتدائی نہ تھا بلکہ ہر جہاد دفاعی تھا،

(۳) جناب صدر نے ایک مختصر تقریر میں تبلیغ کی اہمیت بیان فرما کر مدرسۃ الواعظین کے تبلیغی خدمات کا زبردست الفاظ میں تذکرہ فرمایا اور حاضرین کو ہمیشہ مدرسہ کا ہمدرد رہنے کی طرف متوجہ فرمایا،

(۴) جناب مولوی سید اکبر حسین صاحب آنریری سکرٹیری شعبۂ تبلیغ نے اپنی سالانہ رپورٹ نہایت مفصل و مرتب و منظم عنوان سے نہایت پر جوش الفاظ میں پیش کی اور سال زیر رپورٹ میں مدرسہ کے تبلیغی خدمات کا حاضرین سے تعارف کرایا اور واعظین کے تبلیغی کارنامہ اور اُن کی جد و جہد کے نتائج پر کافی روشنی ڈالتے ہوئے بیان فرمایا کہ امسال ہمارے مدرسہ کے سترہ مبلغ مقامات ذیل میں دورہ کرتے رہے اور جو نتائج ان کی کوششوں سے پیدا ہوئے وہ نہایت اطمینان بخش ہیں،

جناب مولوی حافظ کفایت حسن صاحب کوہ مری — جناب مولوی عدیل اختر صاحب پشاور

جناب مولوی انیس الحسن صاحب کراچی — جناب مولوی خادم حسین صاحب صوبہ سندھ

جناب مولوی یوسف حسن صاحب شمال و مغرب پنجاب — جناب مولوی فضل علی صاحب جنوب و شرق پنجاب

جناب مولوی ممتاز حسین صاحب چتیاپا کچھ گجرات — جناب مولوی اظہار الحسنین صاحب بہار و اڑیسہ

جناب مولوی سید محمد مہدی صاحب صوبہ متحدہ — جناب مولوی سید سلطان علی صاحب ممالک افریقہ

جناب مولوی شیخ جواد حسین صاحب صوبہ بمبئی — جناب مولوی حافظ سید ظفر عباس صاحب پانی پت کرنال وغیرہ

جناب مولوی امداد حسین صاحب کلکتہ سلطان پور بنگال — جناب مولوی سید سرور حسین صاحب بنگال بعد انتخاب لکھنؤ خاص

جناب مولوی محمد بقاء علی صاحب واعظ حیدری، برہما، سنگاپور، ہانگ کانگ، بنکاک، سیام، بھگلائی، کانپور، بمبئی، حیدرآباد،

جناب مولوی سید اسماعیل حسین صاحب شہیدی، شملہ، کشمیر، ملتان،

جناب مولوی سید علی صاحب سیتاپور، ردولی، سلطانپور، بکار خاص، پائیں عراق بضمن زیارات،

نتائج تبلیغ کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ہمارے واعظین نے سات آٹھ سو کے درمیان عربی، فارسی، انگریزی، اردو میں تقریریں کیں متعاہی اور وقتی ضرورتوں کے لحاظ سے گجراتی اور اردو انگریزی میں رسائل شائع کیے تقریباً پچاس اشخاص نے اسلام قبول کیا جن میں تین معزز انگریز، ایک چینی بیرسٹر اور ایک مالدار سکھ تاجر ہیں جو بلتستان میں تجارت کرتے ہیں،

تبلیغی جد وجہد کے ساتھ منافرت بین المسلمین کو دور کر کے بین مختلف گر ممکن الاتحاد اسلامی فرقوں کو یکجا اکٹھا کر دیا اور جن بچھڑے ہوئے بھائیوں کو پھر ملت حقہ میں شامل کر لیا اور خاص بلتستان میں تو ہب کو جیسے فاش شکست دیدی وہ ان کے ملاوہ ہے۔ برہما اور چین اور سیام اور سنگاپور میں جو کارہائے نمایاں امسال ہمارے واعظین نے کئے ہیں اور وقتاً فوقتاً الواعظ اور دیگر اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں،

جناب آنریری جنرل سکرٹری صاحب نے اپنی رپورٹ میں اخراجات واعظین کی مد میں ...حالانکہ ... دکھلائے ہیں لیکن فی الحقیقت یہ اخراجات ... سے کم نہیں ہیں کیونکہ ۳۰ دسمبر تک حساب بند کر دیا جاتا ہے اور بعض واعظین نے ۳۰ دسمبر کے بعد حساب داخل کیا ہے اس وجہ سے پوری رقم خرچ میں دکھائی جا سکی امید ہے کہ حضرات واعظین آئندہ اس کا لحاظ رکھیں گے،

یہ رپورٹ درحقیقت مدرسہ کے اہم نتائج پر شامل اور شعبہ تبلیغ کے تمام اطراف و جوانب کو حاوی تھی قلت صفحات نے اجازت نہ دی کہ پوری رپورٹ ہدیۂ ناظرین کرتے مجبوراً اہم ترین بیانات کے خلاصہ پر اکتفا کی گئی،

اس رپورٹ کے بعد جلسے نے خواہش کی ہم سنگاپور اور ممالک چین و برہما و بلتستان کے حالات اس سے زیادہ تفصیل سے سننا چاہتے ہیں چنانچہ باجازت جناب صدر جناب مولوی محمد لقمان علی صاحب واعظ حیدری مبلغ سنگاپور و ممالک چین و برہما اور مولوی سید اسماعیل حسین صاحب رضوی المشہدی مبلغ شملہ و کشمیر و بلتستان نے یکے بعد دیگرے اپنے اپنے تبلیغی کارناموں کو پیش کیا جو تمام ذوق سے احسنت کے ساتھ سماعت کیے گئے

(۵) جناب مولوی سید مسعود حسین صاحب واعظ نے انجمن مؤید العلوم شعبہ تصنیف تالیف کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے ان تمام کتب و رسائل کی فہرست پیش کی جو امسال اس شعبہ نے شائع کیے ہیں،

(۶) جناب مرزا کاظم حسین صاحب محشر لکھنوی نے اپنی نظم ارشاد فرمائی اور جلسہ بوجہ کمی وقت کے ملتوی ہوا،

اجلاس ششم

۳۱، دسمبر ۱۹۲۸ء وقت شام

(۱) جناب مولوی حافظ سید ظفر عباس صاحب واعظ نے تلاوت کلام مجید سے سامع حاضرین کو منور فرمایا

(۲) ناچیز مدیر الواعظ نے اس شعبہ کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے پریس کی ضرورت اور الواعظ کے اجرا کی تاریخ اور اس کے مدیران سابق و مدیر حال کے خدمات اور اُسکے نصب العین اور اسکے مضامین کی نوعیت اور اُن کی اجمالی فہرست اور اس کے دائرۂ اشاعت کی وسعت اور اسکے معزز نامہ نگاروں اور قلمی معاونوں اور توسیع اشاعت میں کوشش کرنے والوں کے اسماء مبارکہ کو بکمال شکریہ بیان کرکے واضح کردیا کہ امسال ایکسو بائیس خریداران جدید حضرات واعظین نے مہیا کیئے اور جملہ خریداران قدیم وجدید اور قیمت کتاب سیاست علویہ سے ۳۰ دسمبر ۲۸ء تک ایکہزار چارسو کہتر اور ۳ تین سو پچاس جلد ایکہزار آٹھ سو اکیس کی آمدنی ہوئی اور ایکہزار چھ سو تریپن ساڑھے نو آنہ صرف ہوکر اکہتر ساڑھے چھ آنہ باقی رہے، اور اگر بقایائے ۲۷ء کے چار روپیہ اور ۳۰ دسمبر ۲۷ء سے ۳۱ دسمبر ۲۸ء تک کی آمدنی مبلغ تیس روپیہ ۴ر آمدنی میں اور ۲۱ دسمبر سے ۳۱ دسمبر ۲۸ء تک کا خرچ اٹھتر روپیہ پونے سات آنہ خرچ میں اضافہ کردیے جائیں تو کل آمدنی ۲۸ء کے مع بقایائے ۲۷ء ایکہزار آٹھ سو چھپن چار آنہ اور کل خرچ ۲۸ء کا ایکہزار سات سو اکتیس پونے سات آنہ ہوکر ایکسو تئیس روپیہ پونے چار آنہ باقی بچیں گے،

(۳) جناب خواجہ غلام الحسنین صاحب دام فضلہ نے "اسلام مذہب امن وصلح ہے" کے موضوع پر ایک فاضلانہ تقریر ارشاد فرمائی اور آیات قرآنیہ کے معارف وعوارف اور دقائق وحقائق اپنے موضوع کے اثبات میں پیش فرماکر واضح فرمادیا کہ اسلام خالق ومخلوق دونوں سے صلح کی تعلیم دیتا ہے خالق سے صلح اسکی عبادت واطاعت ہے اور مخلوق سے صلح ادائے حقوق عباد ہے فساد ضد صلح ہے اور اسکے اسباب تعصب وخودغرضی میں منحصر ہیں،

ان تمام مطالب کو جنہیں ہمنے اجمالاً ذکر کیا ہے ممدوح نے نہایت بسط وتفصیل سے بیان کیا اور ہر مطلب کو آیات قرآنیہ سے مبرہن فرماتے رہے ممدوح کی تقریر ہماری توصیف سے بالاتر تھی اور تمام جلسہ ہمہ تن گوش تھا،

(۴) تحویل کا بجٹ اور ضروری ریزولیوشن پیش ہوکر پاس ہوا۔

یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ کلکتہ میں جو کانفرنس مختلف مذاہب کی ہونے والی ہے اسمیں مدرسۃ الواعظین کا ایک نمائندہ ضرور شریک ہو جو اسلام کی حقیقی ترجمانی کرے،

محرک جناب سید محمد مہدی صاحب تسکین وکیل فیض آباد،

مؤید جناب سید مقصود حسین صاحب ایم اے پروفیسر گورنمنٹ کالج الہ آباد

(۵) ذیل کا نہایت اہم اور ضروری رزولیوشن پیش ہوکر پاس ہوا،

یہ جلسہ مکۂ معظمہ کی انجمن اخوان الصفا و نیز دیگر حجازیوں کی اس جد و جہد کو جو وہ بوجہ ناقابل تحمل مظالم اور تبلیغ وہابیت کے دشمنان اسلام نجدیوں کے خلاف کر رہے ہیں بنظر استحسان دیکھتا ہے اور دست بدعا ہے کہ خدا جلد سے جلد اس بلا کو سرزمین حجاز سے دور کرے،

محرک جناب مولوی مرزا محمد ہادی صاحب عسکری لکھنوی

مؤید جناب مولوی سید محمد قاسم صاحب الہ آبادی

مؤید ثانی جناب سر مہاراجہ صاحب بہادر آف محمود آباد دام اقبالہم

(۶) ذیل کا رزولیوشن پیش ہوکر پاس ہوا :-

یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ دور حاضرہ میں پردہ شکنی کا جو سیلاب آ رہا ہے اور فریضۂ حجاب اسلامی کے تباہ کرنے کی جد و جہد کی جا رہی ہے اُسکے انسداد کے لیے تمام اہل اسلام کو ہمہ تن تیار ہو جانا چاہیئے اور چونکہ وہ باطل و خلاف شرع ہے اس لیئے ہر حیثیت سے اُسکے دفاع کی کوشش کرنا چاہیئے،

محرک جناب مولوی سرور حسین صاحب واعظ

مؤید جناب شمس العلماء مولانا السید سبط حسن صاحب قبلہ،

یہ رزولیوشن جسقدر اہم اور ضروری تھا اُسیقدر جناب مولانا نے اسکی اہمیت کو پرزور دلائل سے واضح کر دیا اور بجز دلائل عقلیہ کے کسی دلیل نقلی سے بحث نہیں کی اور جو لوگ اس موضوع کو محض عقلی نقطۂ نظر سے دیکھنا چاہتے ہیں اُن کی کامل تسکین فرما دی تائید ی تقریر تقریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہی اور بکمال توجہ سماعت کی گئی،

(۷) جناب سرکار صدر الشریعہ دام اللہ ظلہ العالی نے جناب صدر اور حضار جلسہ اور کمیٹی استقبالیہ اور دیگر منتظمین و معاونین و ارکان و اعضائے مدرسۃ الواعظین کا فرداً فرداً نام بنام شکریہ ادا کیا اور تمام حضرات سے مدرسہ کو نظر توجہ سے دیکھتے رہنے کی استدعا فرمائی،

(۸) جناب سید محمد مہدی صاحب تسکین وکیل فیض آباد نے تمام حضار و الاتبار اور مہمانان ذی وقار کی جانب سے سرکار ممدوح کا شکریہ ادا کیا،

(۹) جناب صدر نے جناب مولوی سید اسماعیل حسین صاحب واعظ کو اپنے دست مبارک سے عمامہ اور قبا مرحمت فرمائی جسکے وہ امتحان میں کامیابی کے بعد مستحق تھے،

نوٹ ہمیں افسوس ہے کہ ہم قلت صفحات اور نیز تفصیلی رپورٹ شایع ہونے کی زیر غور تجویز کی وجہ سے مقررین و واعظین کی تقریروں اور ذمہ داراکان کی رپورٹوں کو لفظ بلفظ شایع نہ کر سکے اور صرف تلخیص و اجمال پر مجبوراً اکتفا کرنا پڑی اگر مفصل رپورٹ شایع ہو گئی تو ناظرین ملاحظہ فرمائینگے کہ تمام تقریریں کسقدر پر زور و متین اور تمام رپورٹیں کسقدر دلچسپ تہیں،

(ناچیز مدیر)

خطاب بہ مدرسۃ الواعظین

درسگاہ واعظیں تجکو وہ رفعت آج ہے　　نشر احکام رسول اللہ کی معراج ہے
نجم ملت حنظلم تیری خوشا قسمت تری　　کوئی بھی روشن دلعہ با فیض ایسا آج ہے
مولوی سبط حسن ساخوش بیاں تجکو ملا　　جو تمامی واعظان ہند کا سرتاج ہے
فارغ التحصیل طلّاب آتے ہیں تیرے یہاں　　تو شہنشاہ مدارس ہے یہ تیرا باج ہے
ایک سے ایک اچھے ہیں جتنے ملازم ہیں ترے　　تیرے در کا بوریا بھی رو کش دیباج ہے
اک کتبخانہ بھی اچھا سا فراہم کر لیا　　اب تو کوئی شے نہیں ایسی کہ یاں محتاج ہے
قوم نے دل سے توجہ کی اگر تیری طرف　　میں تو سمجھونگا حقیقت میں یہی راج ہے
دے دعائیں اپنے بانی کو بڑہے اقبال و جاہ　　راجہ صاحب کی ترقی بھی تری معراج ہے
تجکو قائم کر کے وہ راجہ سے مہراجہ ہوئے　　چاہیں کر اے مدرسہ دنیا میں تیرا راج ہے

تو وقار نغز گو کا قدرداں کیونکر نہو،
شاعری کے فن میں وہ بھی قلزم مواج ہے

(خاکسار وقار جونپوری)

فلسفۂ بقائے ہستی

اور

امام عصر کی طولانی زندگی

روح کا وجود و بقا جسم انسان میں موسوم بحیات ہے اور بوقت افتراق روح و بدن کو کہتے ہیں ممات، علیہ حیات انسانی کا دار و مدار روح پر قرار پایا لہٰذا ضروری ہوا کہ روح کی تعریف اسکی بقاء اسکے تکون و وجود اور جسم انسانی سے اسکے تعلق کی نوعیت اور مدت دریافت کی جائے،

علماء طب نے تحریر کیا ہے کہ جسم انسانی کے اندر ذیل کی تین قوتیں متصرف ہیں۔

(۱) قوۃ طبیعیہ جسکا محل جگر ہے اسکے تحت میں چار قوتیں بطور خادم کام کرتی ہیں، غاذیہ، نامیہ، مولدہ، مصورہ، قوۃ غاذیہ کے بھی متعدد خدام ہیں جاذبہ، ماسکہ، ہاضمہ، دافعہ، اور ان چاروں خدام کے تحت میں بھی چار کیفیتیں موجود ہیں حرارت، برودت، رطوبت، یبوست، الغرض یہ تمام خدام علی الترتیب بتوسط و بلا توسط قوۃ غاذیہ کی ماتحت ہیں اور اسکے فرمانبردار پھر قوۃ غاذیہ قوۃ نامیہ کی خدمت کرتی ہے اور یہ دونوں (غاذیہ و نامیہ) قوۃ مولدہ کی خدمت بجا لاتی ہیں،

(۲) قوۃ نفسانیہ جسکا محل دماغ ہے اسکے تحت میں دو قوتیں کارکن ہیں قوۃ محرکہ و قوۃ مدرکہ، قوۃ محرکہ حرکت کی وجہ قرار پاتی ہے اور اسکی خدمت شہوانیہ و غضبیہ کرتی ہیں اور اسی قوۃ محرکہ کے تحت میں فاعلہ بھی ہے جس سے حرکت کا صدور ہوتا ہے اور عضو انسانی کھلتا اور بند ہوتا ہے،

اب رہی مدرکہ تو اسکی دو قسمیں ہیں ظاہرہ و باطنہ، ظاہرہ کے پانچ آلات ہیں قوۃ بصر، قوۃ سمع و قوۃ شامہ، قوۃ ذائقہ، قوۃ لامسہ

مدرکۂ باطنہ کے بھی پانچ جز ہیں حس مشترک، واہمہ، متصرفہ، متخیلہ، حافظہ، اسی متصرفہ کو اس اعتبار سے کہ روح نفس ناطقہ کی خدمت بجا لاتی ہے متفکرہ بھی کہتے ہیں،

(۳) قوۃ حیوانیہ ہے محل اسکا قلب ہے یہ قوۃ اعضاء جسمانی کو قوۃ نفسانیہ کے قبول کرنے پر آمادہ رکھتی ہے فتبارک اللہ احسن الخالقین،

یہ تینوں قوتیں مسلسل جسم انسانی میں متصرف رہتی ہیں الغرض ان تینوں قوتوں کی نگراں و فرمانروا تین روحیں ہیں روح نفسانی، روح حیوانی و روح طبیعی یہی روحیں ان قوتوں کی حامل ہیں اور انہی روحوں سے جسم انسانی کی حیات و ممات ہے اور اس کا وجود اور اسکی ماہیت جیسا کہ علماء طب نے تحریر کیا ہے

اخلاط اربعہ (خون، صفرا، سودا، بلغم) کے لطیف بخارات سے ہوتی ہے جیسا کہ اس کی تعریف سے ظاہر ہے کہ جسم لطیف بخاری یتکون من لطافۃ الاخلاط یعنی روح ایک جسم لطیف بخاری ہے جسکی خلقت اخلاط کی لطافت سے ہوا کرتی ہے،

اور جب مختصراً جسم انسانی کی تاثیر و ترکیب کا حال ظاہر ہو گیا تو اب یہ دیکھنا چاہئے کہ روح کا تعلق جسم انسانی سے کب تک ممکن ہے اور کب ممکن نہیں اور اس تعلق کے بقاء و انقطاع کی کیا وجہ ہوا کرتی ہے،

جسم انسانی کی باعتبار تغیر دو حالتیں ہیں ایک مرض دوسرے نہ مرض اور نہ صحت، مرض کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ وہ ایسی جسمانی ہیئت ہے جس کی وجہ سے افعال فی نفسہٖ غیر سلیم وقوع میں آتے ہیں اور یہی مرض ترقی کرتا ہوا بالآخر علاحدگی روح کا باعث ہوتا ہے جس کو دوسری لفظوں میں موت سے تعبیر کرتے ہیں اور مرض کے پیدا ہونیکی علت بدنی اخلاط اربعہ سے اعتدال کا منتفی ہو جانا ہے اور اخلاط میں اعتدال کا باقی نہ رہنا اسباب ستہ ضروریہ میں کمی و زیادتی پیدا ہونے سے وقوع میں آتا ہے جسکو دوسری لفظوں میں علماء طب نے یوں تحریر کیا ہے کہ ان الحیوۃ بالحرارۃ والرطوبۃ والموت بالبرودۃ والیبوسۃ الخ یعنی حیات حرارت و رطوبت کی وجہ سے باقی رہتی ہے اور موت برودت و یبوست سے طاری ہوتی ہے پس حرارت و رطوبت غریزیہ کا محفوظ رکھنا اور حد اعتدال سے زائد صرف نکرنا نہایت ضروری ہے اور یہ صورت جبھی ممکن ہے جبکہ اسباب ستہ ضروریہ یعنی اکل و شرب، نوم و یقظہ، حرکت و سکون بدنی، حرکت و سکون نفسانی، استفراغ و احتباس، و ہوائے محیط میں اعتدال قائم رکھا جائے چنانچہ سدیدی نے لکھا ہے کہ اگر بدن میں حرارت و رطوبت اصل خلقت ہی کے وقت سے قوی ہو اور انسان اسکی حفاظت کرتا رہے تو یقیناً طویل العمر ہوگا اور زیادہ دنوں تک زندہ رہیگا

حاصل کلام یہ ہے کہ اگر اسباب ستہ ضروریہ یعنی اکل و شرب، نوم و یقظہ، وغیرہ میں اعتدال قائم رکھا جائے تو یقیناً ہر مدبر شخص کی عمر دراز و طویل ہو سکتی ہے، جیسا کہ سدیدی کی عبارت سے ظاہر ہوا اور یہی تمامی علماء طب کا اجماع ہے قانون شیخ و شفاء نفیسی وغیرہ ملاحظہ ہو، اور اس تدبیر سے جسم انسانی فی نفسہٖ امراض سے بھی محفوظ رہ سکتا ہے اب رہے اسباب خارجیہ تو انمیں سے بعض کا تدارک تو علاج کے ذریعہ سے ممکن ہے اور بعض کا ممکن نہیں لہذا جو خود اپنے جسم میں بہ حیثیت سے اعتدال قائم رکھے اور جن چیزوں کے ذریعہ سے اسباب خارجیہ کا تدارک ممکن ہے انہیں بھی بخوبی جانتا ہو اور اسکی خلقت بھی فی نفسہٖ معتدل ہو تو اسکی عمر کا دراز و طویل ہونا جائے استبعاد و تعجب نہیں بلکہ قرین قیاس ہے کہ ہمارے مولا مسموم نہیں اگر اسباب خارجیہ غیر طبعی یعنی زہر و تلوار سے شہید

نہ کیے جاتے تو یقیناً طویل العمر ہوتے اور موت غیر طبعی کا طاری ہونا ان پر ممکن نہ تھا کیونکہ امام معصوم کے لیئے علم و عدل ہونا نیز جملہ علوم و کمالات میں کامل بلکہ اکمل ہونا دلائل کلامیہ کی راہ سے ضروری ہے اور منجملہ ان علوم کے علم ابدان بھی ہے جو علم ادیان کا سہیم و شریک ہے جیسا کہ حدیث رسول سے صحیح ہے .... العلم علمان علم الادیان و علم الابدان یعنی علم بس دو ہی ہیں علم دین اور علم بدن لہذا جو حضرات رسول کے قائم مقام اور خلق کی ہدایت کیلئے مقرر کیے جائیں اُنکے لیئے ان دونوں علوم میں کمال رکھنا ضروری ہے تاکہ اگر کسی وقت میں کوئی ضرورت اپنے جسم کی حفاظت و تدارک کی واقع ہو جائے تو وہ راعی اُمت و محافظ شریعت کسی غیر کی طرف مائل و محتاج نہو ورنہ تابع و محکوم قرار پائیگا، جو یقیناً راعی و محافظ ہونے کے خلاف ہے پس علم ادیان و علم ابدان راعی امت ہونیکی وجہ سے لازم ہے اور معصوم ہونیکی وجہ سے عدالت بھی ضروری ٹھہری اور ان تینوں کمالوں کا وجود علی درجۃ الکمال تسلیم کرنا لازم ہوا اور یہ گویا امام تینوں چیزوں کے جامع قرار پائے،

اب جبکہ ان تینوں کمالوں کا وجود علی درجۃ الکمال تسلیم ہوگیا تو علم رکھتے ہوئے ہرگز بھی کوئی شخص تدبیر و تدارک میں کوتاہی نہ کریگا معمولی علم و عقل والے حضرات بھی حتی الامکان یہی کوشش کرتے ہیں کہ جہانتک جس علم و فن میں دخل ہے کسی قسم کی غلطی و کوتاہی نہونے پائے پھر وہ حضرات جو ائمۂ خلق و راعی امت ہوں کیونکر اپنی طرف سے کوتاہی کرسکتے ہیں، ہرگز نہیں یہ ائمۂ معصومین جو فعل بھی کرتے تھے عام ازیں ہے کہ وہ دینی ہو یا بدنی وہ بالکل اعتدال سے متصف اور معتدل رہتا تھا کیونکہ باوجود علم اسپر عمل نکرنا موجب مذمت ہے جسے معمولی درجہ کے حضرات بھی پسند نہیں کرتے چہ جائیکہ وہ حضرات جنہیں خود جناب رسالتمآب نے معصوم کے لقب سے ملقب کیا ہو کما عن الجابر انہ سئل عن رسول الله ما الائمۃ الاثنا عشر وجب الله تعالیٰ طاعتہ علینا الخ جابر سے روایت ہے آپنے جناب رسول سے سوال کیا کہ ائمۂ اثنا عشر جنکی طاعت و محبت ہم پر فرض ہے وہ کون ہیں؟ رسول اللہ نے کل ائمہ کے نام فرداً فرداً تعلیم فرمانے بعد ارشاد فرمایا کہ کل کے کل معصوم ہیں اور بارہواں انکا مہدی ہو جو حسین کی ذریت سے ہوگا اور زمین کو عدل و انصاف سے اسطرح بھر دیگا جس طرح وہ ظلم و جور سے مملو ہوگی،

یہی وجہ تھی کہ ان ائمۂ معصومین کا مزاج اوّلاً تو کبھی حد اعتدال سے متجاوز نہوتا اور اگر کبھی متجاوز ہو بھی جاتا تو یہ حضرات فوراً علی تدارک سے اُسے معتدل کر دیتے تھے جیسا کہ منقول ہے کہ ایک مرتبہ امام رضا کو بخار آگیا آپنے فوراً غسل فرمایا راوی کہتا ہے کہ ہم نے امام سے پوچھا کہ یا حضرت کیا بخار کا علاج یہی ہے اسوقت امام نے ارشاد فرمایا کہ ہم اہلبیت بخار کا علاج غسل ہی سے کیا کرتے ہیں الخ

الحاصل ائمہ معصومین بوجہ اپنے علم و عدالت اور عصمت کے برابر حد اعتدال پر قائم تھے جس کا نتیجہ یہ ہونا چاہیے تھا کہ حضرات معصومین پر موت طبعی کبھی بھی دست اندازی نہ کرتی اور کیا عجب تھا کہ اگر اسباب خارجیہ مذکورہ سے ان حضرات کی موت واقع نہ ہوتی تو ہرگز یہ حضرات اسقدر جلد پنجۂ موت میں گرفتار نہ ہوتے،

پس یہ کل ائمہ تلوار و زہر سے شہید کیے گئے اور ایسے زہر سے جس کے متعلق تاریخ شاہد ہے کہ اگر وہ زہر زمین پر گرا دیا جاتا تھا تو اس جگہ کی زمین شق ہو جاتی تھی یہ صرف اس لیے کہ زہر دینے والے بخوبی واقف تھے کہ اگر ایسا سخت سم قاتل نہ دیا جائے گا جس کا تدارک ہی ناممکن ہو تو پھر یہ حضرات اپنی حکمت علمیہ سے صحیح و سالم ہو جائینگے،

اب رہ گیا ہمارا امام عصر عجل اللہ فرجہ و سہل اللہ مخرجہ جس کی ولادت ۲۵۵ھ میں متحقق ہو چکی ہے اور زندہ رہنا بھی ثابت ہے دیکھو کتاب الیواقیت والجواہر اور عرف الوردی فی اخبار المہدی وغیرہ وغیرہ، تو چونکہ بوجہ غیبت کسی نے اُس پر دسترس نہ پایا جو بذریعہ سم یا خنجر کے شہید کرتا اور حکمت الٰہیہ بھی اُسکے طول حیات کی یقیناً مقتضی تھی کیونکہ رسول پر رسالت ختم اور موت آپکی واقع ہو چکی تھی اور بعد انقضاء زمانہ قلیل کل اماموں کو بھی اشقیاء نے زہر دیدیا پس اگر یہ امام عصر بھی زندہ نہ رہتا اور اس درجہ حیات اُسکی طولانی نہ ہوتی تو زمانہ خالیہ میں یقیناً بندوں کو باری تعالیٰ پر اعتراض کا حق باقی رہتا اور کوئی واسطہ درمیان خالق و مخلوق باقی نہ رہتا امام عصر نے بمقتضائے حکمۃ الٰہیہ اسی لیے غیبت اختیار کر لی تاکہ کوئی شقی انہیں بھی مکر و فریب و زہر وغیرہ سے شہید نہ کر ڈالے پس جبکہ امکان حیات کی زیادتی کا علم طب کے اصول سے ثابت ہو چکا اور ائمہ کا معصوم و عالم ماہیات و حقائق اشیاء ہونا بھی ثابت ہو چکا تو کیا وجہ ہے کہ حد اعتدال پر قائم رہتے ہوئے بھی کسی شخص کی حیات اسقدر طولانی نہ ہو سکے،

گذشتہ تمام دلیلیں اصول علم طب سے متعلق تھیں جن پر بقدر ضرورت روشنی ڈالی گئی یہ اصول اگرچہ تمام علمائے طب کو مسلم ہیں اور مسلم اور غیر مسلم سب ان پر متفق ہیں اور اس لیے یہ دلیلیں اثبات مطلوب کے لیے بہت کافی ہیں مگر اب میں چاہتا ہوں کہ مزید اثبات مقصود و انضاح مطلوب کیلئے کچھ ایسی عبارتیں بھی پیش کروں جن سے ہمارے مقصد و مطلوب پر اور بھی تیز روشنی پڑ جائے اور فلسفہ جدید کے جاننے والے اور پسند کرنے والے حضرات بھی محظوظ و مسرور ہوں،

موسیو سین دانیال نامے فرانس کے ایک ماہر علم البرق کی رائے ہے وہ یقینی طور پر تجربہ

کرتے ہیں کہ بجلی اور بعض دیگر کیمیائی اجزا کی ترکیب سے ایک ایسا جوہر تیار کیا جاسکتا ہے جو آدمی کے حیات جاودانی کا موجب ہو سکے جسم انسانی میں اگر اصلی حرارت باقی رکھی جائے تو موت کے آنے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی میں جس مرکب کو بنا رہا ہوں اُسکی خاصیت یہ ہے کہ حرارت اصلی کو باقی رکھے، چنانچہ کمزور آدمیوں پر اس کا تجربہ کیا گیا تو اُنکی صحت روبہ ترقی اور حرارت اصلی پیدا ہوگئی،،

"ڈاکٹر نارٹن کہتے ہیں کہ میں اکسیر زندگی بنانا چاہتا ہوں اس میں کامیابی یقینی ہے اس ایجاد سے موت ناممکن ہو جائیگی اسکا استعمال کرنیوالا اولاً موت سے محفوظ رہیگا اور اگر موت ناگہانی آ بھی گئی تو اُسکا زندہ کر دینا پھر ممکن ہے،،

"جرمن کا ایک ڈاکٹر انڈل نامی مدت سے اس کارروائی میں مشغول ہے کہ جن ادویہ میں طاقت وحرارت پیدا کرنیکا خاصہ موجود ہے اُن سے ایک ایسا جوہر بنایا جائے جسکے چند قطرے بوڑھے کو جوان اور ضعیف کو توانا کر دیں اسلیے کہ ہر جسم میں خواہ وہ جاندار ہو خواہ بیجان بجلی کی ایک قدرتی مقدار موجود ہوتی ہے اس سے کام لیا جائے تو مردے زندہ کیے جاسکتے ہیں،،

اکثر علماء سائنس کی تو یہ بھی رائے ہے کہ "وٹا مِن ہی ہماری اصلی غذا ہے عنقریب ایسے جوہر تیار کیے جائینگے جن کے استعمال سے غذا وغیرہ کی کچھ ضرورت نہوگی،،

یہ تمام دعوی اور خبریں اگرچہ فی الحقیقت محل غور و تامل ہیں کیونکہ اجل معین نہ ایک ساعت مقدم ہو سکتی ہے نہ مؤخر لیکن پھر بھی طول عمر کا استبعاد بخوبی تمام ان سے دفع ہو سکتا ہے اور تدابیر حفظ صحت سے غیر طبیعی موت سے محفوظ رہنا ناممکن نہیں ہے،

بناء علیہ اگر ہم اس امر کے مدعی ہیں کہ ہمارا امام عصر حضرت مہدی یقیناً اپنی پیدائش سے لیکر آجتک زندہ ہے اور جبتک خدا کو منظور ہوگا زندہ بھی رہیگا اور مرور زمانہ سے کاہش نہوسکیگا اور نیز اُسپر کوئی جسمانی اضمحلال بھی نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے تو اسپر کوئی استبعاد عقلی وارد نہیں ہو سکتا خصوصاً جبکہ خود خدا وند عالم پر بھی ایسے امام کا موجود رکھنا عقلاً واجب ہو تاکہ دنیا حجت وقت سے خالی نہ رہے، فافہم و تدبر

واللہ اعلم (احقر نذر حسن عفی عنہ گوپالپوری)

آریہ مسلم گفتگو

دوسری ملاقات مسلم کے مکان پر

بسلسلہ نمبر ۸ پرچہ بابت ماہ نومبر ۰۶ء

مسلم اپنی مکان پر لائبریری میں کسی کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے کہ یکایک انہیں کسی آنے والے کی آہٹ معلوم ہوئی آنکھ اٹھا کر دیکھا تو وہی آریہ سماجی بھائی تشریف لائے ہیں جن سے کچھ روز قبل روح و مادہ کے حدوث و قدم پر گفتگو ہو چکی تھی،

مسلم۔ (تعظیم کے لیے اٹھکر) آہا جناب آپ ہیں تشریف لائیے، تسلیمات عرض، میں تو کئی روز سے آپکا منتظر تھا،

آریہ۔ نمسکار (آکر بیٹھ جاتا ہے)

مسلم۔ معمولی تعارف و مزاج پرسی کے بعد) کہیے جناب آج تو آپ خوب تیار ہو کر آئے ہونگے اچھا یہ بتائیے کہ آپکے پرمیشور کی کیا کیا صفات ہیں ؟

آریہ۔ یہ تو کوئی پوچھنے کی بات نہیں ہے جو صفات آپکے نزدیک معتبر ہیں کیا انہیں اوصاف سے میں بھی متصف مانتا ہوں،

مسلم۔ ہماری نزدیک تو بعض صفتیں ثبوتی ہیں جو اُس کی ذات میں پائی جاتی ہیں اور بعض سلبی ہیں جو اُسکی ذات میں نہیں پائی جاتیں اور وہ اُن سے منزہ و مبرا ہے اور منجملہ اُن سلبی صفتوں کے خدا تعالیٰ کا تجسم بھی ہے یعنی خدا کسی چیز میں حلول نہیں کرتا نہ کسی سے متحد ہو سکتا ہے نہ جسم جسمانیات کے متصف ہو سکتا ہے کیا آپ بھی یہی تسلیم کرتے ہیں ؟

آریہ۔ جی ہاں بیشک ایسا ہی ہے ہم بھی مانتے ہیں،

مسلم۔ مگر وید میں تو بعض جگہ اسکی تعلیم بالکل برخلاف ہے،

آریہ۔ کیونکر ؟

مسلم۔ وید مقدس سے کہ ثابت ہے مگر پہلے آپ یہ بتائیے کہ حرکت اور سکون سے کون متصف ہو سکتا ہے جسم یا غیر جسم ؟

آریہ۔ حرکت کی تعریف مشہور ہے یعنی حصول کسی جسم کا ایک مکان سے دوسرے مکان میں اور سکون کی تعریف ہے [illegible]

ہے جو یقیناً محتاج غیر ہوگا۔

مسلم۔ لیکن اگر آپ کا پرمیشور اس صفت سے متصف مانا جائے تو پھر کیا؟

آریہ۔ ایسی ذات یا تو پرمیشور نہیں یا اس صفت سے توصیف کرنے والا دشمن عقل۔

مسلم۔ خوب! خوب! اچھا آپ سنیئے اور درستی غور کر لیجئے کہ یہ کیا ہے؟

"وہ اے پرمیشور جس جس مقام سے آپ دنیا کے بنانے اور پالنے کے لئے حرکت کریں اس مقام سے ہمارا خوف دور ہو تاکہ ہم آپ کی نظر عنایت سے سب مقاموں میں بے خوف رہیں"

(دیکھو وید لو بیاے ۳۶ منتر ۲۲)

کیوں جناب کیا اس عبارت سے یہ واضح نہیں ہوا کہ آپکا پرمیشور حرکت کرتا اور دوڑتا پھرتا ہے گو یہ معلوم نہ ہوا کہ یہ دنیا بنانے کا کام ایک ہی جگہ بیٹھ کر کیوں نہیں کر سکتا؟ ... کیا اس کی غیر متناہی ہوتی ہے یا متناہی کچھ آپ ارشاد فرما سکتے ہیں؟

آریہ ہاں یہ عبارت تو ذرا قابل غور ہے مگر آپ کوئی اور عبارت بھی وید مقدس کی ایسی بتا سکتے ہیں جس سے یہی مطلب ظاہر ہوتا ہو؟

مسلم۔ کیوں نہیں ہم تو وید مقدس کی عبارت سے آپکے پرمیشور کو اچھا خاصہ مجسم دکھا سکتے ہیں مگر اسکا جسم ہماری آپکے اجسام کی طرح دو چار فٹ کا نہیں بلکہ ایک ایسا ہی جسم ہوگا جو یقیناً غور و خوض کے قابل ہوگا۔

آریہ ضرور ضرور آپ سنائیے اور میں سنوں گا۔

مسلم سنیئے اور ضرور سنیئے۔

نمبر ۱۔ خدا معاذ اللہ آپکے وید مقدس کی زبانی محل حوادث اور اچھا خاصہ مجسم ہے۔

"اُس قادر مطلق پرماتما میں مذکورہ بالا دسوں وغیرہ تمام دیوتا قائم ہیں یعنی اُن سب کا اُسی ذات واحد میں قیام ہے" (اتھروید کانڈ ۱۳، انو واک ۴، منتر ۲)

"وہ اُس سب کے مالک اور آکاش آتما یعنی وسیع و بسیط اور آکاش کی طرح محیط کل پرمیشور میں یہ تمام کائنات قائم ہے اور فنا کے بعد اُسی کی قدرت میں سما جاتی ہے۔"

(دیکھو یجر وید آشٹک ۲۱۰ ادھیائے، ورگ ۱ منتر)

"پرکرتی سے لیکر زمین تک تمام کائنات (لطیف و کثیف) اُس غیر متناہی قدرت والے پرمیشور کے ایک حصہ میں قائم ہے" (یجروید ادھیائے ۳۱ منتر ۳)

"یہ تمام کائنات جس پرماتما کی طاقت میں قائم ہے اور پرلے کے وقت اُسی کی ذات میں ..."

سما جاتی ہے " (یجر وید ادھیاے ۳۲ منتر ۴)

اس قسم کی بہت سی عبارتیں ویدوں کے اندر موجود ہیں جن سے پرمیشور کا محل حوادث ہونا ظاہر ہوتا ہے مگر آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ویدوں کے سمجھنے کے لیے ہمیں دوسری تفسیری کتابوں کے دیکھنے کی ضرورت ہے اس لیے کہ اولاً ہم اسوقت صرف وید سے بحث کرنے بیٹھے ہیں نہ کہ دوسری کتابوں سے ثانیاً یہ کہ دوسری کتابیں بھی یہی تعلیم دے رہی ہیں ملاحظہ ہو ایک عبارت

"من پانچوں گیان اندریوں سمیت پرمیشور میں قائم ہوجاتا ہے" (کٹھ اپنشد ولی ۶ منتر ۱۰ وغیرہ وغیرہ)

نمبر ۲۔ خدا (معاذ اللہ) آپکے وید مقدس کی زبانی صفت حلول سے متصف ہے،

"چونکہ وہ ایشور سب کے اندر موجود اور منتظم کل ہے" (اتھروید کانڈ ۱۳ انوواک ۴ منتر ۲۰)

"سچے دل سے پوجا پاٹھ کرنے والے یوگیوں کے دلوں میں ریاضت کرنے پر سب کے اندر موجود اور منتظم کل ایشور اپنی نظر رحمت سے جلوہ گر ہو" (یجر وید ادھیاے ۱ منتر ۳)

"جسکا نام اوم ہے وہ لایزال ہے اسکو کبھی فنا نہیں وہ تمام ساکن و متحرک کائنات میں سمایا ہوا ہے" (مانڈوکیہ اپنشد منتر ۱)

"جو پرجاپتی تمام مخلوقات کا پرکاش کرنے والا اور تمام دنیا پر محیط یا انمیں سمایا ہوا ہے"

(یجر وید ادھیاے ۸ منتر ۳۶)

نمبر ۳۔ خدا (معاذ اللہ) آپ کے وید مقدس کی زبانی عالم کے اندر بھی ہے اور باہر بھی"

"وہ برہم یعنی پرمیشور محیط کی طرح سب کو گھیرے ہوئے اور سب کے اندر اور باہر موجود ہے"

(یجر وید ادھیاے ۴۰ منتر ۶۴)

اب سب سے بڑھکر تعجب خیز بات سنیے!!

"کثیف، لطیف و متوسط ان کل کائنات کا مالک اس کائنات کے اندر ملا ہوا ہے نہ کہ یہ ہے کہ کائنات اس پرمیشور کے اندر ہو" (اتھروید کانڈ ۱۰ انوواک ۴ منتر ۹)

مگر اس عبارت نے اوپر کی تمام عبارتیں رد کر دیں جن سے کائنات کا اس پرمیشور کے اندر سمانا ثابت ہوتا ہے یہ مخالفت و تناقض جس قدر ایک الہامی کتاب کے لیے تعجب خیز ہے وہ محتاج وضاحت نہیں ہے اور بہر حال قابل غور یہ ہے کہ اندر یا باہر ہونا اور سمانا جو کچھ بھی بتایا گیا ہے اسکی کیا وجہ ہے؟ ہم جہانتک غور کرتے ہیں وجہ اسکی صرف یہ ہے کہ وید والے نے پرمیشور کو مجسم فرض

عالم عیسائیت میں دروغ بیانی

نمبر ۶

(۱) پولس رسول کی عجیب پیشین گوئی

اور

نصاریٰ کو بیجا طفل تسلی

رسالہ اول پولس رسول بہ تسالونیکیان باب ۴ آیت ۱۵ تا ۱۸:

"در زیرا اینرا بشما از کلام خدا می گوئیم که ما که زنده و تا آمدن خداوند باقی باشیم بر خوابیدگان سبقت نخواهیم جست زیرا خود خداوند با صدا و با آواز رئیس فرشتگان و با صور خدا از آسمان نازل خواهد شد و مردگان در مسیح اول خواهند برخاست آنگاه ما که زنده و باقی باشیم با ایشان در ابرها ربوده خواهیم شد تا خداوند را در هوا استقبال کنیم و همچنین همیشه با خداوند خواهیم بود پس بدین سخنان همدیگر را تسلی دهید" (عہد جدید صفحہ ۳۳۸)

مذکورہ بالا الفاظ میں مذہب نصاریٰ کا بزرگ رہنما اپنے اتباع کو خبر دے رہا ہے کہ ہم لوگ عیسیٰ کے آسمان سے اترنے تک زندہ رہینگے جب صور پھونکا جائیگا تو مردے اپنی قبروں سے اٹھ اٹھ کر عیسیٰ کی طرف آئینگے لیکن ہم کہ جو پہلے سے زندہ باقی رہینگے ابر دل پر بیٹھ کر خداوند (عیسیٰ) کا فضاء ہوا میں استقبال کرینگے، ہم لوگوں کو ان باتوں سے تسلی حاصل کرنا چاہیے، ہمکو نصاریٰ سے بڑی ہمدردی ہے کہ انکے اس خوش آئند خواب کی تعبیر نہ ملسکی، خدا آنکھیں دیکھ کے پولس اور اہل تسالونیکی کی جستجو کرو، کیا کوئی بھی انمیں سے اسوقت موجود ہے؟ کہاں ہیں وہ نصاریٰ جنکے متعلق پیشین گوئی تھی کہ ابر دل پر بیٹھ کر عیسیٰ کی مدد کے لیے جائینگے؟ واقعہ تو یہ ہے...... کہ پولس اور انکے تسالونیکی اتباع کبھی کے ابد کی نیند سو رہے ہیں اور فنا کی چکی نے سب کو پیس کر حرف غلط کی طرح محو کر دیا ہے اور اٹھارہ سو سال گذرے کہ انکے حالات زندگی افسانہ بن چکے ہیں،

افسوس! یہ بے اصل باتوں کی کلام خدا کی طرف نسبت دیجاتی ہے۔

(۲) پولس کی ریاکاری پولس کی زبانی،

رسالہ پولس رسول بہ غلاطیان باب ۲ آیت ۱۱ تا ۱۳،

و اما چون پطرس به انطاکیہ آمد او را روبرو مخالفت نمودم زیرا کہ مستوجب ملامت بود چونکہ قبل از آمدن بعضی از جانب یعقوب با امتہا غذا میخورد ولی چون آمدند از آنانیکہ اہل ختنہ بودند ترسیدہ باز ایستاد و خویشتن را جدا ساخت و سایر یہودیان ہم با وی نفاق کردند بحدیکہ برنابا نیز در نفاق ایشان گرفتار شد (صفحہ ۳۰۱)

اس سے مراد بت پرستوں کا گروہ ہے، شریعت توریت میں ان لوگوں کو نجس قرار دیا گیا ہے، پولس ناقل ہیں کہ پطرس ان لوگوں کے ساتھ کھانا کھانے میں مشغول تھا لیکن ملت ابراہیمی میں سے کچھ لوگوں کو آتے دیکھکر جلدی سے علیحدہ ہوگیا اور تمام یہودیوں نے بھی اس نفاق و ریاکاری میں اسکا ساتھ دیا یہاں تک کہ برنابا بھی اس منافقت میں گرفتار ہوگیا۔

اس عبارت میں پطرس پر صاف صاف دو الزام قائم کیے گئے ہیں (۱) خلاف شریعت توریت بت پرستوں کے ساتھ معاشرت اور خورد و نوش کرنا (۲) ریاکاری اور منافقت، افسوس جبکہ پطرس جو بزعم نصاریٰ خلیفۃ المسیح ہے اس طرح کذب و ریاکاری کا ارتکاب کرے تو امتوں کا کیا پوچھنا!؟

(۱۹) پطرس کے بارہ میں انجیل کے خیالات

وعدہ خلافی اور دروغ بیانی

انجیل متی باب ۲۶ آیت ۳۱ تا ۳۵ آنگاہ عیسیٰ بدیشان گفت ہمہ شما امشب دربارۂ من لغزش میخورید چنانکہ مکتوب است کہ شبان را میزنم و گوسفندان گلہ پراگندہ می شوند لیکن بعد از برخاستنم پیش از شما بجلیل خواہم رفت پطرس در جواب وی گفت ہرگاہ ہمہ دربارۂ تو لغزش خورند من ہرگز نخورم عیسیٰ بوی گفت ہر آئینہ بتو میگویم کہ در ہمین شب قبل از بانگ زدن خروس سہ مرتبہ مرا انکار خواہی کرد پطرس بوی گفت ہرگاہ مردنم با تو لازم شود ہرگز ترا انکار نکنم"

(صفحہ ۴۶)

اسی کے قریب انجیل مرقس باب ۱۴ آیت ۲۷ تا ۳۱ میں بھی مذکور ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے (بقول نصاریٰ) سولی چڑھائے جانے کے قبل پطرس کو متنبہ کردیا تھا کہ تم میرا تین مرتبہ انکار کروگے، پطرس نے وعدہ کیا کہ میری جان جائے اور آپ کے ساتھ ہی مرنا ضروری ہو جائے تب بھی آپ کا انکار نہ کروں گا لیکن صفحہ اولٹ کر اسی باب کی آخری آیتیں دیکھکر حیرت کی انتہا نہیں رہتی ملاحظہ ہو آیت ۶۶، ۷۲

روز در شکم زمین خواہد بود (۴۰)

حضرت عیسیٰ اپنے بارے میں پیشین گوئی کر رہے ہیں کہ جس طرح یونس بطن ماہی میں تین دن اور تین رات مقیم رہے تھے اسی طرح میرا معجزہ یہ ہے کہ بعد وفات کے تین شب اور تین روز بطن زمین یعنی قبر میں باقی رہونگا اسکے بعد زندہ ہو کر قبر سے نکل آؤنگا،

لیکن اگر کتب مقدسہ پر نظر کرو تو وہ یک زبان ہو کر اس پیشین گوئی کو جھٹلا رہی ہیں اور اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ روز جمعہ جس کو یہودی لوگ روز تہیۂ کہتے تھے عصر کے وقت ایک شخص یوسف نام اہل رامہ میں سے جو حضرت مسیح کا شاگرد بھی تھا اُس نے بلاطس حاکم وقت سے مسیح کی لاش دفن کرنے کی اجازت حاصل کی اور شب شنبہ اُسکو دفن کیا اور روز یکشنبہ طلوع آفتاب کے پہلے مریم مجدلیہ اور ایک دوسری عورت جس کا نام بھی مریم تھا قبر کے پاس آئیں تو دیکھا کہ مسیح زندہ ہو کر قبر سے نکلچکے ہیں، اسکی تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو انجیل متی آخر باب ۲۷ و اوائل باب ۲۸ اور انجیل مرقس اواخر باب ۱۵ و اوائل باب ۱۶ اور انجیل لوقا اواخر باب ۲۳ و اوائل باب ۲۴ و انجیل یوحنا اواخر باب ۱۹ و اوائل باب ۲۰ مختصر تمام اناجیل متفق الکلمہ اس امر کو تبلا رہے ہیں کہ عیسیٰ کے قبر میں قیام کی پوری مدت شب شنبہ روز شنبہ اور شب یکشنبہ فجر کے پہلے تک مجموعا ایک روز دو شب جسمیں فجر کی طرف کچھ حصہ کو خارج سمجھنا چاہیئے کیا تین روز اور تین شب اسی کا نام ہے ؟

اس اختلاف کو معمولی بات نہ سمجھنا چاہیئے! انجیل نے حضرت عیسیٰ کے قدس وعصمت کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اسکا اندازہ یوں کرو کہ خود انجیل متی نے حضرت عیسیٰ کی پیشین گوئی نقل کی کہ میں قبر میں تین شب اور تین روز مقیم رہونگا لیکن تمام اناجیل متفق ہو کر اعلان کر رہے ہیں کہ وہ زیادہ سے زیادہ دو شب اور ایک روز قبر میں رہے، اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے ایک خبر ایسی دی جو وقوع پذیر نہ ہوئی،
اب ذرا توریت سفر تثنیہ باب ۱۸ آیت ۲۰، ۲۲ پر نظر ڈالو، جہاں جھوٹے مدعی نبوت کی علامت تبلائی گئی ہے،

"اما نبی کہ جسارت نمودہ باسم من سخن گوید کہ بگفتنش امر نفرمودم باسم خدایان غیر سخن گوید آں نبی البتہ کشتہ شود و اگر در دل خود گوئی سخنی راکہ خداوند نگفتہ است چگونہ تشخیص نمائیم ہنگامیکہ نبی باسم خداوند سخن گوید اگر آں چیز واقع نشود و با نجام نرسد ایں امریست کہ خداوند نگفتہ است پس از وی مترس" (۳۰۲ عہد قدیم)

اب توریت کے مقررہ کیے ہوئے اس حکم کلی یا کبریٰ کو انجیل کے تبلائے ہوئے صغریٰ پر منطبق کرو تو کیا

یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ مسیح (معاذ اللہ) جھوٹے مدعی نبوت اور قابل قتل تھے، ہم مسیح کی ذات کو ایسے الزامات سے بہت بلند سمجھتے ہیں!

انجیل کے پرستاروں کو اپنے مذہب کی خبر لینا چاہئے،

(۲۱) زبور پر شرمناک افتراء

شرک انسان پرستی کی حمایت

مزامیر داؤد (زبور) کے مزمور نمبر ۸۲ میں قضاۃ جور کی مذمت اور تہدید میں حسب ذیل الفاظ مذکور ہیں جنکو ہم سفر المزامیر عربی مطبوعہ بیروت باہتمام جمعیت توارات امریکانیہ سنہ ۱۹۱۰ء سے نقل کرتے ہیں

حتی متی تقضون جورا و ترفعون وجوہ	کب تک ظلم و ستم کے ساتھ فیصلہ کروگے اور شریر لوگوں کو
الاشرار سلاہ اقضوا للذلیل ولليتيم انصفوا	سربلند بناؤگے کمزوروں اور یتیموں کے حق میں فیصلہ
المسکین والبائس نجوا المسکین والفقیر من	کرو مسکین و محتاج کی داد دلاؤ تنگدست و فقیر کو بد
ید الاشرار لا یعلمون و لا یفهمون فی الظلمۃ	لوگوں کے ہاتھ سے نجات دلاؤ نہیں جانتے نہیں
یتمشون تتزعزع کل اسس الارض انا قلت	سمجھتے ستمگاروں کے اندر رستہ چلتے ہیں، تمام بنیادیں
انکم آلهة و بنو العلی کلکم لکن مثل الناس تموتون	زمین کی ہلجاتی ہیں میں نے کہا ہے کہ تم خدا ہو؟ اور سب
وکاحد الرؤساء تسقطون قم یا اللہ دن	خدا کی اولاد ہو؟ تم تو مثل آدمیوں کے مرتے ہو اور
الارض لانك انت تمتلك كل الامم (صفحہ ۱۰۱)	مثل معمولی رئیسوں کے گرتے ہو اے خدا تو اٹھکر

زمین کو بدلا دے کیونکہ تو تمام امتوں کا مالک ہے،

جو شخص عبارت فہمی کا سلیقہ رکھتا ہو اور انشاء پردازی کے اسالیب سے واقف ہو، سمجھ سکتا ہے کہ اس عبارت میں بہت صاف طور پر قضاۃ جور کو تہدید و تنبیہ کی گئی ہے اور واضح مطلب یہ ہے کہ اے قضاۃ جور جو علم و فہم نہیں رکھتے اور ظالموں کے اندر چلتے پھرتے ہو کس چیز نے تم کو مغرور بنا دیا ہے اور کیوں عذاب خدا سے مطمئن ہو گئے ہو کیا میں نے تم کو کہا ہے کہ تم خدا ہو اور سب خدائے بلند و برتر کے فرزند ہو اسوجہ سے تم میرے عذاب اور موت کے خطرہ سے محفوظ ہو گئے ہو، لیکن تم کو اس زعم سے مطمئن نہ ہونا چاہئے کیونکہ تم مثل تمام لوگوں کے مرنیوالے ہو اور ریاست چند روزہ پر مغرور نہ ہونا چاہئے کیونکہ تم مثل معمولی رؤساء کے ہلاک ہونیوالے ہو" ہمارا خیال ہے کہ جو شخص مذکورہ بالا عبارت پر نظر کریگا وہ یہی مطلب سمجھنے پر مجبور ہے،

لیکن انجیل یوحنا باب ۱۰ آیت ۳۱ تا ۳۶ میں عجب تماشا نظر آتا ہے حضرت عیسیٰ کے ساتھ یہودیوں کے مکالمہ کے تذکرہ میں لکھا گیا ہے:۔

"آنگاہ یہودیان بار دیگر سنگہا برداشتند تا او را سنگسار کنند عیسی بدیشان جواب داد از جانب پدر خود بسیار کارہائے نیک شما نمودم بسبب کدام یک از انہا مرا سنگسار می کنید، یہودیان در جواب گفتند بسبب عمل نیک ترا سنگسار نمی کنیم بلکہ بسبب کفر زیرا تو انسان ہستی و خود را خدا می دانی عیسیٰ در جواب ایشان گفت آیا در تورات شما نوشتہ نشدہ است کہ من گفتم شما خدایان ہستید پس اگر آنانیرا کہ کلام خدا بدیشان نازل شد خدایان خواند و ممکن نیست کہ کتاب محو گردد آیا کسے را کہ تقدیس کردن بجہان فرستاد بدو می گوئید کفر می گوئی از اں سبب کہ گفتم پسر خدا ہستم (۱۶۵)

اس عبارت میں حضرت عیسیٰ کی زبانی نقل کیا گیا ہے کہ تم لوگ بے کار مجھ کو فرزند خدا ہونے کے ادعا پر سنگسار کرتے ہو حالانکہ تمھاری کتاب مقدس میں لکھا ہوا ہے کہ میں نے کہا ہے تم لوگ خدا ہو، جب وہ لوگ جن پر کلام خدا نازل ہوا خدا کہے جانے کے مستحق ہوے اور کتاب الٰہی مٹ نہیں سکتی تو جس کو باپ نے تقدیس کر کے دنیا میں بھیجا ہو فرزند خدا ہونے کا دعوی کرے تو کونسا کفر ہے ؟" ہر حقیقت شناس شخص سمجھ سکتا ہے کہ انجیل یوحنا کے مذکورۂ بالا فقرات میں تعدد آلہہ کے ادعا کے ساتھ حقیقت پر کتنا بڑا افترا کیا گیا ہے، اُس سے بڑھکر مزمور سابق پر یہ بھی بہتان لگایا گیا ہے کہ اُسکی عبارت کو خبر کی صورت میں لا کر یہ معنی پہنائے گئے ہیں کہ قضاۃ جور واقعا خدا تھے، حالانکہ اُس عبارت کا فقرہ کہ انا قلت انکم آلھۃ، انکار اور تہدید کے موقع پر لایا گیا ہے، تیسرا بہتان یہ ہے کہ قضاۃ جور کا وصف بیان کیا گیا ہے کہ اُنپر کلام خدا نازل ہوا اور وحی اتری "آنانیرا کہ کتاب خدا بدیشان نازل شد،" حالانکہ مزمور مذکور میں اُنکی پوے طور پر مذمت کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ علم و فہم نہیں رکھتے اور ظالمین میں رفتار اختیار کرتے ہیں، تعجب ہے کہ انجیل مذکورہ تعدد آلہہ کے من گھڑت خیال میں تو کس زور سے اعلان کرتی ہے کہ کتاب خدا تو ریت بدل نہیں سکتی لیکن توریت اور تمام کتب مقدسہ انبیاء میں با بار مسئلۂ توحید پر جو زور دیا گیا ہے اور شرک و غیر خدا کا نام لینے سے جو ممانعت کی گئی ہے اُسکو بالکل پس پشت ڈالدیا، سمجھنے کی بات ہے کہ ایک مختصر عبارت انجیل کی کس درجہ افترا و شرک، تبدیل و تحریف پر مشتمل ہے یہ نصاری کی مذہبی کتاب کا حال ہے فقط،

(باقی آئندہ)

علی نقی النقوی عفی عنہ از نجف اشرف

اتحاد فریقین

اطيعوا الله ورسوله ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم

واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا واذكروا نعمة الله عليكم اذ كنتم اعداء

فالف بين قلوبكم فاصبحتم بنعمته اخوانا

امروز مہم ترین چیزیکہ برائے ترقی مسلمین لازم است ہر آئینہ اتحاد و موافقت باکدیگر میباشد کہ مثال
گفتہ در این عصر جدید پایۂ ارتقاء ہر ملتے برودے ہمین اساس قرار گرفتہ است اتحاد است کہ ہر ملت
ضعیف را از حضیض ذلت باوج کمال و عزت میرساند اتحاد است کہ باعث غلبۂ ضعیف بر قوی
و قلیل بر کثیر میگردد اتحاد است کہ خداوند تبارک تعالیٰ مسلمین را امر بآن فرمودہ و ادا از نعم خود شمردہ
است (واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا الخ) اتحاد است کہ از اول نصب العین شارع
مقدس بودہ است و ہمیشہ تاکید بآن میفرمودہ است اتحاد است کہ در قرن ششم میلادی یعنی در صدر
اسلام انقلاب عظیمے در بشر پدید نمود و تمام ملل را متزلزل ساخت و اعلاء کلمہ لا اله الا الله را در جمیع
بلاد عالم نمود و مسلمین را باوج عزت رسانید ولے افسوس کہ اقدر نہ دانستہ و این گوہر گراں بہا را از دست دادہ
داد و اذہان خود مبتلا بنفاق کردن و مقاماتیرا کہ آباء کرام ما حائز شدہ بودند ہمہ را ضائع و باطل و
اسلام را در انظار اجانب ذلیل و خوار نمودیم ببینید در صدر اسلام اجداد شما چقدر در تحصیل این موضوع
زحمت کشیدند تا اقصیٰ مراتب ان را حائز گردید و بدین سبب رستگار شدند چنانچہ آں شخص میگوید (ترى
المسلمين في تراحمهم وتوادهم وتعاطفهم كمثل الجسد اذا اشتكى عضو تداعى له سائر الجسد
بالسهر والحمى) یعنی می بینی مسلمین را کہ در اتحاد و اتفاق و دوستی و محبت باکدیگر بمرتبہ رسیدہ اند
کہ مثلشان مثل جسد انسانی شدہ است کہ از کثرت اتحاد و مؤالفت بعضے است کہ اگر یک عضو او
متألم شود تمام اعضاء تب میکنند و بیدار میمانند یعنی اگر صدمہ و محنتے عارض بر یکے از مسلمین شود کلی ہمہ روشند
و تحمل آن مشقت را مینمایند بلے تا قدرے سابقا آوازۂ اتحاد مسلمین در اطراف و اکناف عالم پدید شدہ بود کہ
تمام مغرب زمینہا از این امر اطلاع پیدا کردن و میدانستند کہ اگر مسلمین در داخلہ خود ہم اختلاف داشتہ
باشند در مقابل اجانب نفاق را کنار بگذارند و در دفاع میپردازند وقتی کہ سلطان سلیم عثمانی از دنیا رفت
بعضے از دول اروپا باکدیگر متحد شدند کہ دولت اسلامی عثمانی را از میان برداریم در ان ہنگام شہسوار باب
بزرگ بوزرائے اروپا امر سکوت اختیار کردند و جواب را محول بروز دیگر نمودہ آں روز وقتے مرحوم عاجز

شنیده برای امتحان جواب دهند که بامر پاپ سگان چندی را حاضر کرده اند قطعات گوشت در میان آنها انداخته سگها هر کدام حمله بدیگری میکنند برای سبقت بردن گوشت همه‌شان را مصروف بنزاع داخلی خود نموده در این وقت بامر پاپ گرگی را در میان سگان انداختند وقتیکه سگان خارجی را در میان خود دیدند که برای خوردن گوشت آمده است اختلاف و نزاع را برکنار گذاشته متفقا بمدافعه او پرداختند تا آنکه برطرف کرده فارغ البال از حملات اجنبی بنزاع داخلی خود مشغول گردیدند کشیش بزرگ مردم را مخاطب ساخته شروع به بیان نمود که مثل مسلمین مثل این حیوانات میباشد که اگرچه مشغول بنزاع داخلی هم باشند همینکه خود را مقابل اجنبی دیدند با یکدیگر چنان متفق میشوند که کسی گمان اختلاف در ایشان نمی برد، پدران ما امیدوار نیستند که ترقی و تعالی هر ملتی باتفاق و اتحاد منوط و تنزل و اضمحلال شان بنفاق مربوط میباشد پیری در وقت ارتحال پسران خود را طلبید از برای وصیت دسته چوبی که مشتمل بر ترکه چندی بود حاضر و مقابل آنها گذاشته و گفت اگر شکستن آن دسته چوب بسته نمود هیچکدام از عهده شکستن برنیامده عاجز گشتند پیر دسته چوب را باز کرده هر یک ترکه را هر کدام گرفته و بقوت مختصری آنرا در هم شکستند پیر نصیحت آغاز کرده که ای فرزندان من بدانید که اگر بعد از من یکی با یکدیگر متحد و متفق شوید هیچکس بر شما غلبه نتوان کرد کما اینکه هیچیک از شما نتوانست این دسته چوب بسته را بشکند و اگر نفاق را پیشه خود سازید و از یکدیگر جدا شوید اضعف اشخاص بر شما غلبه و یک یک شما را مقهور و معدوم خواهد کرد آن شاعر میگوید،

پشه چه پر شد بزند پیل را ... با همه تندی و صلابت که اوست
مورچگان را چه بود اتفاق ... شیر ژیان را بدرانند پوست

به بینید مغرب زمینها چگونه این قضیه را در نظر گرفته اختلافات موروثی را کنار گذارده برای ترقی خود و انصرام ریشه مسلمین می پردازند و شب و روز القاء اختلافات نموده مثل اختلاف تشیع و تسنن وغیره در میان مسلمین کرده و استفادات کثیره مینمایند چقدر این مسئله یعنی نزاع شیعه و سنی مسلمین را از قافله ترقی و تمدن عقب انداخت مسلمین را ذلیل و خوار نکرد مگر این اختلافات نبود که هستی ما بدست اجانب نیافتاد مگر بواسطه این اختلاف ممالک اسلامی از دست مسلمین بیرون نرفت مگر بجهت این اختلاف آبروی اسلام از بین رفت مگر این اختلاف ما را غلام اجانب ننمود مگر این اختلافات خلاصه این اختلاف است که مسلمین را از اوج عزت بقعر ذلت و بیچارگی انداخت و ایشان را دست خوش مقاصد اجانب و بیگانگان ساخت چقدر بزرگان اند خجسته شده که این اختلافات را از میان برداشته مسلمین را با یکدیگر متحد ساخته و جلوگیری از مقاصد اجانب نمایند ولی افسوس این است که اندکی الفت خود

گرفته بود بر سر ساختمان عظیم مانند یک ایوان کسانیکه در رفع این اختلافات خونها آغوش در جبهه رحمت و شفقت
رسانید بزرگترین سلطان ایران نادرشاه افشار بود بعد از آنکه مملکت ایران را از دست اجانب
نجات داد و امنیت در تمام مملکت برقرار نمود در ۱۱۴۸ از حکام و روسای و قضات و علماء و اشراف و اعیان
دعوت فرمود که جملگی در پانزدهم جدی در دارالسلطنت تبریز که اکنون اصطلاحاً مغان میگفتند حاضر شوند
برای فیصله امر سلطنت در روز موعود از علماء و اعیان و ارکان مملکت ایران قریب صد هزار نفر در آن
دارالشورای کبیر جمع شدند و جملگی رای دادند در اینکه باید من بعد امر سلطنت بدست شخص شخیص نادر باشد
ایشان از قبول این امر امتناع نمود و قریب یکماه گویا این مطلب در کشاکش سرپنجه گفتگو بود چون مبالغه
از حد گذشت نادرشاه خود خطابه داد که مضمونش این بود که از زمان سلطنت شاه اسمعیل صفوی باین
طرف بواسطه القاء کلمه شیعه و سنی در دلها این امر اختلاف کثیری میان مسلمین پیدا شده و بواسطه این
اختلاف اجانب بکلی جری شده بحدیکه مسلمین مشغول باختلافات داخلی خود میباشند و عرض و ناموس
و اموالشان بدست اجانب افتاده است در حالیکه در صدر اسلام جملگی با کلمه متحد و بدست یاری
هم کلمه طیبه توحید را ترویج کرده و اسلام را ترقی میدادند در حال اگر اهالی ایران بسلطنت ما راغب و
مشتاق خود را طالب باشند باید این اختلاف را از میان برداشته از مباحثات خلافت خلفاء
ثلثه چشم پوشیده و دست از اظهار مطاعن کوتاه کرده برادرانه به ترقی و تعالی خود بپردازند اگر این عهد
را ملت ایران قبول نمایند من هم بحضرت پادشاه عثمانی مینویسم که ایشان هم ملت خود را که برادران دینی
شما میباشند برای قبول کردن چند چیز که تمام اختلافات از اینها ناشی شده است اگر آنها هم قبول
نمایند بکلی اختلافات از بین مسلمین برطرف خواهد گشت یکی از آنها شمردن فقه جعفری را فقه پنجم اسلام میباشد چنانکه
چهار فقه در اسلام قبلاً از فقه شافعی فقه حنفی فقه مالکی فقه حنبلی باید که جعفری را هم که از حضرت جعفر بن محمد الصادق استاد جناب
ابوحنیفه رسیده است خود حضرت [illegible] در حال تحصیل من حضرت جعفر بن محمد الصادق بوده بهره از علم ایشان قبول
نموده فقه جعفری را طریقه پنجم اسلام دانسته احکام شرعی خیال نمایند دیگر آنکه چون در کعبه معظمه ارکان اربعه مسجد الحرام
متعلق با ائمه مذاهب اربعه است [illegible] اهل این مذهب هم در رکن شافعی شریک شده و مستقلاً با امام خود نماز
بگذارند [illegible] است باید قبول نمایند و معاهده برقرار سازند ملت ایران جملگی
قبول نموده [illegible] و اختلافات [illegible] عثمانی [illegible] نادرشاه این قضیه را
بحضور سلطان عثمانی [illegible] نموده و ایشان هم با علماء و بزرگان مملکت مشورت کرده بعد از
[illegible] قاضی [illegible] سیاسی را [illegible]

نمودند و متعذر با عذار غیر صحیحہ شدہ و این اختلاف رابانی گذاردند خلاصہ در این عصر انقلاب کہ ہر ملتے بالملت دیگر بعلاقہ مخصوصہ عقد محبت و مؤدت می بندند و بدین سبب مقابل دشمنان خود مقاومت کردن پایداری می نمایند خوب است ما ہم بنا با امر حضرت احدیت کہ فرمود (اطیعوا اللّٰہ و رسولہ و لا تنازعو فتفشلو و تذہب ریحکم و اعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعاً و لا تفرقوا) این قسم اختلافات را سکوت عنہ گذاردن و یگانہ قدر مشترک خود را کہ تصدیق بکلمہ لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ است از دست نداده و آن را علاقہ اتحاد و اتفاق ساختہ برادرانہ بہ ترقی خود و ترویج این کلمہ طیبہ بپردازیم و مقابل ملل غیر اسلامی مقاومت کرده صاحب شریعت مطہرہ را از خود خوشحال و مسرور سازیم،

(سید محمد جواد صدیقی طہرانی)

تائید اسلام اور زبردست خلافت یہ دونوں قابل دید رسالہ جناب مستطاب بدۃ الاماثل مولوی سید نسیم حسن صاحب فقیہ فاضل امروہوی دام فضلہ ورادنبالہ کے زور قلم کا بہترین نتیجہ ہیں وہ تائید اسلام، میں توریت و زبور و انجیل سے اسلام اور اسکے احکام کی تصدیق و تائید فرمائی گئی ہے اور،

حضرت عیسیٰ کے ابن اللہ ہونے کی نفی، حضرت عیسیٰ کی نبوت کی حد، حضرت ابراہیم سے عہد، حضرت اسمٰعیل کے متعلق گفتگو، حضرت عیسیٰ کی تنزیہ، گلا گھونٹنے جانور اور سور اور خون کی حرمت، تعدد ازدواج، جہاد، حرمت شراب، زوجہ پر شوہر کی فوقیت، پردہ کے احکام، لونڈی غلام، مال غنیمت، قصاص، رقص و سرود کی حرمت پر بہت تیز روشنی ڈالی گئی ہے

اور "زبردست خلافت" میں یہ دکھایا گیا ہے کہ خلافت کے اصول موضوعہ نے کتنے بلے کھائے اور اجماع کی بدولت یزید ایسے شراب خوار و زانی کی خلافت کیونکر تسلیم کرنا پڑی اور شہید اعظم اسلام کی نسبت جو ناپاک الفاظ استعمال کیے گئے وہ اسی اصل کے ثمر تھے، بالآخر ایک مختصر فہرست اس مطلب کی وضح کر رہی ہو کہ صحاح اہل سنت کے کتنے روای ایسے ہیں جنکے دست و دامن سبط رسول اصغر کے خون ناحق سے رنگین تھا،

ہم ان دونوں رسالوں کی تالیف پر جناب مؤلف کو مبارکباد و دیگر ناظرین کرام سے ان کے ملاحظہ فرمانے کی سفارش کرتے ہیں، قیمت دونوں کی ۱۰ر، ریاضی پریس ادبہ ضلع مراد آباد سے طلب فرمائیے،

البدایۃ شیعہ لڑکوں اور لڑکیوں کی ابتدائی دینی تعلیم کا نہایت مفید قابل دید رسالہ جسمیں بہت سہل سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے پیمانہ ۳ قلم نہایت جلی و واضح ہے قیمت فی رسالہ ۱ر فی ۱۰۰ رسالہ ۱عہ علاوہ محصول بغیر دفتر الواعظ لکھنؤ سے طلب فرمائیے،

نتیجہ امتحان سالانہ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ بابت ۱۹۲۸ء

نمبر شمار	درجہ	اسماء متعلمین	کتب امتحان مع نمبر مفصل فی صدی						نمبر مجموعی	نمبر حاصل	[illegible]
			تفسیر	عقائد الاسلام	شرح تجرید	احتجاج	مذاهب مختلفہ	تقریر			
۱	دوم	مولوی سید وجیہ الحسن صاحب	۱۰۰/۵۴	۱۰۰/۸۱	۱۰۰/۷۸	۱۰۰/۶۹	۱۰۰/۶۱	۵۰/۳۰	۵۵۰	۳۳۰	
۲	سوم	مولوی محمد بشیر صاحب	〃 ۱۰۰/۸۳	رشیدیہ ۱۰۰/۹۲	رجال کشی ۱۰۰/۷۲	۰	۱۰۰/۷۸	〃 ۵۰/۴۵	۴۵۰	۳۴۰	
۳	〃	مولوی محمد عارف صاحب	〃 ۱۰۰/۵۸	〃 ۱۰۰/۵۰	〃 ۱۰۰/۵۰	۰	〃 ۱۰۰/۷۵	〃 ۵۰/۲۵	۴۵۰	۲۵۸	
۴	درجۂ خاص	مولوی نذیر علی صاحب	〃 ۱۰۰/۵۴	ادب ۱۰۰/۸۳	کلام ۱۰۰/۹۲	۰	〃 ۱۰۰/۸۳	۰	۴۰۰	۳۱۲	
۵	〃	مولوی انصار حسین صاحب	〃 ۱۰۰/۶۴	〃 ۱۰۰/۸۵	〃 ۱۰۰/۶۰	۰	〃 ۱۰۰/۷۵	۰	۴۰۰	۲۹۴	

تبصرہ جہاد و امامت

اپنے عیبوں کو دوسروں کے سر تھوپنا، اپنی برائیوں پر پردہ ڈالکر دوسروں کی خوبیوں کو بد صورت میں پیش کرنا اہل دنیا کا معمولی کرشمہ ہے، اسلام فوجی مذہب ہے اسلام انسانی آزادی کا مقابل ہے اسلام خونریزی و سفاکی کی تعلیم دیتا ہے یہ ایسے پرانے اعتراضات ہیں جن کے جوابات بارہا دیے جاچکے ہیں لیکن معترضوں اور حاسدوں کی بدبین نظروں [illegible] بھی اسلام ایک خونریز مذہب نظر آرہا ہے اور مہذب و متمدن دنیا کے سامنے اسے ایک سفاک [illegible] کی صورت میں پیش کرنے کے متمنی ہیں اس لیے ضرورت تھی کہ مذہب کے مقدس دامن کو [illegible] سے پاک و صاف ظاہر کرکے اسلام کے آغاز، اسلام کے ترقیات، جہاد کے معانی [illegible] جنگ کا [illegible] کے احکام جنگ سے تقابل، جنگ کے حدود اور ان کی فلاسفی، حفاظت خود اختیاری، دفاع، مصالحت، اسلامی اخلاق کے اثرات، اسلام میں جبر و تشدد کی ممانعت [illegible] کے یہ دکھا دیا جائے کہ اسلام دنیا میں امن قائم کرنے آیا تھا سفاکی کو دنیا [illegible] کرنے آیا تھا، صلح و آشتی کا پروپیگنڈا اس کا نصب العین تھا، استعماری [illegible] کا مظاہرہ اور [illegible] کے اغراض [illegible] داخل نہ تھا جہاد اس کے تمام تر دفاعی تھے جو پیشقدمی کرنے والے [illegible] کی سرکوبی اور امن کے قیام اور حفاظت اسلام و اہل اسلام کے لیے ضروری تھے، اسلام کا کوئی جہاد [illegible] نہ تھا صرف یہ چاہتا تھا کہ دنیا سے فتنہ پردازی و فساد کا خاتمہ کر دیا جائے اور اس لیے [illegible] جہاد اسکا شریر دل، او فتنہ پردازوں اور اسلام کی بیخ کنی کرنے والوں کے مقابلہ میں ابتدائی ہو بھی تو اسی غرض کے ماتحت ہوگا اور اسلامی احکام اسکو اسی زمانہ سے مخصوص اور نبی یا امام نبی کے حکم و بیعت پر موقوف و منحصر ثابت کر دینگے اور چونکہ زمانہ نبی اور امام ظاہر سے خالی ہے لہذا اس زمانہ میں تا ظہور امام ساقط رہے گا۔

اس لائحہ میں انہیں امور پر کافی تبصرہ کیا گیا ہے اور ہمارے کرم فرما جناب مولوی سید [illegible] حسن صاحب موسوی فاضل نقیبہ نے ہماری خواہش استدعا پر اس مسئلہ میں تحفہ کامل کی داد دیکر ہماری بلکہ تمام اہل اسلام کے پسند و شکریہ کا استحقاق حاصل کر لیا ہے، جزاہ اللہ عنا و عن الاسلام والمسلمین خیر الجزاء

مدیر

بسمہ

الحمد للہ الذی ہدانا لہذا

کیا اسلام کا [illegible] کے سامنے [illegible] شرائط کا [illegible] بھی ہو

اسلام کا مدافعانہ طرز عمل جابرانہ تسلط سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا

اسلام کے محکم اور عقلی اصول اسکو عالمگیر فطری اور الہامی مذہب ثابت کرنے میں کامیاب ہیں

اشاعت اسلام کے [illegible] عزیز [illegible]

مذہب اور جنگ

آجکل علمبرداران حریت، جنگ بیزاران آزادی، پرستاران وطن، نزاعات کے مسلسل اخبار اور رسالات کی پے بہ پے اور انتہائی [illegible] ثمرات مسدائل اور جارحوں حرف ستم تند و تیز ہتیاروں کی مہیب آوازوں کو سنکر بہر کیف خو[illegible] کی ندیاں بہتے دیکھکر تباہی کے غوطے سے ابھر کر ایک عجیب و غریب نتیجہ پر پہونچے ہیں انھوں نے رائے قائم کر لی کہ انسانیت کی مذہبی پابندیاں، عالم کے دینی قیود اور شرعی سزا کی خونریزی کی خاموش تبلیغ اور بغض و عداوت کے اصلی اور واحد و مستقل اسباب ہیں، مذہب، صلح و آشتی امن و امان کی حریف دشمن ہی نہیں بلکہ قطع رحم اور استیصال کرنے والی چیز ہے۔

ان خیالات کو اس حقیقت نے اور بھی مستحکم کر دیا ہے کہ لڑنے والے اکثر و بیشتر مذہب کا نام لیکر مذہب کو [illegible] عملی جامہ [illegible] دیا کرتے اور مذہب کا نام لیکر میدان میں کود پڑتے ہیں،

[illegible] (البلاغ صفحہ ۳ [illegible])

[illegible] سے شکایت ہے تو ان نقادوں کی کمزوری نظر کا بھی احساس ہے جو [illegible] نتیجہ نکال لیتے ہیں اکثر و بیشتر تاریخ و حالات نظر فریب لباس پہنے [illegible] سامنے آجاتے ہیں۔

[illegible] گذشتہ جنگ عظیم کے تفصیلات پر غور کریں

مشتعل ہوتی گئی، بعثت کے بعد کل تیرہ برس مکہ میں تشریف فرما رہے مگر اس تھوڑے سے زمانہ کے
مصائب کی مثال ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے زمانوں میں نہ مل سکی،

ہجرت مدینہ منورہ

آنے والے زیارت خانہ کعبہ کے لیئے مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ پہونچ کر شمع رسالت کے پروانہ ہوجاتے
ہیں اور واپسی میں مدینہ منورہ پہونچکر اسلامی وکالت کا حق ادا کرتے ہیں جس سے رفتہ رفتہ تابعین
اسلام کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور حق اپنی بلندی کے اعلیٰ حدود تک پہونچنے میں کامیاب
ہوجاتا ہے، کفار قریش قتل کے درپے ہوتے ہیں مگر خدا بچا لیتا ہے اور آپ مدینہ پہونچ جاتے ہیں اور وہاں
کے دس سالہ قیام میں اسلام کی وہ شان جو دین الٰہی کے لئے مناسب و شایاں ہے، ظاہر و آشکار ہوتی
ہے مسجد نبوی کی بنیاد پڑتی ہے، خدائے واحد قدوس کی خالص عبادت کا آغاز ہوتا ہے، اسلامی احکام
نافذ ہوتے ہیں، اخلاقی، معاشرتی، تمدنی اجتماعی، درس دیئے جاتے ہیں، اخوت و ہمدردی نااتفاقی
کی جگہ خیمہ زن ہوتی ہے یدخلون فی دین اللہ افواجاً کا منظر اپنے جلوہ دکھاتا ہے ظلمت کفر کافور
ہوتی ہے اسلام کی تابندہ کرنیں عالم کو منور کرتی چلی جاتی ہیں،

جنگ و جدال کی ابتدا کفار آخری حربہ جنگ کا استعمال کرنے پر آمادہ ہو کر استیصال اسلام و اہل اسلام
کے لیئے پیش قدمیاں شروع کرتے ہیں آنحضرت بھی آخر کار دفاع پر مجبور ہو جاتے ہیں نو برس کے عرصہ
میں ستائیس مرتبہ تلوار اٹھانے کی نوبت آتی ہے جو ہر مرتبہ رحم کا پہلو لیئے ہوئے اٹھتی ہے اور صلح کا خیال اور رفق و
مدارا کا عنوان بہرحال پیش نظر رہتا ہے، عمرہ ادا کرنے کے لیئے مکہ کا ارادہ کرتے ہیں لیکن اثنائے راہ میں
قریش کی جارحانہ آمادگی کی خبر پاکر حدیبیہ میں رک جاتے ہیں اور صلح کر کے واپس آتے ہیں، قریش اس صلح کو حضرت کی
پسپائی سمجھکر دو برس بھی نہ گذرنے پائے تھے کہ صلح نامہ کی خلاف ورزی سے حضرت کو تنگ کرتے ہیں آپ دس ہزار کی ایک کثیر جمعیت کو
ساتھ لیکر مکہ پہونچ جاتے ہیں، شہر آپ کے قبضہ میں آ جاتا ہے مگر آپ سخت سے سخت دشمنوں کے قصور معاف کر دیتے ہیں تمام شہر میں عام معافی
کا اعلان ہوتا ہے اور اس حسن سلوک سے باشندگان مکہ اور کفار کی ایک بڑی جمعیت مسخر ہو کر اسلام کے
الٰہی مذہب ہونے کا دل سے اعتراف کرتی ہے اور اس طرح ۲۳ سال کے عرصہ میں یہ منتشر قوم ایک
متحد قوم بنجاتی ہے، اس ۲۳ برس کے عرصہ میں مکہ معظمہ کے قیام کی تیرہ سالہ زندگی تو ایسے مظلومانہ
زندگی ہے جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں ملنا محال ہے، ۱۰ برس قیام مدینہ منورہ کے جو جنگی کارناموں
کے لیئے مشہور رہے انمیں بھی کوئی مثال ایسی نہیں پیش کی جاسکتی جس میں آپ نے کسی کو مذہبی یا ذاتی یا اور کسی
قسم کا نقصان پہونچایا ہو یا بجز حکم خداوندی کے کوئی ظلم روا رکھا ہو آپ کی رواداری کے ثبوت میں آپکے ان

منشور کا اصلی مضمون ہے جو آپ نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ پہنچکر لکھوائے تھے جن کی رو سے یہودیوں و عیسائیوں کی مذہبی آزادیاں مسلم رکھی گئیں اور انھیں جزیہ ناموں میں مسلمانوں کے برابر حقوق و اختیارات مرحمت ہوئے تھے،

ف۵ اس منشور کو مسٹر جان ڈون پورٹ صاحب نے ریچارڈ پوکاک کی ڈسکرپشن آف دی ایسٹ اینڈ اور کنٹریز مطبوعہ ۱۷۴۳ء سے بدیں الفاظ نقل کیا ہے:-

(راہبوں کے متعلق)

(۱) میری قوم کا جو شخص اس عہد اور حلف کو توڑے گا جو اس عہد نامہ میں ہے وہ خدا سے عہد شکنی کریگا اور مذہب اسلام کا منحرف ہوگا کیونکہ وہ لعنت کے قابل ہو جائیگا خواہ وہ بادشاہ ہو خواہ کوئی غریب

(۲) جب کوئی قافلہ راہبوں کا سفر کرے گا اور کسی پہاڑ یا گانوں یا لنگرخانہ یا صحرا یا کسی خلوتخانہ یا عبادتخانہ میں ٹھہرے گا تو جو تدابیر میرے جانشین اُن کے جان و مال کی حفاظت کے لیے عمل میں لائینگے وہ گویا میری ہی ساختہ و پرداختہ ہونگی اور میں اپنی جان کے ساتھ اسمیں شریک ہونگا کیونکہ راہب بھی قوم کے ایک جزو اور میرے لیے باعث فخر ہیں،

(۳) میں یہ بھی حکم دیتا ہوں کہ میرے حکام نے کسی قسم کا ٹیکس اور کسی قسم کا نذرانہ نہ لیں کیونکہ وہ لوگ اس قسم کے محاصل ادا کرنے پر مجبور نہ کیے جائیں گے،

(۴) عیسائی راہبوں کے جج اور گورنر بدستور رہینگے، اور معزول نہ کیے جائینگے،

(۵) جب راہب سفر کریں گے تو اُن کا مال و اسباب راستہ میں کوئی نہ چھینے گا،

(۶) جو گرجا اُن کے قبضہ میں ہونگے اُن پر وہ بدستور قابض رہیں گے،

(۷) جو کوئی میرے احکام کی خلاف ورزی کریگا وہ خدا کے احکام کی خلاف ورزی کرے گا

(۸) جو عیسائی پہاڑوں پر چپ چاپ اور گوشہ نشین ہیں اُن سے کچھ نذرانہ اور محصول نہ لیا جائے گا اور نہ کوئی مسلمان اُن کے پیسہ میں حصہ بٹوائیگا کیونکہ وہ محض اپنی معاش کے لیے محنت کرتے ہیں

(۹) جب زمین کی پیداوار کثیر ہوگی تو ہر ایک بوشل (رخاص پیمانہ) میں سے الکوری مسلمانوں کے لیے کچھ حصہ دینا ہوگا،

(۱۰) لڑائی کے وقت مسلمان راہبوں کو اُن کے مقام سے نکال نہ سکیں گے اور نہ انھیں جنگ میں شریک ہونے پر مجبور کریں گے نہ اُن سے کسی قسم کا ٹیکس لیا جائے گا،

یہی فتح مکہ کا دن تھا جبکہ ستم رسیدہ اپنے انتقامی جذبات کو خونریزی کی صورت میں تسکین دے سکتا تھا اور ان گوناگوں سابقہ مظالم کا خیال کر کے جو آپ پر قبل ہجرت توڑے جا چکے تھے بجا طور کی ہر دردناک سزائیں اپنے ظالموں کو دے سکتا تھا ایسے محل انسانی جبلت کا پردہ فاش ہو جاتا ہے، منتقمانہ اور ظالمانہ حیثیت سے بسر کرنے والا فاتحانہ حیثیت پا کر مشکل سے اپنے ظالموں کو معافی دے سکتا ہے دنیا کے سلاطین ایسے ہر مواقع پر کبھی کسی دن تیغ انتقام کو نیام میں نہیں رکھتے لیکن مکہ کے کوچہ و بازار میں امن عام قائم ہے، گذشتہ واقعات نہایت سبق خیز ہیں اور یہ بھی درست ہے کہ یہ فتح ایک عظیم ترین فتح ہے مگر یہی وقت ہے جب آپ نے اپنے نفس پر کامل غلبہ اور پوری فتح کا ثبوت دیدیا، آپ کے سرکش دشمنوں کو اپنی موت کا یقین ہو گیا تھا مگر آپ نے فرمایا کہ میں تم سے وہی سلوک کروں گا جو یوسف نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا،

اسلام کے حیرت انگیز ترقیات پر

دشمنان حق کے بارہ اعذار

جب شرق و غرب جنوب و شمال ہر طرف اسلام کا پرچم لہرانے لگا اسلام دن دونی رات چوگنی ترقی کرنے لگا اور قوت اور شوکت کے ساتھ زندگی کے ہر شعبہ میں کامیابی کے قدم بڑھانے لگا، اسلام

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶

(عام عیسائیوں اور اہل کتاب کے متعلق)

(۱) جو عیسائی جو حکومت پذیر اور مالدار اور محصول دینے پر قادر ہیں ان سے ۱۲ درم سے زیادہ نہ لیے جائیں

(۲) اہل کتاب سے مہربانی کا برتاؤ کرو، اپنی چیزیں انہیں دو ان سے سنجیدگی سے گفتگو کرو اور ہر شخص کو ان کے تنگ کرنے سے باز رکھو،

(۳) اگر عیسائی عورت کسی مسلمان مرد سے شادی کرے گی تو اس کا شوہر اس کے طریقۂ عبادت اور ادائے رسوم مذہبی میں مانع نہ ہوگا،

(۴) کوئی مسلمان عیسائیوں کو ان کے گرجا کی مرمت سے نہ روکیگا،

(۵) اگر کوئی شخص عیسائیوں کے خلاف ہتھیار اٹھائیگا مسلمان ان کی حفاظت میں جنگ کریں گے،

(دین الٰہی نور محمد آئینہ قرآن صفحہ ۱۴۷)

کی روحانیت تمام باطل ادیان اور ساختہ مذاہب پر چھا گئی، اسلام کے سیدھے سادے عقائد، سچے اصول
ہر دل عزیز اور مقبول عام ہو گئے آج ہر سمت سے آوازیں آنے لگیں کہ اسلام دنیا کے سامنے موت یا قرآن
پیش کرتا ہے اسلام تلوار کا مذہب ہے اسلام جبر و اکراہ کے ذریعے ترقی کی بلندی پر پہونچا ہے، اسلام میں
کفار سے جنگ و مقابلہ کے احکام پائے جاتے ہیں مگر جو شخص بغیر تحقیق حالات کثرت اشاعت سے
حواس باختہ ہو کر کہتا ہے کہ اسلام کی بنیاد ہی تلوار کے ذریعے مستحکم و مضبوط ہوئی ہے اسکے متعلق ہر منصف
ذیل کے فیصلہ پر مجبور ہوگا۔

(۱) وہ تاریخ عالم اور تاریخ اسلام سے صرف کوئی ذوق رکھنے والا نہیں بلکہ بالکل نابلد و ناآشنا ہے،
(۲) صدق اور سچائی کے سریع التاثیر ہونے کو محال جانتا ہے اور اسکی اعلیٰ طاقت کو تسلیم نہیں کرتا،
(۳) وہ قومی اقبال و ادبار اور ترقی و تنزل کے اسباب سے ناواقف ہے اسی دین الٰہی کی برکت کا یقینی بینہ
مندرجہ بالا فیصلہ کا ماخذ عصر موجود کے غیر مسلم محققین کے وہ عبارات و الفاظ ہیں جنھیں ہم درج ذیل کرتے
ہیں:۔

مسٹر اسٹوڈرڈ اپنی کتاب "جدید دنیائے اسلام" میں لکھتے ہیں،

"عروج اسلام انسانی تاریخ کا سب سے زیادہ حیرت انگیز واقعہ ہے اسلام کا آغاز ایک گمنام قوم میں ہوا
تاہم ایک صدی کے اندر وہ نصف دنیا پر چھا گیا، بڑی بڑی سلطنتیں پاش پاش ہو گئیں، قدیم مذاہب
مٹ گئے، اقوام عالم میں روحانی انقلاب پیدا ہو گیا، اور ایک نئی دنیا کا اجرا ہوا، جسقدر ہم عروج اسلام
پر نظر ڈالتے ہیں اسیقدر ہماری حیرت دوبالا ہو جاتی ہے، دیگر مذاہب راہ ترقی میں آہستہ آہستہ کلفت
و مشقت کے ساتھ گامزن ہوئے اور پھر زبردست بادشاہوں کے قبول کر لینے سے مسلط ہو گئے، قسطنطین نے
مسیحیت کے لیے، اسوکا نے بدھ ازم کے لیے، سائرس نے دین زرتشت کے لیے اپنا سارا زور خرچ
کر دیا لیکن اسلام کی یہ حالت نہیں اسلام کی ابتدا ایک صحرا میں ہوئی جہاں کے خانہ بدوش باشندے
انسانی تاریخ میں کبھی ممتاز نہ تھے، اسلام کی راہ میں بڑی بڑی رکاوٹیں تھیں اور کسی قسم کی امداد نہ تھی"

اس سے معلوم ہوا کہ ایک تاریخ کا ماہر صرف یہی نہیں جانتا ہوگا کہ اسلام تلوار سے نہیں پھیلا بلکہ دیگر
مذاہب کے مرہون منت شمشیر ہونے کا حوالہ بھی اسکے پیش نظر ہوگا، اور اسکے پاس اس خیال کے کافی وجوہ موجود
ہونگے کہ اسلام کی یہ نشو و نما اور عالمگیر ترقی صرف اسکے بنیادی اخلاق اور اسکی حق و صداقت، حقانیت کا نتیجہ ہے تلوار
کا ممنون نہیں ہے کیونکہ تلوار اُسکے صحیح استعمال و صرف عمل، بلاغت اور قانون خلافت و حقانیت کی ماتحت ہونے
کی ممنون اور جابرانہ انداز سے استبدادی قوت کے مظاہرہ میں نہ اٹھائے جانے کی شکر گزار ہے،

مختصر فہرست کتب خانہ

جشن عظیم سلطانی

بیاناتِ علماء

حضرت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ کی عہد خلافت ظاہرہ میں آپ کے مخالفین
کی تخریبی سرگرمیوں کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان اختلاف و خانہ جنگی کی جو صورت
رونما ہو گئی ہے اسے پیش نظر رکھ کے اکثر ناواقف و کوتاہ نظر لوگ اس شبہ میں گرفتار ہو جاتے
ہیں کہ حضرت کی ذات ملکوتی صفات میں سیاست ملک و نظم حکومت کا وہ ملکہ
موجود نہ تھا جو ایک مدبر حکمران میں ہونا چاہیے اس غلط و لغو خیال کو دفع کرنے
کے لیے فاضل جلیل جناب مولوی سید محمد رضی صاحب زنگی پوری نائب حضرت قدوۃ
الکاملین مولانا السید محمد ہارون صاحب مغفور زنگی پوری نے اس گرانقدر رسالہ
کی ترتیب و تالیف میں محققانہ جد و جہد فرمائی ہے اور بے شبہ اس موضوع خاص
پر یہ رسالہ کم نظیر بلکہ عدیم النظیر ہے فاضل مصنف نے دین و دنیا اور دونوں کی
سیاسیات کا باہمی تعلق نیز اہل دنیا کی سیاستوں کے حقیقی اغراض و مقاصد
سے وسعت نظر کے ساتھ بحث کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ حضرت امیر المومنین
صلوات اللہ علیہ نے نظام حکومت کی بنیاد جن اصول پر قائم فرمائی تھی وہ آج
بھی کسی انصاف پیشہ عدالت شعار مدبر دماغ میں ہمیشہ [illegible] بہترین
اصول ہیں جن پر دین و دنیا دونوں کی فلاح و ترقی کا انحصار تھا اور یہ بھی ثابت کیا
ہے کہ آپ کے عہد میں اختلال و افتراق کے رونما ہونے کے حقیقی اسباب کیا تھے
غرض اس رسالہ کے خصوصیات کا اقتضاء یہی ہے کہ اہل ذوق اس کے
مطالعہ سے محروم نہ رہنا چاہیے [illegible]

[illegible]

(رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۰۷۷)

الواعظ

مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کا ماہوار علمی رسالہ

مدیر

حکیم سید قاسم علی رضوی الحسینی (عمدۃ الافاضل)

باہتمام داروغہ سید محمد عزت حسین نساخ مہتمم مطبع

مصباح الاسلام الواعظین پریس لکھنؤ میں چھپکر

مدرسۃ الواعظین لکھنؤ سے شائع ہوا

مقاصد	قواعد	ہدایات
(۱) مذہب اسلام کا اکمل الادیان ہونا	(۱) یہ رسالہ بالفعل ہر انگریزی ماہ کی آخری تاریخ میں شایع ہوا کریگا	(۱) مقاصد رسالہ کا لحاظ رکھکر مضمون لکھا جائے ورنہ درج نہ ہوسکے گا۔
(۲) پیغمبر اسلام کا افضل الخلائق ہونا	(۲) ہر خریدار کو کم از کم ایکسال کے لیئے رسالہ خریدنا ہوگا	(۲) مضامین عموماً مختصر ہونا چاہیئں اڈیٹر کو تغیر و تبدل و اصلاح کا اختیار ہوگا
(۳) اسلامی شریعت کی حکمت اور اُسکی جامعیت	(۳) نمونہ کا پرچہ ہر کے ٹکٹ آنے پر روانہ ہوسکتا ہے	(۳) عبارت حتی الامکان سلیس اور عام فہم ہو
(۴) اسلامی اخلاق و آداب کی فضیلت	(۴) جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے	(۴) مضامین صاف خط میں تحریر کئے جائیں اور عبارات عربیہ پر اعراب لگائے جائیں نیز عربی عبارت کا دوسرے کالم میں ترجمہ ہونا چاہیئے
(۵) اسلامی تمدن کی فوقیت	(۵) اشتہارات کی اجرت بذریعہ خط و کتابت طئے ہوسکتی ہے	(۵) حتی الامکان کتب منقول عنہا کا حوالہ دیا جائے
(۶) اسلامی احکام و قوانین شریعت	(۶) علمی معاملات کے متعلق خط و کتابت و ارسال مضامین بنام مدیر اور دیگر امور کے متعلق بنام منیجر ہونا چاہیئے	(۶) ناقابل اشاعت مضمون واپس نہ ہوگا اگر ضرورت ہو تو صاحب مضمون کو ٹکٹ بھیجنا چاہیئے
(۷) ائمہ طاہرین کے کمالات و ہدایات	(۷) شرح قیمت :۔ رؤسا و والیان ملک سے جو مرحمت فرمائیں عام خریداران سے ؎	
(۸) سلف صالحین کے تاریخی حالات	منیجر دفتر الواعظ محلہ دریا واعظین لکھنؤ	
(۹) قرآن مجید کا افضل الکتب ہونا		
(۱۰) اثبات اصول اسلام بدلائل عقلیہ و نقلیہ		
(۱۱) فلسفۂ جدید و قدیمہ اور دیگر مذاہب کے مقابلہ میں حمایت اسلام و ازالۂ شبہات		
(۱۲) اکتشافات جدید و حقائق اسلام		
اخبار علمیہ		

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ

سورۂ آل عمران

الواعظ

نمبر ۲ بابت ماہ فروری سنہ ۲۹ء مطابق ماہ رمضان سنہ ۴۷ھ جلد ۸

فہرست مضامین

دو دو باتیں

ہمارے بعض احباب شاکی ہیں کہ جلسہ سالانہ کی کارروائی میں ہمنے بہت اجمال واختصار سے کام لیا، یہ شکایت اگرچہ بڑی حدتک صحیح و درست ہے تاہم یہ اجمال سنوات گذشتہ کی کارروائیوں کو دیکھتے ہوئے کوئی جدید بات نہ تھی، بہرحال تفصیلی کارروائی کی اشاعت کا مسئلہ زیر غور ہے،

اصل یہ ہے کہ الواعظ کے محدود صفحات ماہانہ اشاعت میں ان ضرورتوں کے لیے ہرگز کافی نہیں ہیں اور ضرورت ہے کہ الواعظ کم از کم ٹھیک وقت کی اشاعت کا ذمہ لیکر ہفتہ وار کردیا جائے جس کے لیئے ہم تو بہت خوشی سے تیار ہیں اور وہ بھی صرف چھ روپیہ سالانہ میں مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس تجویز کی تائید میں کتنی آوازیں بلند ہوتی ہیں،

جلسہ سالانہ کی مصروفیتوں سے دسمبر سنہ ۲۹ء کا رسالہ بجائے دسمبر سنہ ۲۸ء جنوری سنہ ۲۹ء میں شایع ہونے سے ایک مہینہ کا فرق پڑگیا اور جنوری سنہ ۲۹ء کا رسالہ آخر فروری میں اور فروری کا رسالہ مارچ کے آخر میں ڈاک کے سپرد کیا جاتا ہے جس کے لیئے ہم معافی کے خواہاں ہیں اور کوشش کر رہے ہیں کہ یہ کمی بہت جلد پوری ہوجائے ''

سنہ ۲۸ء ختم ہوگیا لیکن ہمارے واعظین کی تمام کارنامہ جو ہمیں اس سال وصول ہوئے تھے وہ باوجود اجمال واختصار بھی الواعظ کے بارہ نمبروں میں شایع نہ ہوسکے ہنوز ان کا ایک معتدبہ اور قابل اشاعت ذخیرہ ہمارے پاس باقی ہے اور سنہ ۲۹ء میں جو کارنامہ وصول ہو رہے ہیں وہ اسکے علاوہ ہیں اب بجز اس کے کوئی چارہ نہیں ہے کہ سنہ گذشتہ اور سنہ حال دونوں کے کارنامے برابر شایع کرتے رہیں

تتمہ کارنامہ جات واعظین بابت سنہ ۲۸ء

جناب مولوی سید سلطان علیصاحب واعظ افریقہ میں

ممباسہ

جناب ممدوح ۹ مئی سنہ ۲۸ء کو لکھنؤ سے ممباسہ روانہ ہوکر ۱۳ مئی کو وہاں پہونچگئے جناب حاجی حسین

شریف دیوجی مع جناب حاجی جعفر صاحب اور جناب جعفر بھائی مادجی کے اسٹیمر پر استقبال کے لیے تشریف لائے اور بکمال احترام جناب حاجی محمد جعفر شریف دیوجی جمال کے مکان پر فروکش کیا جنکی پر خلوص مہمانی کے بعد شیعہ مسافر خانہ میں قیام کا انتظام کیا گیا اور سلسلہ مواعظ شروع ہو گیا،

پہلا موعظہ ۔ ۲۰ مئی کو بستانی امام باڑہ میں مجلس وعظ منعقد ہوئی جسمیں جناب ممدوح نے ایک گھنٹہ کامل اصول مذہب امامیہ پر تقریر فرمائی مومنین نہایت محظوظ و متاثر ہوے اور اسی قسم کی تقریر جاری رکھنے کی فرمائش کی تاکہ مذہبی معلومات میں وسعت و تقویت ہو۔

دوسرا موعظہ ۲۱ مئی کو پھر بستانی امام باڑہ میں مجلس وعظ منعقد ہوئی جسمیں جناب ممدوح نے مدرسہ کی خدمات جو اُس نے مختلف مقامات پر انجام دیے تھے اور نیز واعظین کے مختلف کارنامہ اور اُنکی تبلیغی کامیابیاں بیان کرکے ارکان مدرسہ کی جانب سے اُن حضرات کے توجہات کا شکریہ ادا کیا اور جو تحریر جناب سرکار صدر الشریعہ نے اہالیان افریقہ کے نام تحریر فرمائی تھی اُسکا خلاصہ اور ملک افریقہ کی مالی امداد سے جو مصارف افریقہ میں واعظ کی آمد و رفت و قیام میں ہوے تھے اُسکا حساب پیش کرکے واضح کر دیا کہ ایک لاکھ دس ہزار فرانک کی وہ رقم جو خاص اڈاگاسکر سے مدرسہ کی امداد میں وصول ہوکر ابتک بمبئی کے فرنچ بینک میں جمع تھے وہ اب پھر مدرسہ کی جانب سے بدیں غرض افریقہ بھیجدی گئی، کہ اُسکی آمدنی وہیں کے تبلیغی مصارف میں صرف ہو کیونکہ مدرسہ کی غرض روپیہ کا فراہم کرنا نہیں ہے جو کچھ افریقہ سے ملا وہ وہیں صرف کر دیا گیا اور جو بچا وہ وہیں کے تبلیغی ضروریات کے لیئے وہیں واپس کر دیا گیا اگر افریقہ کی آمدنی کسی وقت وہاں کے مصارف سے بڑہی گی تو دوسرے مقامات کی تبلیغ میں صرف ہوگی جو برادران افریقہ کی بڑہتی ہوئی ہمت سے بعید نہیں ہے،

پھر علمائے عراق کثر اللہ امثالہم کی تائیدات جو مدرسہ کے متعلق وصول ہوے تھے اجمالاً بیان کرکے گذشتہ مجلس کے موضوع پر مختصر تقریر کے بعد مجلس کو ختم کیا اور علمائے عراق اور سرکار صدر الشریعہ کے تحریرات جو گجراتی میں طبع ہوئے تھے انہیں تقسیم کیا اور کافی اثر لیکر مجمع برخاست ہوا،

تیسرا موعظہ ۔ ۲۲ مئی کو شب کے وقت پھر بستانی امام بارہ میں مجلس موعظہ منعقد ہوئی جسمیں جناب ممدوح نے خلقت انسان کی غرض بیان کرتے ہوے اس امر کو واضح کیا کہ انسان کو تکلیفات شرعیہ کا پابند کرنا ہی مقتضائے عقل کے موافق ہے اور تکلیفات شرعیہ سے آزادی خلاف عقل ہے تقریر نہایت کافی اثر سے روشناس ہوئی،

چوتھا موعظہ ۔ ۲۳ مئی کو شب کے وقت پھر بستانی امام باڑہ میں مجلس موعظہ منعقد ہوئی جسمیں جناب

ممدوح نے مسئلہ امامت پر روشنی ڈالکر امامت کو داخل اصول دین کرنے کے عقلی وجوہ بیان کرکے امام کے منصوص من اللہ ہونے کے دلائل عقلیہ و نقلیہ بیان فرماکر تمام مجمع کو متاثر و محظوظ فرمایا،

پانچواں موعظہ۔ ۲۴ مئی کو ایک دوسرے امام باڑہ میں مجلس موعظہ منعقد ہوئی جسمیں جناب ممدوح نے عبادت کی ماہیت و حقیقت اور آیہ کریمہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون کے معانی اور خواہشات نفسانی کے خلق فرمانے اور احکام عبادات کے صادر فرمانے میں منافات کے شبہہ کو دفع فرماکر واضح کردیا کہ اگر یہ امور موافق حکم خدا کے پورے کیے جائیں تو عین عبادت ہیں اور یہ کہ صرف نماز روزہ ہی عبادت نہیں ہے بلکہ دنیا کے جو کام بپابندی قانون الٰہی پورے کیے جائیں وہ سب داخل عبادت ہیں، عبادت کا یہ مقصود نہیں ہے کہ انسان گوشہ نشین ہوکر نماز روزہ میں مصروف رہے کسب معیشت اور اہل و عیال کی فکر نہ کرے شریعت ایسی عبادت کو مستحسن نہیں قرار دیتی،

چھٹا موعظہ۔ ۲۵ مئی کو شب کے وقت پھر مجلس موعظہ منعقد ہوئی جسمیں جناب ممدوح نے علم دین کی فضیلت اور اسکے دینی و دنیوی فوائد و منافع اور بچوں کو دینی تعلیم سے محروم رکھنے کے نقصانات بیان کرکے حاضرین کو مدرسہ تعلیم دینیات کے جاری کرنے پر توجہ دلائی،

ممباسے کے ضروری حالات

ممباسہ بمبئی سے ۲۴۰۰ میل ہے اور فی الحال افریقہ کے جملہ مقامات کا مرکز ہے، برطانیہ عظمی کی حکومت ہے آب و ہوا معتدل ہے ہر ولایت کے مال کی تجارت ہے، تقریباً چھ سو کی تعداد میں اثنا عشری خوجہ آباد ہیں جنکی مالی حالت بھی اچھی ہے اور اخلاقی اور تعلیمی اور مذہبی حالت بھی نسبتاً غنیمت ہے مذہبی انہماک اور فرائض کی پابندی اور مذہبی معلومات بھی بقدر ضرورت قابل تحسین و لائق مدح ہے، لوگ با فہم ہیں دو مسجدیں اور دو امام باڑہ اور ایک مسافر خانہ بھی ہے ہفتہ وار مجالس کے علاوہ ایام ولادت و شہادت حضرات معصومین میں بھی محافل و مجالس فی الجملہ اہتمام سے منعقد ہوتے ہیں، جناب حاجی محمد جعفر صاحب کے مواعظ و ہدایات سے لوگ بہت مستفیض ہوتے ہیں مذہبی معلومات میں اضافہ ہوتا رہتا ہے ممدوح ایک علمی شخصیت رکھتے ہیں کتب عربیہ و فارسیہ کا معقول ذخیرہ فراہم کیا ہے کتب بینی کا خاص شوق ہے زبان گجراتی میں کتب و رسائل تحریر فرماکر شایع کرتے رہتے ہیں فی الحال ایک کتاب موسوم بہ سید اسلام عزاداری حضرت سید الشہدا کے متعلق بزبان گجراتی میں تحریر فرمائی ہے،

تجارت پیشہ اصحاب میں اتنا علمی ذوق تعجب خیز ہے، مدرسہ دینی کوئی نہیں ہے جس کی سخت ضرورت ہے اور مسافر خانہ خوجہ قوم کے لیے مخصوص ہے،

دارالسلام کی روانگی

ممباسہ کے حضرات چاہتے تھے کہ جناب واعظ عشرہ محرم میں یہیں تشریف فرما رہیں مگر جناب حاجی محمد جعفر شریف دیوجی اور جناب حاجی حسین شریف دیوجی نے دارالسلام اور ٹانگانیکا کے دورہ کو ترجیح دیکر ایک پروگرام مرتب فرمایا اور ۲۶ مئی کے جہاز سے دارالسلام کی روانگی قرار پاگئی اور یہ بھی قرار پایا کہ ہیڈکوارٹر ممباسہ رہے اور جناب واعظ مقامات مذکورہ سے دورہ کرکے پھر ممباسہ واپس آئیں اور یہاں سے پھر دوسرا پروگرام مرتب کیا جائے اور مالی تحریک یہیں کے حضرات سے متعلق رہے

۲۶ مئی کی صبح کو ممباسہ سے دارالسلام کی جانب روانہ ہوے اور اثنائے راہ میں ٹانگہ بندر اور زنجبار میں تھوڑی تھوڑی دیر ٹھہرتے ہوے ۲۸ مئی کی صبح کو دارالسلام پہونچ گئے چونکہ جناب حاجی حسین بھائی نے قبل روانگی بذریعہ ٹیلیگراف اطلاع دیدی تھی لہذا ٹانگہ بندر پر جناب حاجی محمد تھاور صاحب کے صاحبزادے اسٹیمر پر تشریف لاکر جناب واعظ کو اپنے ہمراہ لے گئے اور ایک مجلس بھی منعقد کی جسمیں ایک گھنٹہ تقریر کی نوبت آئی اور زنجبار میں بھی ایک صاحب جہاز پر تشریف لاکر اپنے ہمراہ لے گئے ٹانگہ بندر میں دس بارہ گھر اثنا عشری خوجوں کے ہیں جو تمام محرم کے لیے مصر تھے مگر اسنے واپسی میں قیام کا وعدہ کرکے روانہ ہوگئے دارالسلام میں بھی اگرچہ تار دیدیا گیا تھا مگر کسی وجہ سے نہیں پہونچ سکا اور اسی وجہ سے کوئی صاحب اسٹیمر پر نہ آسکے جہاز کے ایجنٹ کی معرفت کشتی کا بندوبست ہوا ساحل پر حاجی صالح صاحب سے ملاقات ہوگئی جنھوں نے جناب واعظ کو مسافرخانہ پہونچایا اور وہاں سے حاجی عبداللہ بھائی کیم جی نے طلب کرکے اپنا مہمان کیا اور تمام ضروریات مسافرخانہ میں بھجوا دیے اور اسی روز سے مجالس و مواعظ کا سلسلہ شروع ہوگیا،

پہلا موعظہ ۲۸ مئی کو شب کے وقت شہادت حضرت مسلم کی مجلس منعقد ہوئی جسمیں جناب واعظ نے اپنا اور سنیز مدرسۃ الواعظین کا تعارف کرایا اور اپنے آنے کی غرض بیان کرتے ہوے واضح کردیا کہ وہ ارباب استحقاق سے نہیں ہیں جو اپنی ذات کے لیے کچھ حاصل کرنا چاہتے ہوں بلکہ مدرسۃ الواعظین کی جانب سے بلامعاوضہ یہاں کے حضرات کے دینی خدمات بجالانے کے لیے بھیجے گئے ہیں لہ آپ حضرات کو جس قسم کے دینی و مذہبی سوالات کرنا ہوں جو شبہات و اعتراضات پیش کرنا ہوں انھیں آپ پیش کرکے اپنا اطمینان کرلیں اور اثنائے تقریر میں جو بات آپکی سمجھ میں نہ آئے اسی اثناء تقریر ہی میں یا بعد ختم تقریر بے تامل و بے تکلف پوچھکر اچھی طرح سمجھ لیں اور اسی سلسلہ میں مدرسہ کی کارگذاری اور اسکی تبلیغی کامیابیوں کو اجمالاً بیان کرکے سرکار صدرالشریعہ کی تحریر کا خلاصہ اور ارکان مدرسہ

کی جانب سے حضرات افریقہ کا شکریہ ادا کرکے ظاہر کردیا کہ مدرسہ کے لیے آپکا پیسہ اسوقت تک آپ ہی کے خدمات میں صرف کیا ہے اور آئندہ بھی ایسا ہی ارادہ ہے چنانچہ اڈاگاسکر کی جو رقم ابتک فرنچ بینک بمبئی میں جمع تھی وہ مدرسہ کی جانب سے بہر بریں غرض واپس کردی گئی ہے کہ اس کی آمدنی یہیں کے تبلیغی مصارف میں صرف ہو اور اگر آپ اپنی عالی ہمتی سے اسمیں کچھ اضافہ کرکے اسی ایک مستقل فنڈ بنادیں تو آپکی قوم کو ہمیشہ فائدہ پہونچتا رہے مدرسہ محض خدا کی ذات پر بھروسہ کرکے اطراف عالم میں اپنی آواز پہونچا رہا ہے اور اس لئے قوم کا فرض ہے کہ کسی ممکن امداد سے اُس کی مساعدت میں دریغ نہ کرے ایسا نہ ہو کہ قوم ایک مرتبہ چونک کر پھر غفلت کی میٹھی نیند سو رہے اور موجودہ ترقیوں کا بھی خدانہ نخواستہ سدباب ہو جائے یہ تقریر نہایت دلچسپی سے سنی گئی اور جناب واعظ نے اسی ضمن میں علمائے عراق کے تائیدات کا خلاصہ تبلیغ کی اہمیت اور خاندان رسالت کی تبلیغی جدوجہد اور اسی کدو کوشش میں جناب مسلم کی جان نثاری اور آپکی شہادت کے واقعات بیان کرکے مجلس کو ختم کیا اور علمائے عراق کے تائیدات اور سرکار صدر الشریعہ کی تحریر جو گجراتی زبان میں طبع ہوئی تھے تقسیم کی گئی،

عید اضحیٰ کی نماز

ختم مجلس کے بعد مومنین نے عید اضحیٰ کی نماز بجماعت ادا کرنے کے لیے اصرار کیا چنانچہ ۳۰ مئی کو نماز عید جناب واعظ نے بجماعت ادا کی۔

دوسرا موعظہ ۳۱ مئی کو شب کے وقت امام باڑہ میں مجلس موعظہ منعقد ہوئی جسمیں ایک گھنٹہ تک اصول دین کو استدلالاً بیان کیا۔

تیسرا موعظہ یکم جون کو حاجی صالح صاحب کے مکان پر مجلس منعقد ہوئی جو اگرچہ بوجہ بارش مختصر تھی مگر باعتبار اثر اچھی رہی،

چوتھا موعظہ ۔ ۳ جون کو شب کے وقت امام باڑہ میں مجلس ہوئی مجمع بہت کم تھا مختصر بیان پر اکتفا کی گئی،

پانچواں موعظہ (عید غدیر کا جشن) ۔ ۶ جون کو شب کے وقت کافی اہتمام و آرائش سے مجلس منعقد ہوئی آج کی مجلس میں مجمع بہت اچھا تھا بعض حضرات زنجبار بھی خاص طور سے تشریف لائے ہوئے تھے اس مجلس میں جناب واعظ نے حالات غدیر اور وصایت حضرت امیر کو دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کیا مومنین نہایت محظوظ و متاثر ہوئے،

چھٹا موعظہ ۷ جون کو پھر مجلس منعقد ہوئی جسمیں حضرت امیر المومنین کے فضائل و مراتب کتاب و سنت سے ثابت کیے گئے،

ساتواں موعظہ ۸ جون کو شب کے وقت سیٹھ سلیمان ڈایابھائی وال جی کے مکان پر مجلس منعقد ہوئی جسمیں خوف الٰہی اور توبہ و استغفار پر تقریر ہوئی۔
آٹھواں موعظہ، ۹ جون کو حاجی صالح صاحب جگسبی، کے مکان پر مجلس منعقد ہوئی اور اچھی ہوئی،
نواں موعظہ۔ ۱۰ جون کی صبح کو جناب ملا جعفر عابد صاحب نے بعض شبہات عدالت جناب باری تعالیٰ کے متعلق پیش کیے جسکا انھیں تسکین بخش جواب دیا گیا شب کو امام باڑہ میں مجلس ہوئی مجمع مختصر تھا مختصر بیان پر اکتفاء کی گئی،
۱۱ جون اور اُس کے قبل و بعد جن تاریخوں میں کوئی مجلس منعقد نہیں ہوئی یا جو اوقات مجلس کے قبل و بعد خالی تھے اُنہیں مختلف مسائل اور شکوک و شبہات و اعتراضات پیش ہوتے رہے جن کے اطمینان بخش جوابات دیے گئے اور تمام حضرات مطمئن ہو گئے،
دسواں موعظہ۔ ۱۲ جون کو بتقریب عید مباہلہ مجلس منعقد ہوئی جسمیں جناب واعظ نے بعض ضروری مسائل کے بعد واقعات مباہلہ کو بیان کیا اور چونکہ ۱۱ جون کے بعد بعض وجوہ کے خیال سے مزید قیام کو نامناسب جانکر لینڈی جانیکا ارادہ کر لیا تھا لہذا اسکا بھی اظہار کر دیا جس سے مومنین میں انتشار پیدا ہو گیا اور بالآخر جناب عبداللہ بھائی کیم جی پریسیڈنٹ جماعت نے بہمہ وجوہ اطمینان حاصل کر کے جناب واعظ کو باصرار تمام روک لیا اور عشرہ محرم میں ممدوح کا جانا گوارا نہیں کیا،
گیارہواں موعظہ۔ ۱۴ جون کو شب کے وقت ایک صاحب نے بعض اعتراضات آریہ حضرات کے پیش کر کے اطمینان حاصل کیا اُسکے بعد امام باڑہ میں مجلس ہوئی جسمیں اطاعت و بر والدین پر تقریر ہوئی،
بارہواں موعظہ ۱۶ جون کو شب کے وقت پسران مسلم کی مخصوص مجلس منعقد ہوئی جسمیں نماز کی اہمیت اور خاندان رسالت کی حفاظت صلوٰۃ اور شاہزادوں کی شہادت کے واقعات بیان کیے، یہ تمام تقریر کافی اثر سے روشناس ہوئیں،

عشرۂ محرم کے مجالس

۲۰ جون سے ۹ جون تک سلسلہ مجالس جاری رہا جنمیں ذیل کے موضوعات پر علی الترتیب تقریر ہوتی رہی
پہلی مجلس میں عدالت باری تعالیٰ کا اثبات و مسئلہ جبر و اختیار کی توضیح اور اُسکے متعلق شکوک و اعتراضات کے جوابات
دوسری مجلس میں مسئلہ خیر و شر کی توضیح اور خداوند عالم سے فعل قبیح کے صدور کا عقلاً محال ہونا،
تیسری مجلس میں رویت باری تعالیٰ کا محال ہونا اور دلائل عقلیہ سے اُسکی تائید۔
چوتھی مجلس میں حسب فرمائش امامت کی ضرورت و امام کی عظمت جو جدید تعلیمیافتہ طبقہ میں نہایت پسندیدہ

ہوئی اور آئندہ بھی اس مسئلہ کے جاری رکھنے کی خواہش کی گئی،
پانچویں مجلس میں امام کا منجانب اللہ ہونا اور اس کے عقلی و نقلی دلائل و آغاخانی حضرات کے اعتراضات کے جوابات،
چھٹی مجلس میں محبت اہلبیت کا وجوب اور حضرات اہلبیت کی عظمت،
ساتویں مجلس میں محبت اہلبیت کے معانی اور یہ کہ بغیر محبت اہلبیت کے ہمارے اعمال و عبادات ہمارے لیے کہاں تک مفید ہو سکتے ہیں
آٹھویں مجلس میں امام کی شناخت کا معیار اور اس کے عقلی اوصاف اور ذریت طاہرہ میں امامت کا انحصار،
نویں مجلس میں کتب اہلسنت سے ذریت طاہرہ رسول میں خلافت و امامت کا انحصار اور حالات شب عاشور،
دسویں مجلس میں جو بروز عاشور اعمال سے فارغ ہو کر بعد ظہر منعقد ہوئی صرف مصائب حضرت سید الشہداء روحی لہ الفدا
گیارہویں مجلس میں مصائب اہلبیت اطہار۔
بارہویں مجلس میں جناب سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا کے فضائل و شہادت حضرت سید الشہداء کے بعد اہلبیت اطہار کے مصائب،
یہ بارہ مجلسیں کافی مجمع کے ساتھ متصلاً منعقد ہوئیں اور تمام تقریریں نہایت موثر ہوئیں جس کے بعد دسویں جولائی کو جناب واعظ لینڈی کی جانب روانہ ہو گئے اور جماعت کے اکابر و عمائد نے آپ کو بکمال احترام رخصت کیا،

دار السلام کے ضروری حالات

یہ مقام ٹانگانیکا ٹیری ٹیری کے ضلع کا مرکز اور بڑی بندرگاہ ہے پہلے مقبوضات جرمن سے تھا اب برٹش گورنمنٹ کی حکومت ہے آب و ہوا بھی غنیمت ہے ہر ولایت کی مال کی تجارت ہے ممباسہ سے بحری راستہ ہے اثنا عشری خوجہ تقریباً پانچسو کی تعداد میں آباد ہیں مالی حالت اچھی ہے اخلاقی اور تعلیمی حالت کمزور ہے مذہبی انہماک پیدا کرنے کی ضرورت ہے ایک مسجد بہت بڑی اور ایک مختصر امام باڑہ ہے جسمیں صرف ایک چھت کا سائبان پڑا ہے ایک مدرسہ بھی برائے نام ہے جسمیں ایک معلم پانچ چھ چھوٹے چھوٹے لڑکوں اور چھ سات لڑکیوں کو پڑھاتے ہیں جناب واعظ نے جماعت کے بعض ممبران کی خواہش سے امتحان لیکر ضروری ہدایات کر دیے تھے مسجد کے عقب میں ایک مسافر خانہ بھی ہے جسکا کوئی انتظام درست نہیں ہے بارش میں پانی بھر جاتا ہے مسافروں کے مال و اسباب تلف ہو جاتے ہیں قفل ٹوٹ جاتے ہیں حفاظت و ہوشیاری کی بہت ضرورت ہے، حاجی عبد اللہ بھائی کیمپ جی پریسیڈنٹ جماعت اور سیٹھ سب جی سوم جی ممبر جماعت دینی امور میں حصہ لیتے ہیں جماعت کے ممبر و نیز سیٹھ سلیمان بھائی ڈایا بھائی اور عبد الرسول بھی یہاں کے مالدار لوگوں میں ہیں اور ممبر جماعت بھی ہیں اور اول الذکر دینی جلسوں میں بھی شرکت فرماتے ہیں باقی حالات بہت کچھ اصلاح طلب ہیں اور اصلاح کرنے والے کو نہایت ہوشیاری اور سمجھ بوجھکر اطراف و جوانب کا لحاظ کر کے میانہ روی سے کام کرنے کی ضرورت ہے، اور جواب مسائل میں محل و موقع کا خیال ضروری ہے،
(باقی دارد)

کارنامہ جات واعظین بابت ۲۹ء

جناب مولوی محمد لقا علی صاحب واعظ حیدری حیدرآباد دکن میں

جناب ممدوح جلسہ سالانہ کے بعد لکھنؤ سے بمبئی تشریف لیگئے جہاں ایک ماہ کامل قیام پذیر رہکر دو ۲۔ فروری ۲۹ء کو وارد حیدرآباد ہوے اور اسی روز سے یہاں کے عمائد و ارکان دولت سے ملنا شروع کیا اور اپنے آنے کی غرض کو ظاہر کر کے ہمدردی و اعانت کی درخواست کی سر مہاراجہ صاحب بہادر یمین السلطنت نے جلسہ عام کی صدارت اور اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہٗ کی خدمت عالی میں بھی درخواست شرکت پیش کرنے کا وعدہ فرمایا مختلف مسائل پر گفتگو فرماتے رہے اور جوابات سے محظوظ ہوے نواب عنایت جنگ بہادر سید محمد حسن صاحب بلگرامی، سید محمد عسکری صاحب بیرسٹر، سید محمد نواب صاحب، مولوی حکیم محمد عباس صاحب، سید نظیر الحسن صاحب حسن آبادی، مولوی سید امیر حسن صاحب تعلقدار، مولوی سید اعجاز حسین صاحب وکیل، مولوی احمد حسین صاحب سندیلوی اور دیگر حضرات نے ہمدردی کے وعدہ کیے اور انمیں سے بعض حضرات خود بھی جناب واعظ کی قیامگاہ پر تشریف لائے غرضکہ ایک ہفتہ کامل اسی آمد و رفت میں بسر ہوگیا جس کے بعد آپنے ورنگل کا ارادہ فرمایا:۔

ورنگل کا روداد و ہانکے جلسہ

ورنگل ریاست حیدرآباد کا ایک بڑا ضلع ہے ۹ فروری کو آپ حیدرآباد سے ورنگل روانہ ہوے ۱۱ بجے صبح قاضی پیٹ کے اسٹیشن پر پہونچے جناب سید علی رضا صاحب ایڈیشنل جج اور سید فضل حسین صاحب ایم اے ایل ایل بی اسٹیشن پر موجود تھے موٹر پر اپنے ہمراہ لیگئے یہاں مشکل سے ۳۰۔۴۰ آدمی شیعہ ہونگے نہ کوئی مسجد ہے اور نہ امامباڑہ تاہم یہاں دو عام جلسہ منعقد ہوے جناب سید علی رضا صاحب ایڈیشنل جج کی طرف سے اشتہار تقسیم ہوے،

پہلا جلسہ ۱۰ فروری کو زیر صدارت عالی جناب مسٹر داراب جی صدر ناظم مال سمت تلنگانہ عصر کے وقت عثمانیہ کالج ورنگل میں منعقد ہوا موضوع تقریر معیار انسانیت تھا،

دوسرا جلسہ ۱۱ فروری ۲۹ء کو زیر صدارت عالی جناب مولوی حاجی محمد رفیع صاحب صدیقی ناظم عدالت منعقد ہوا موضوع تقریر علم و عمل تھا دونوں جلسوں کی تقریریں نہایت کامیاب ہیں یہاں کے اعلیٰ حکام نے گرانقدر الفاظ میں تبصرہ فرمایا۔

تھیاسوفیکل سوسائٹی کا جلسہ اس جلسہ میں جناب واعظ ہی صدر جلسہ تھے ولایت کے ایک تعلیمیافتہ

انجنیر نے تقریر کی جناب واعظ نے اسلام کے زریں اصول انگریزی میں پیش کیے جس سے ہندو مسلم پارسی سب متاثر و محظوظ ہوے،

ایک مختصر مجلس یہاں کے شیعوں نے ایک مختصر سی مجلس بھی منعقد کی تھی جس میں جناب واعظ نے ذاکری فرمائی مجلس بلحاظ مجمع بہت کامیاب رہی

حیدرآباد کی واپسی

۱۴ فروری کو حیدرآباد واپس ہوے مسٹر ضیائی مسٹر جعفری مسٹر رضا مولوی ہادی حسین صاحب مولوی محمد عسکری صاحب اور دیگر حضرات سے ملاقاتیں ہوئیں جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ۲۲ فروری م ۱۲ رمضان یوم شنبہ کو ۲ بجے عبادت خانہ واقع محلہ دارالشفا میں مجلس وعظ منعقد ہوی جناب سید محمد عسکری صاحب ایم اے آکسفورڈ سکریٹری انجمن المؤید جلسہ کے داعی و بانی تھے اور انہیں کی جانب سے اشتہار تقسیم ہوے تھے، مجمع اچھا تھا جناب واعظ نے اپنے آنے کی غرض بیان کرتے ہوے مدرسہ کا تعارف کرایا جلسہ کامیاب رہا لوگ متاثر و محظوظ ہوے جسکے بعد جناب واعظ نے ہنگولی کا ارادہ فرمایا

ہنگولی کا ورود اور وہاں کے جلسہ

۲۷ فروری کو جناب واعظ سکندرآباد ہوتے ہوے ہنگولی تشریف لے گئے یہاں بھی شیعوں کی تعداد بہت کم ہے اور اتفاق سے اس وقت سب لوگ باہر تھے تاہم جناب مولوی محمد فصیح الدین احمد صاحب ناظم عدالت نے توجہ فرما کر جلسہ عام کا انعقاد فرمایا اور آپ ہی کی جانب سے اشتہار تقسیم ہو کر ۱۷ رمضان کو عام جلسہ منعقد ہوا موضوع تقریر مذہب اسلام اور فضائل رسول تھا مجمع بیحد متاثر و محظوظ ہوا اور اسکے بعد دو جلسہ اور ہوے جناب مرزا احمد بیگ صاحب نے جناب واعظ کی تقریر پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ آپ سچے اور آپکا مذہب سچا، آجتک یہاں بہت سے عالم آئے اور ہر ایک نے نیا مذہب تعلیم کیا آپ نے حقیقی اسلام کی تعلیم دی ہے جسکو ہم کبھی نہیں چھوڑ سکتے،

حیدرآباد کی مکرر واپسی

۴ مارچ کو ہنگولی سے پھر حیدرآباد واپس ہوے اور چونکہ ورنگل اور ہنگولی کی کامیابی اثر بہت اچھا پیدا ہو گیا تھا لہذا ابکی مرتبہ تین مجلسیں اور دو جلسہ انتظام و اہتمام کے ساتھ منعقد ہوے،

پہلی مجلس ۲۱ رمضان کو سید محمد عسکری حسن صاحب بیرسٹر کی جانب سے اشتہار تقسیم ہو کر عبادت خانہ دارالشفا میں منعقد ہوئی جسمیں جناب واعظ نے فضائل و حالات شہادت امیرالمومنین بیان فرمائے

دوسری مجلس - ۲۵ رمضان کو جناب سید خورشید حسن صاحب وکیل ہائیکورٹ کی جانب سے اشتہار تقسیم ہو کر دیوان صاحب کے باغ میں منعقد ہوی

تیسری مجلس - ۲۶ رمضان کو جناب سید محمد صادق صاحب کی جانب سے نورخان بازار میں اشتہار تقسیم ہو کر منعقد ہوی

یہ تمام مجلسیں نہایت مؤثر ہوئیں سامعین بیحد متاثر ہوے اور اسکے بعد دو جلسہ بھی اسی انتظام سے منعقد ہوے

پہلا جلسہ - ۲۷ رمضان کو جناب سید بندہ حسن صاحب کی جانب سے اشتہار تقسیم ہو کر مسجد اثنا عشری میں منعقد ہوا

دوسرا جلسہ - ۲۸ رمضان کو سیٹھ عنایت اللہ دادا بھائی سوداگر و گرچہ بینہ کی جانب سے عبادت خانہ دارالشفا میں منعقد ہوا جسمیں موضوع تقریر حقائق و معارف اسلام تھا یہ دونوں جلسہ بھی مجمع اور اثر کے لحاظ سے کامیاب رہے (باقی دارد)

مقالات

آریہ مسلم مناظرہ

ویدک دہرم کے مخالفین کو عموماً اور اہل اسلام کو خصوصاً پر زور چیلنج

مدرسۃ الواعظین کی نمایاں کامیابی

غالباً ہمارے آریہ برادران وطن کچھ ٹوٹی پہوٹی عربی دیکھ بہالکر سمجھتے ہیں کہ انہیں اسلامی لٹریچر پر پورا پورا عبور حاصل ہوگیا اور وہ مسلمانوں کو انہیں کے ہتیاروں سے پسپا کر کے کامیابی کے اعلیٰ زینہ پر پہونچ جائیں گے اور اسلام کے مقابلہ میں ویدک دہرم کی حقانیت ساری دنیا پر واضح و آشکار کر دیں گے حالانکہ یہ خیال مسلمانوں کے نزدیک طفلانہ احساس سے زیادہ وقیع نہیں ہے اور بارہا کے تجربہ نے واضح کر دیا ہے کہ اسلامی لٹریچر تو درکنار ان حضرات کو ہندو لٹریچر پر بھی کامل عبور نہیں اور جن مقدس اور کمیاب بلکہ نایاب ویدوں پر انکے مذہب کا دارومدار ہے انہیں بھی ان کے ہاتھوں نے واجبی طور پر مس نہیں کیا،

بیشک اسلام نے اپنے لٹریچر کو عام نگاہوں سے مخفی نہیں رکھا لیکن اسکا حصول نہایت عمیق مقدمات علمیہ پر منحصر ہے اور معمولی مطالعہ سے اسکا سمجھ لینا آسان نہیں بلکہ ناممکن ہے،

اہل اسلام کو آریوں کی جانب سے بارہا چیلنج دیے جا چکے ہیں اور مسلمان جو کبھی اپنی جانب سے ابتدا نہیں کرتے اُن صاحبوں کے پیہم اصرار پر لبیک کہکر دنیا کو حقیقت حال سے مطلع کر چکے ہیں مگر یہ حضرات پھر وہی کہے جاتے ہیں جسکا جواب بارہا پا چکے ہیں،

مدرسۃ الواعظین کے مبلغ کتنی ہی مرتبہ میرٹھ و نجات کے علاوہ لکھنؤ میں بھی بیحد اصرار کے ساتھ بلائے گئے اور خود مدرسۃ الواعظین میں بھی متعدد جلسہ اس غرض کے لئے منعقد ہوئے لیکن کوئی مناظرہ فیصلہ کن حد تک نہ پہونچ سکا اس لئے کہ مناظرہ اپنے حقیقی معنوں میں مقصود نہیں بلکہ ساری غرض اس مکالمہ اور مباحثہ کی مکابرہ ہے جیسا کہ اس مرتبہ کے اشتہار اور طرز عمل سے واضح ہے،

یہ اشتہار مدعیان علم و تہذیب کی طرف سے جن اشتعال انگیز الفاظ میں شائع کر کے علم و تہذیب کا ثبوت دیا گیا تہا وہ ذیل کے اقتباسات سے واضح ہے،

(۱)۔ نعرہ دہرم کا بجتا ہی آئے جسکا جی چاہے، صداقت ویدا و تو میں آزمائے جسکا جی چاہے،

(۲) شہید آریہ مسافر (پنڈت لیکھرام) کی یادگار میں زبردست مباحثہ،
(۳) اسلام کی جہادی تلوار کا علم و تہذیب سے جواب دینے اور شہید مذکور کے خون کا قرضہ چکانے کے لیئے ان جلسوں کا انتظام کیا ہے،
(۴) صمصام کے ذریعہ تبلیغ اسلام جہالت کے ایام تک محدود تھی اب علم و تہذیب کی حکومت ہے قتل عام کی تلوار چھین چکی
موضوع مناظرہ غیر احمدی مسلمانوں کے لیے (۱) الحیات بعد الممات (یعنی مرنے کے بعد کی زندگی (۲) نجات (۳) توحید (۴) وید اور قرآن کی تعلیم میں کون سے تعلیم انسان کو اخلاق اور چال چلن میں اونچا بنا سکتی ہے،

پہر شرائط بھی وہ جسمیں بہرحال اپنی کامیابی کا پہلو غالب، مثلاً مسلمانوں کو جواب کا موقع نہ دیا جائیگا افتتاحی تقریر مد مقابل کی اور اختتامی تقریر آریہ سماج کے وکیل کی ہوگی اور باوجود اس یکطرفہ فیصلہ کے یہ دہمکی بھی کہ اگر کوئی مولویصاحب تیار نہ ہوئے تو کم از کم لکھنؤ میں یہ ویدک دہرم کی شاندار فتح کا نمایاں ثبوت ہوگا اور باطل ادیان کی حقیقت طشت از بام ہو جائے گی،

مدرسۃ الواعظین ایسی ذی علم اور مہذب باانصاف مجمع میں کسی مبلغ کا بھیجنا پسند نہ کرتا تہا لیکن انکی بعد اصرار اور خط و کتابت کرکے مجبور کیا گیا، اور ۹، ۱۰، ۱۱ مارچ ۲۹ء ۱ بجے دن سے ۵ بجے تک مناظرہ کا وقت مقرر ہوا اور قرار پایا کہ مدرسۃ الواعظین جن حضرات کو اپنی جانب سے مقرر کرے انکے اسماء سے آریہ صاحبان کو مطلع کر دے تاکہ وہ بذریعہ اشتہار شایع کر دیے جائیں

مدرسۃ الواعظین نے اس قرارداد کی تعمیل میں جناب مولوی فضل علیصاحب واعظ اور جناب مولوی سید مسرور حسین صاحب واعظ کے اسماء روانہ کر دیے مگر جو اشتہار اُس طرف سے شایع ہوا اسمیں صرف آریہ مقرر جناب دہرم بہکشو صاحب کا نام شایع کیا گیا اور اسلامی مبلغین کے نام نظر انداز کر دیے گئے جسکا مقصود بظاہر اس امر کا اظہار ہوگا کہ آریوں کے مقابلہ پر کسی مسلمان کو جرأت نہ ہوئی اور اسلامی مبلغین کے پہونچ جانے پر کہدیا جائیگا کہ چونکہ آپکے مناظرہ پہلے سے طے نہ ہوا تہا لہذا مناظرہ کے لیئے آمادہ نہیں ہو سکتے۔ اور چونکہ داخلہ ٹکٹ کے ذریعہ سے قرار پایا تہا لہذا انکا بھیجنا بھی ضروری تہا جو، مارچ کی شام تک نہ آئے،

آخر مدرسۃ الواعظین کے آنریری جنرل سکرٹری نے اس ترکیب کو محسوس کرکے ۸ مارچ کو مجبوراً ایک اشتہار کے ذریعہ سے مقررین اسلام کے اسماء بھی شایع کر دیے اور یہ بھی واضح کر دیا کہ موافق

قرار داد فیمابین اور آریہ سماجی اشتہار کے آریہ صاحبان نے ہمارے پاس داخلہ کے ٹکٹ بھی اب تک نہیں بھیجے کل یوم موعود ہمارے واعظین جلسہ میں جائیں گے اسلامی پبلک کو بھی شرکت کرنا چاہیے اور اگر جلسہ گاہ کے دروازہ پر پہونچکر داخلہ کے ٹکٹ نہ ملیں تو اسکو آریہ صاحبان کی پہلو تہی پر محمول کرنا چاہئے

اس اشتہار کو دیکھکر آریہ صاحبان نے ایک خط کے ذریعہ سے اسلامی مقررین کے اسماء شایع نہ ہونے کی معذرت کے ساتھ یہ بھی واضح کر دیا کہ ہمارے چیلنج پر بجز فرقہ شیعہ کے کسینے لبیک نہیں کہی اور ہمکو اسنے کوئی اندیشہ نقص امن وغیرہ کا نہیں ہے لہذا داخلہ بغیر ٹکٹ کے ہوگا،

۹ مارچ کی کارروائی

۹ مارچ کی صبح کو ٹھیک ۸ بجے ہمارے واعظین جلسہ میں پہونچگئے اور گفتگو شروع ہوگئی ہم بخوف طول اس گفتگو کا خلاصہ ہدیہ ناظرین کرینگے

جناب صدر جلسہ - منجملہ چار موضوعات مقررہ کے آج دو موضوع طے ہوجانا چاہئیں.

جناب مولوی فضل علی صاحب - اس امر کے طے کرنے کی پہلے سے ضرورت نہیں ہے اگر قبل از وقت ایک موضوع ختم ہوجائے گا تو دوسرا لامحالہ شروع ہوجائیگا اور ایک ہی موضوع میں وقت ختم ہوگیا تو دوسرا موضوع دوسرے روز کیلئے اٹھا رہیگا،

جناب صدر جلسہ (ایک طولانی گفتگو کے بعد غالباً یہ سونچکر کہ اسلامی مبلغ چوتھی موضوع سے بچنا چاہتے ہیں) اچھا تو پھر آج چوتھے موضوع پر گفتگو ہونا چاہئیے ،

جناب مولوی فضل علی صاحب اسمیں کوئی مضائقہ نہیں ہم چوتھی ہی موضوع پر پہلے گفتگو کریں گے یہکہکر ویدپر اعتراضات شروع کر دیے اور یہ ثابت کرنا چاہا کہ وید کی تعلیم انسان کو اخلاق اور چال چلن کے عتبار سے انسانیت کے اعلےٰ درجہ پر نہیں پہونچا سکتی،

جناب صدر جلسہ آپ پہلے قرآنی تعلیمات بیان کیجیے اُس کے بعد ہماری جانب سے وید کے تعلیمات بیان ہوں گے اور پبلک کو غور و فکر کا موقع مل جائے گا،

جناب مولوی فضل علی صاحب ہم وید کا تاریک پہلو دکھاتے ہیں آپ ہمارے اعتراضات کو دفع کیجیے وید کا روشن پہلو خود بخود ظاہر ہوجائیگا پھر آپ کو قرآن مجید کے متعلق اعتراض کا موقع ملیگا اور ہم اُسکے جوابات عرض کرینگے اور اس صورت میں پبلک کو زیادہ تر غور و فکر کا موقع ملیگا،

یہ گفتگو تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی اور بالآخر یہ طے پایا کہ دو گھنٹہ تک جناب مولوی صاحب تعلیمات وید پر اعتراض کریں اور آریہ سماجی مقرر اسکا جواب دیں پھر دو گھنٹہ تک آریہ مقرر قرآن

مجید کے تعلیمات پر نکتہ چینی کریں اور مولوی صاحب ممدوح اسکا جواب دیں،

جناب مولوی فضل علی صاحب (بکمال شرح وبسط) ویدکی تعلیم مساوات شکن ہے جیساکہ ہندو اقوام کی تقسیم اور اونچی نیچی ذاتوں کی تفصیل اور انکے مخصوص فرائض اور شودر کو نہایت پست و ذلیل جگہ دینے سے ظاہر و آشکار ہے اور اخلاقی نقطۂ نظر سے نیوگ کا مسئلہ تو جسقدر شرمناک اور حیا سوز ہے اسکے بیان کی احتیاج نہیں،

جناب پنڈت دہرم بہکشو صاحب (اپنے جواب کو بظاہر مسکت سمجھکر ایک طولانی تقریر میں) ہندو ذات کی تقسیم ویدکی تعلیم پر کوئی اثر نہیں ڈال سکتی، شودر ان پڑھ جماعت کو کہتے ہیں اور ویدنے انکے لیئے کوئی پست جگہ مقرر نہیں کی اور نیوگ کا مسئلہ آریہ سماج کا مسلم مسئلہ نہیں ہے،

جناب مولوی فضل علی صاحب (ستیارتھ پرکاش کی عبارت پڑھکر) یہ کتاب اور یہ عبارت دونوں جوابوں کو قابل اعتبار نہیں قرار دیتی،

جناب پنڈت دہرم بہکشو صاحب (بڑے شد ومد سے) ستیارتھ پرکاش کی جو عبارتیں اور مضامین وید کے مطابق نہ ہوں وہ قابل اعتبار نہیں کیونکہ سوامی دیانند جی نے خود اس امر کو ظاہر کردیا تھا،

جناب مولوی فضل علی صاحب (سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش کی ابتدا میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ کتاب میں نے ویدوں کے دقائق حل کرنے اور ویدوں کو سمجھانے کے لیے لکھی ہے اب اگر ویدوں کا سمجھنا ستیارتھ پرکاش پر موقوف ہو اور ستیارتھ پرکاش کا سمجھنا ویدوں کے سمجھنے پر موقوف ہو تو دور لازم آتا ہے جو حکماء اور عقلا کے نزدیک محال ہے،

یہ تقریر جناب مولوی صاحب نے اس شرح وبسط سے ارشاد فرمائی کہ تمام جلسہ نے پنڈت جی کے جواب کی کمزوری اور مولوی صاحب کے استدلال کی قوت کو بخوبی محسوس کرلیا اور تمام اہل جلسہ عموماً اور سکھہ صاحبان خصوصاً نہایت محظوظ و متاثر ہوے،

جناب پنڈت دہرم بہکشو صاحب (حسب دستور سابق) متعہ اور طلاق یہ دونوں تعلیمیں قرآن مجید کی انسانی اخلاق پر اچھا اثر نہیں ڈالتیں متعہ عیاشی و نفس پرستی و شہوت رانی کا کھلا ہوا ذریعہ ہے اور طلاق کا مسئلہ بھی حیا سوز ہے جو عورت کل تک ہمارے عقد میں تھی طلاق کے بعد وہ دوسرے کے عقد میں جاسکتی ہے،

جناب مولوی فضل علی صاحب (متعہ اور طلاق کی فلاسفی اور اس کے احکام و شرائط نہایت واضح طریقہ سے بیان فرماکر) یہ عجب لطف ہے کہ جو چیز انسان کو فعل حرام سے روکتی ہے اسی کو آپ

عیاشی سے تعبیر کرتے ہیں اگر احکام الٰہی کی تعمیل کا نام نفس پرستی و شہوت رانی رکھا جائیگا تو یہی اعتراض نکاح پر بھی وارد ہوسکیگا بلکہ جو طریقہ ازدواج کے مختلف اقوام میں رائج ہیں اُن سب پر یہی اعتراض کیا جاسکیگا اور نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر زن و مرد کو ازدواج کے نام سے بھاگنا پڑیگا اور ساری دنیا میں ہباحت کا دورہ دورہ ہو جائیگا نکاح اور متعہ میں بجز انقطاع و دوام کے کوئی فرق نہیں ہے اسلیئے اس اعتراض کو ایک اسلامی فقہ کا ماہر کسی دقیق نظر سے نہیں دیکھ سکتا، اب رہا مسئلہ طلاق تو وہ بھی حیا سوز نہیں بلکہ غیرت و حیا کا حامی ہے اس لئے کہ جب بناء عقد تراضی طرفین پر ہے اور وہ باقی نہ رہے تو صلاح نوعی اور طبع کلی بلکہ صلاح شخصی اور طبع شخصی کا مقتضا یہی ہے کہ عورت کو طلاق دیکر دوسرے عقد کے لیئے آزاد کر دیا جائے اور عقد کی غرض اصلی (توالد و تناسل) کو ضایع و برباد نہ کرکے جو فتنہ باہمی ناراضی کے بعد عورت کو قید نکاح میں باقی رکھنے سے پیدا ہو کر زن و مرد دونوں کی حیا کا خاتمہ کر دیتے ہیں اُنسے نجات حاصل کر لی جائے اور باایں ہمہ اگر دو طلاقوں کے بعد تک تراضی طرفین ہو جائے تو مرد کو مطلقہ کی جانب بغیر عقد جدید کے رجوع کر لینے کا اختیار ہے اور ایسی حالت میں اس مسئلہ پر کسی قسم کی نکتہ چینی جسقدر عقل و انصاف سے بعید ہے وہ واضح و آشکار ہے،

اس تقریر کو پبلک نے جس توجہ سے سنا اور جس قدر اثر لیا وہ لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتا،

۱۰ مارچ کی کاروائی

آج بھی ہمارے واعظین ٹھیک ۱۰ بجے جلسہ میں پہونچگئے اور قرار پایا کہ آج پہلے موضوع یعنی حیات بعد الممات پر گفتگو کی جائے،

جناب مولوی فضل علی صاحب ۔ (حیات بعد الممات کا امکان اور اچھے برے اعمال کی جزا و سزا کے بلئے کسی خاص وقت اور دن کی ضرورت اور آخیرا بدان میں اُس کے واقع ہونے کی حکمت و مصلحت اور تناسخ کے تسلیم کر لینے کی قباحت اور اُس کے ذریعہ سے جزا و سزا کے ناممکن ہونے کے وجوہ و اسباب نہایت تفصیل سے بیان کرکے) کیا ان عقلیات کے مقابلہ میں تناسخ کے وہمیات کسی عاقل کے نزدیک قابل قبول ہو سکتے ہیں؟

جناب پنڈت دھرم بھکشو صاحب (تناسخ کے امثلہ اور بزعم خود اُسکا امکان ثابت کرکے) اعادہ معدوم بعینہ حکما کے نزدیک محال ہے،

جناب مولوی فضل علی صاحب (پنڈت جی کے پیش کردہ امثلہ میں وہمیات کی جھلک اور اُس کے ناممکن ہونے کو دوسرے عنوان سے ثابت کرکے) موت افتراق روح و بدن کا نام ہے اور قیامت کے روز

اُن ابدان کا دوبارہ زندہ ہونا بعینہٖ اعادۂ معدوم نہیں ہے کیونکہ روح افتراق بدن کے بعد بھی باقی رہتی ہے اور وہ اجزا جن سے جسم انسانی مرکب تھا بالکلیہ فنا نہیں ہو گئے بلکہ انکا اتصال افتراق سے مبدل ہو جاتا ہے اور کل ارکان و عناصر اپنے اپنے کرات و احیاز میں مل جاتے ہیں جنکی مقدار علم الٰہی میں موجود ہے قیامت کے روز خداوند عالم انہیں اجزا کو پھر مرکب کر دے گا اور روح سابق اُن سے متعلق ہو کر وہی جسم پھر موجود ہو جائیگا، جو دنیا میں اعمال نیک و بد کا مرتکب ہوا تھا اور اُسی کو جزا و سزا ملی گی اور اسیکو حیات بعد الممات کہتے ہیں اور یہی عین عدل و انصاف ہے اور آواگون کا ایرپھیر اور اُسکو جزا و سزا سے تعبیر کرنا ہماری سمجھ میں نہیں آ سکتا،

ان سوالات و جوابات اور اُن کے متعلقات پر تقریر کا سلسلہ چار گھنٹہ تک جاری رہا اور پبلک نے طرفین کے دلائل کی قوت و کمزوری کو بخوبی محسوس کر لیا اور تناسخ کی حقیقت اور اُسکا ناممکن ہونا اور قیامت کی حقیقت اور اُنھیں ابدان پر جزا و سزا کا مرتب ہونا تمام جلسہ پر واضح ذہانت ہو گیا،

آئندہ کے لیئے مباحثہ کا بند ہونا

خاتمہ تقریر پر دریافت کیا گیا کہ کل کس موضوع پر مناظرہ ہو گا جس کے جواب میں اعذار بارد پیش کیے گئے اور بخلاف قرارداد سابق تیسری دن کے لیئے آریہ برادران وطن کے آمادہ نہ ہونے سے ہزیمت کے آثار چھپائے سے چھپ سکے،

ہمیں افسوس ہے کہ جلسہ میں شارٹ ہینڈ کا کوئی انتظام نہ تھا پوری پوری تقریریں قلمبند نہ ہو سکیں اور ہمیں تمام تقریروں کے خلاصہ پر اکتفا کرنی پڑی اگر ایسے جلسوں کی تمام تقریریں لفظ بلفظ قلمبند ہو جائیں تو ناظرین کو غور و فکر کا کافی موقع مل سکتا ہے، (ناچیز مدیر)

اعلان باحلف

اصول نوامیس کا مہتم بالشان تقابل

اور

قانون اسلام کے مرجع اعظم امیرالمومنینؑ کے آخری کلمات کا فیصلہ کن پہلو

اسلام کے عالمگیر قانون قصاص کی حضرت علیؑ کی زبان سے حیرت انگیز تشریح

رب الارباب، مالک الملوک لم یزل ولایزال خدا کے وجود اور اس کے نامحدود علم و قدرت اور نبوت عامہ اور خاصہ کی عقلی ضرورت مسلم ہو جانے کے بعد تمدنی نقطۂ نظر سے تمام شرائع سابقہ دو ہی اصول کے ماتحت نظر آتے ہیں اور جو تعلیم حکمت و ناموس کی ان دونوں کے علاوہ ہو وہ قابل توجہ عقلاء نہیں ہے، (۱) نظام عدل (۲) نظام حب۔ چنانچہ شریعت موسوی نظام عدل پر مبنی تھی اور شریعت عیسوی نظام حب پر، ہم ان دونوں اصولوں میں ان دونوں حضرات کو انبیاء برحق ماننے کے بعد اُن کانون کا لحاظ کرتے ہوئے کسی محاکمہ کے اہل نہیں ہیں کیونکہ ہمارے اعتقاد میں دونوں شریعتیں اپنے اپنے زمانوں میں واجب الاتباع تھیں اور اُس زمانہ کے مصالح علم الٰہی میں ایسے ہی احکام کے مقتضی تھے ہم تو صرف یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ یہ دونوں شریعتیں یا انہیں سے ایک اپنے اپنے زمانوں کے بعد سے آجتک اور آج سے قیامت تک عالم انسانیت میں کارآمد ہو سکتی ہے یا نہیں؟ ان شریعتوں کے معتقد تو اثبات ہی میں جواب دیں گے مگر کیا ہمارے نفسیات کا بغور مطالعہ کرنے والا بھی ایسا ہی کہہ سکتا ہے اور کیا عقلی معیار پر آج بھی اُن کو وہی درجہ دیا جا سکتا ہے جو اُن کے مخصوص زمانوں میں واجبی طور پر دیا جاتا تھا؟

ایک نجات کا راستہ ڈھونڈھنے والا مفروض شخص اپنے نفس کو حقوق الٰہی اور حقوق عباد دونوں میں مبتلا پاکر توریت مقدس میں نظام عدل کی خالص روشنی اور انجیل مبارک میں نظام حب کی واحد شعاع اور دونوں میں مستثنیات کا فقدان اور شریعت محمدی میں ان دونوں کی جامعیت کے کامل آثار نظام عدل کی تیز جھوٹ اور نظام حب کی دلدوز کرن اور عفو و درگزر کا اختیار یا قانون حب سے متجاوز ہو کر دادرسی کا استحقاق دیکھکر سہمی ہوئی آواز کے بعد ایک پرامید نعرہ لگا رہا ہے ذرا غور سے سنو تو کیا کہتا ہے،

میں نہایت مضطرب ہوں،

میں بہت بے چین ہوں، سخت حیران ہوں میری روح کو سکون نہیں، اطمینان نہیں، کیونکہ میں

گناہگار ہوں، مینے خطا کی ہے میں معصیت کا رہوں میں حقوق خدا کے علاوہ حقوق عباد میں بھی مبتلا ہوں مینے بندگان خدا پر ظلم کیا ہے اور جان بوجھ کر کیا ہے اور میں اسپر مصر بھی رہا ہوں مجھے اُس سے انکار نہیں، میں اُنھیں ترقی کا ارادہ رکھتا تھا میر النفس اس معاملہ میں سرکش تھا، اختیار سے باہر تھا، میں سر سے پاؤں تک ندامت میں ڈوبا ہوا ہوں، میرا ضمیر خطا کا معترف ہے، میں نہیں کہہ سکتا کہ میرے دونوں گناہوں کا ایک ہی وزن ہے میں یہ بھی نہیں بتا سکتا کہ دو مختلف جرائم کی سزا بھی مجھے ایک ہی ملے گی یا دو؟

مجھے کون بچائے گا؟

کیا ست اول توریت میری پیاس بجھا سکتی ہے؛ میرا دل نرم ہے: میں خطا کا اقبال کر رہا ہوں، مجھے اپنے کرتوت کی نجاست کا یقین ہے میں نہایت نادم ہوں نہایت شرمندہ ہوں میرا سر جھکا جاتا ہے میری نظر اونچی نہیں ہو سکتی میں خدا کے سامنے گڑگڑانے اور اُن مظلوموں سے جنپر میرے ظلم کے پہاڑ ٹوٹے ہیں معافی مانگنے کو تیار ہوں، مگر میری کوئی سماعت نہیں ہوتی، توریت مجھے نا امیدی کے کنارہ چھوڑ کر ان الفاظ سے جھڑکتی ہے، یہ الفاظ اپنے اطلاق میں بے پناہ ہیں، بے استثنا ہیں ظالم کو معافی مانگنے اور مظلوم کو معافی دینے کا حق نہیں)

آنکھ کے بدلہ آنکھ، دانت کے بدلہ دانت، ہاتھ کے بدلہ ہاتھ، پاؤں کے بدلہ پاؤں جلانے کے بدلہ جلانا زخم کے بدلہ زخم چوٹ کے بدلہ چوٹ توریت خروج آیت ۲۴ تا ۲۵ ص ۷۴ (مترجم)

اچھا اب میں انجیل کے دامن میں پناہ ڈھونڈونگا کیا انجیل مجھے نجات دلا سکتی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں، انجیل میں میرے مرض کا کوئی علاج نہیں، مجھ سے عمداً گناہ ہوا، میں اُس کی تائید سے کبھی خاموش نہیں رہا میر النفس کثیف ہو چکا ہے مگر انجیل کے فتراک میں کوئی ایسا تیر تدبیر نہیں جس سے میرے تمرد و سرکشی کا کام تمام ہو کر آئندہ کی سب برائیوں کا سد باب ہو جائے میرا دل میلا ہو چکا ہے اس لیئے میں انجیل کے ان الفاظ سے اپنی حقیقی سعادت کے خلاف فائدہ اُٹھاتا ہوں کیونکہ انجیل مظلوم کو دفع و داد خواہی کی اجازت نہیں دیتی،

تم نے سنا ہے کہ کہا گیا ہے آنکھ کے بدلہ آنکھ اور دانت کے بدلہ دانت پر میں کہتا ہوں کہ ظالم سے مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اُس کی طرف پھیر دے اور اگر کوئی چاہے کہ تجھپر نالش کرے اور تیری قبا لے لے کرتہ بھی اسے لے لینے دے اور جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار لے جائے اُس کے ساتھ دو کوس چلا جا

(انجیل متی پ آیت ۸ تا ۴۲) مطبوع ولیم ہاؤس لندن)
زمین کے رہنے والو آسمان کے باشندو!

(۱) میں سخت بدنصیب ہوں میں پناہ مانگتا ہوں توبہ کرتا ہوں مگر توریت کے آئین میرے جوڑ بند علیحدہ کردیں گے،

(۲) میں گناہ کے لیے بڑھ رہا ہوں میرے ہر رفتار میں فتنہ و فساد کی نشونما ہو رہی ہے ابھی میرا ارادہ ہے کہ اُس سے زیادہ خرابیاں پیدا کرکے رہوں انجیل مجھے روکتی نہیں میری جرأت و جسارت میں زیادتی ہو رہی ہے،

تو پھر اب میں کیونکر بچ سکتا ہوں؟

توریت و انجیل سے تو میری پیاس بجھی بلکہ ناامیدی و یاس کا پانی میرے سر سے بہت اونچا ہوگیا اور کوئی صورت نجات کی نظر نہ آئی مگر میں ہمت نہ ہاروں گا اور زندگی کے آخری لمحہ بھی کسی مرض شناس طبیب کی تلاش میں صرف کردوں گا اچھا اب میں قرآن مجید کیطرف رجوع کرتا ہوں اور اس مقدس کتاب کی آیات اپنی تسکین کے لیے تلاوت کرکے دیکھتا ہوں کہ وہ کونسا نسخہ میرے مرض کیلئے تجویز کرتا ہے،

وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص فمن تصدق بہ فھو کفارۃ لہ (المائدہ پ ت ۴۵)

اور جیب کردیا تھا ہمنے اُنپر اُس (توریت) میں کہ جان کے بدلہ جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلہ ناک اور کان کے بدلہ کان اور دانت کے بدلہ دانت اور زخموں کا بھی (برابر) قصاص ہے پھر جو مظلوم ظالم کی خطا معاف کردے تو وہ اُس کے گناہوں کا کفارہ ہو

یاایھا الذین امنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی فمن عفی لہ من اخیہ شیء فاتباع بالمعروف واداء الیہ باحسان (البقرہ پ ت ۱۷۷)

اے گروہ مومنین تمپر مقتولوں کے بارے میں قصاص واجب کردیا گیا آزاد کے بدلہ آزاد غلام کے بدلہ غلام عورت کے بدلہ عورت مگر جس شخص کو اُس کے بھائی کی طرف سے کچھ معاف کردیا جائے تو اُسے بھی اُسکے ساتھ نیکی کرنا اور بحسن و خوبی خون بہا ادا کردینا چاہیے،

معلوم ہوا کہ قرآن مجید میں بنابر نظام عدل کے قصاص کا حکم موجود ہے اور بنابر نظام حب کے ظالم و قاتل کو معافی مانگنے اور مظلوم و مقتول اور اُسکے ورثا کو معافی دینے کا بھی اختیار ہے اور اس لیے یہ

کتاب دونوں نظاموں کی جامع اور بہترین طریق نجات ہے اور یہ شریعت کامل شریعت ہے،

اس اجمال کی مجمل تشریح

یہ مطلب ہمارے نبی عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے جانشین امیر المومنین علیہ السلام کے وصایا اور آپکے آخری کلمات میں تشریح کے ساتھ بیان کیا گیا ہے آپ ارشاد فرماتے ہیں:۔

احمل نفسک من اخیک عند شدتہ علی اللین وعند جرمہ علی العذر حتی کانک لہ عبد وکانہ ذو نعمۃ علیک و ایاک ان تضع ذلک فی غیر موضعہ او ان تفعلہ بغیر اھلہ (نہج البلاغہ مع ترجمہ ص ۲۲۹)

اپنے نفس کو اپنے بھائی کی طرف سے اسکی شدت کے وقت نرمی پر اور اس کے جرم کے وقت عذر پر اس طرح آمادہ رکھو کہ گویا تو اسکا بندہ ہے اور گویا کہ وہ تیرا محسن ہے مگر خبردار یہ بات بے موقع اور یہ سلوک نا اہل کے ساتھ نہ ہو،

حق یہ ہے کہ علی نے دونوں طرح کے نمونہ عملی صورت میں چھوڑے زندگی میں بیکر موتی کے قصور معاف کر دیئے اور وقت انتقال یہ وصیتیں فرمائیں،

وصیتی لکم ان لا تشرکوا باللہ شیئا ومحمد فلا تضیعوا سنتہ اقیموا ھذین العمودین وخلاکم ذم انا بالامس صاحبکم والیوم عبرۃ لکم وغدا مفارقکم ان ابق فانا ولی دمی وان افن فالفناء معادی ...... واللہ ما فجئنی من الموت وارد کرھتہ ولا طالع انکرتہ وما کنت الا کقارب ورد او طالب وجد وما عند اللہ خیر للابرار ط

میری وصیت تم سے یہ ہے کہ خدا کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کرو اور سنت محمدی کو ضائع نہ کرو ان دونوں ستونوں کو اس طرح مستحکم کرو کہ مذمت سے چھٹکارا پا لیا کل تک تمھارا مصاحب تھا اور آج تمھارے لیے عبرت ہوں اور کل تم سے جدا ہو جاؤں گا اگر میں بچ گیا، تو میں خود اپنے خون کا مختار ہوں (عفو وقصاص کا اختیار رکھتا ہوں) اور اگر مر گیا تو فنا میرا مرجع ہے .... خدا کی قسم مجھے ناگہانی موت نہیں آئی جو مجھے ناگوار ہو اور میں اسے پہچانتا نہ ہوں میری مثال بعینہ اُس شخص کی ہے جو کنوئیں کے قریب ہو اور اُس طالب کی ہے جو مطلوب کو پا جائے اور جو کچھ خدا کے پاس ہے وہ ابرار کے لیے بہتر ہے،

انظروا اذا انا مت من ضربتہ ھذہ فاضربوہ ضربۃ بضربۃ ولا یمثل بالرجل فانی سمعت رسول اللہ یقول ایاکم والمثلۃ ولو بالکلب العقور (نہج البلاغہ ص ۱۱)

دیکھو خبردار اگر میں اس ضربت سے مر جاؤں تو تم لوگ ایک ضربت کے بدلہ ایک ضربت لگانا اور اس شخص کو مثلہ نہ کرنا کیونکہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا ہے کہ باؤلے کتے کو بھی مثلہ نہ کرو

(سید مجتبیٰ حسن موسوی)

تاریخ مظالم نجد کا ایک خونچکاں ورق

نجدیوں کی اسلام سے دیرینہ عداوت

گذشتہ چند سال کے واقعات نے مسلمانوں کے دل میں کچھ ایسے جذبات ودیعت کر دیے ہیں کہ ادھر "نجد" کا نام لیا گیا اور سینہ کے اندر خاص تلاطم انگیز تاثرات کا پیدا ہو جانا لازمی ہے، شوال کا مہینہ جس میں مظالم نجد کا دور اپنے سال کو ختم کر کے نئے سال میں قدم رکھتا ہے با حمیت ارباب ایمان کے لیے ایک پیغام مصیبت بنکر آتا ہے اور محرم کا پیش خیمہ قرار پاتا ہے جس میں بیکس و بے دست و پا مصیبت زدہ اپنی ناکامیوں پر بیٹھکر چند آنسو بہا لیتے ہیں یوں تو نجد کے کارنامۂ عمل سے کس کا دل ہے جو مجروح نہو اور کون ہے جو ان تاثرات کا گھائل ہوتے ہوئے اُسنے ناواقف ہو لیکن تاریخی تتبع سے جن حقائق کا انکشاف ہوتا ہے وہ ایک حد تک پردہ میں ہیں اور اگر دنیائے کتب کی سیر کی جائے تو اس سرزمین کے ماضی پر ایک عبرت خیز اطلاع حاصل ہوتی ہے.

کون کہ سکتا ہے کہ افراد بشر کی طبایع و اخلاق میں کسی زمین کی آب و ہوا تاثیر نہیں کرتی لیکن تجربہ شاہد ہے کہ خیر و شر اور ایمان و کفر یا عدل و ظلم میں بھی زمینوں کی تاثیر کافی حصہ رکھتی ہے، جس طرح معادن میں کوئی خاک اپنے آغوش میں یاقوت و زمرد کی تربیت کرتی ہے اور کسی گوشہ میں سوائے بے آب پتھروں اور سنگریزوں کے کچھ پیدا کرنیکی صلاحیت نہیں ہوتی اوسی طرح افراد بشر میں زمین کا اختلاف بڑے تغیرات کو رونما کر دیتا ہے اور شاید الناس معادن کمعادن الذهب والفضة میں اس نکتہ کی طرف بھی اشارہ مضمر ہو،

اس وقت ہم نے قصد کیا ہے کہ نجد کی قدیم تاریخ پر نظر کرتے ہوئے اُن فتنہ خیز واقعات کی ایک مختصر فہرست لکھیں جو اس خطۂ زمین سے رونما ہوئے اور جس کے ضمن میں اسلام کے ساتھ نجدیوں کی دیرینہ عداوت کا پورے طور پر انکشاف ہوگا،

نجد کا جغرافیہ اور رسول کا ارشاد

نجد کے معنی لغت میں بلند حصۂ زمین کے ہیں اور چونکہ حجاز اپنے شرق و غرب میں دو قسم کی متخالف زمینوں میں گھرا ہوا ہے ایک بہت زیادہ نشیب اور دوسری ایک حد تک بلند اسلیئے اول الذکر حصہ زمین کا نام تہامہ اور دوسرے کا نام نجد ہوا اور حجاز ان دونوں کے درمیانی حصہ کا نام ہے اور اسی وجہ سے اسکا نام حجاز ہوا کہ وہ تہامہ و نجد کے درمیان میں حاجز یعنی حائل ہے، نجد اپنے حدود کی حیثیت سے پانچ ملکوں میں گھرا ہوا ہے

تہامہ یمن، عراق، شام، حجاز اور یہ حجاز کے شرقی جانب میں واقع ہے چنانچہ علامہ ابن آلوسی بغدادی نے تاریخ نجد میں لکھا ہے کہ:۔

نجد قطعۃ عظیمۃ من جزیرۃ العرب تحد	نجد ایک بہت بڑا حصہ زمین کا ہے جسکے شمالی حدود
شمالا ببر الشام و شرقا بعراق العرب الاحساء و جنوبا	میں سرزمین شام اور شرقی پہلو میں عراق عرب و احسا
بالاحقاف والیمامۃ و غربا بالحجاز	اور جنوب میں احقاف و یمامہ اور مغربی سمت حجاز ہے،

اگرچہ یمامہ کو نجد کے چوحدی میں ذکر کرنا غلطی سے خالی نہیں کیونکہ یمامہ خود نجد میں ہے جیساکہ ہم آئندہ ثابت کردینگے لیکن یہ امر ظاہر ہے کہ جب نجد کے مغربی سمت حجاز ہے تو اگر حجاز کی جانب سے نظر کیجائے نجد اسکے مشرق میں واقع ہوگا،،

قاموس الامکنۃ والبقاع میں اسکی تصریح کرتے ہوئے صاف لکھا ہے کہ بلاد نجد ھی الواقعۃ شرقی بلاد الحجاز یعنی بلاد نجد وہ ہیں جو حجاز کے مشرقی جانب میں واقع ہیں، اور اس کے بعد ان اخبار کے مفہوم سے بالکل پردہ ہٹ جاتا ہے جن میں مشرق کے متعلق طرح طرح کی پیشین گوئیاں کی گئی ہیں غلظ القلوب الجفاء فی المشرق (صحیح مسلم) الفتنۃ ھھنا من حیث یطلع قرن الشمس (صحیح بخاری) یخرج ناس من قبل المشرق یقرأون القرآن لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ (خلاصۃ الکلام سید زینی دحلان شافعی مفتی مکۂ معظمہ)

سخت دلی اور ظلم وستم مشرق میں ہے، فتنہ یہیں سے اُٹھیگا جدہر سے آفتاب کی روشنی پھیلتی ہے مشرق سے ایک گروہ ایسا ظاہر ہوگا جو قرآن تو پڑھتا ہوگا لیکن اُسکے گلے کے نیچے نہیں اترتا ہوگا، وہ اسلام سے اس طرح نکلجائینگے جس طرح کمان سے تیر نکلتا ہے، اور بعض اخبار میں نام لیکر اس ابہام کو دور کردیا گیا ہے اور جب صحابہ نے نجد کے لیئے دعا کی خواہش کی تو حضرت نے فرمایا ھناک الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان وہاں زلزلہ و فتنہ برانگیختہ ہونگے اور وہیں سے شیطان کا غلبہ ہوگا (صحیح بخاری) چنانچہ تاریخیں گذشتہ واقعات کو محفوظ کیے ہوئے رسولؐ کے قول کی تصدیق کررہی ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ نجد ہمیشہ فتنۂ و فساد کا گہوارہ بنا رہا،

نجد کے قدیم باشندے اسلام کے چند سو سال پہلے نجد قبیلہ طسم و جدیس کے افراد الموک کا مسکن رہا کیا اور یمامہ میں جو نجد کا صدر مقام ہے انکا پایہ تخت تھا اس دوران میں عارضی طور پر بنی ہمدان بن حمیر نے بھی قبضہ کرلیا لیکن بعد کو پھر طسم و جدیس نے غلبہ حاصل کرلیا اور یمامہ پر قابض ہوگئے،

طسم و جدیس عاد و ثمود کی طرح قبائل بائدہ میں سے ہیں، آخری زمانہ میں جنگ و جدال و معاصی

الٰہیہ نے اُن کی تباہی کے اسباب مہیا کیے اور بالآخر صفحۂ وجود سے حرف غلط کی طرح محو کر دیے گئے جدیس کے بعض سلاطین کا شرمناک طرز عمل تاریخی اوراق میں محفوظ ہے کہ اُس کا حکم تھا جو شادی ہو عروس شب اول اُسکے یہاں لائی جائے آخر ایک غیرت مند لڑکی نے اپنی شادی کے دوسرے روز کوچہ و بازار میں اپنے قوم وقبیلہ کو اشعار کے ذریعہ سے غیرت دلائی، لا احد اذل من جدیس اھکذا یفعل بالعروس یہی اشعار تھے جسکا نتیجہ انقلاب سلطنت کی صورت میں ظاہر ہوا، یہ واقعات تاریخ ابن خلدون میں تفصیل سے موجود ہیں طسم وجدیس کے بعد نجد میں بنی حنیفہ کا غلبہ ہوا جسکے بعض تفاصیل آئندہ ہدیۂ ناظرین ہونگے

صدر اسلام میں نجدیوں کا وحشتناک سلوک رسالتمآب جب مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے اور آپ کی نبوت ورسالت کا شہرہ دور دور پہونچنے لگا تو نجد کے رہنے والوں سے ایک شخص ابوالبراء عامر بن مالک بن جعفر ملاعب الاسنہ حضرت کی خدمت میں آیا اور اظہار اسلام کے بعد عرض کی کہ اگر آپ اپنے اصحاب میں سے کچھ اشخاص کو نجد روانہ کریں اور وہ اسلام کی طرف دعوت دیں تو میں امید کرتا ہوں کہ وہ لوگ آپ کی آواز پر لبیک کہینگے، حضرت نے فرمایا میں اہل نجد کی شرارت سے ڈرتا ہوں، اُس نے کہا کہ میں اُنکی جان کا ضامن ہوں، غرض پوری طرح عہد ومیثاق لے کر حضرت نے چالیس شخصوں کو اپنے اصحاب میں سے اُسکے ساتھ روانہ کیا جنھوں نے جاکر بیر معونہ ایک کنویں کے پاس قیام کیا اور ایک خط عامر بن طفیل سردار نجد کے نام لکھکر ایک شخص کے ہاتھ بھیجا عامر نے خط کھولکر پڑھا بھی نہ تھا کہ قاصد کے قتل کا حکم دیدیا اور اہل نجد کو معلوم ہوتا تھا کہ وہ ان مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور ان سب کو قتل کر ڈالا، ارباب تاریخ اس واقعہ کو جنگ بیر معونہ سے تعبیر کرتے ہیں (ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام وغیرہ)

اس واقعہ سے اہل نجد کی وحشیت وبربریت اور خلاف انسانیت تعصب کا پوری طرح اندازہ ہوتا ہے

دعوت اسلام اور اہل نجد سیرت ابن ہشام میں ہے کہ جب رسالتمآب نے تمام قبائل عرب کے سامنے اسلام کی دعوت کو پیش کیا جسکے ضمن میں آپ بنی حنیفہ (اہل نجد) کے جائے قیام پر خود تشریف لے گئے اور انکو اسلام کی دعوت دی لیکن جس بری طرح نجد نے آپکے دعوت کو رد کیا اُسکی نظیر کسی دوسرے قبیلہ میں نہیں مل سکتی،

نجد میں جھوٹے مدعیان نبوت کی کثرت جناب رسالتمآب کے آخر عمر ہی سے غلط بیان اور دروغ گو مدعیان نبوت کی ابتدا ہوگئی تھی لیکن تاریخ کی روشنی میں ڈھونڈھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام عرب میں ایک اسود عنسی تھا جو یمن میں ظاہر ہوا اور چونکہ یمن کی خاک اپنے اندر ایمانی جوہر کو رکھتی تھی اور ان لوگوں کے طبایع ضلالت وگمراہی سے فطرۃً دور تھے لہذا چند ہی روز میں وہ فتنہ خود بخود

ہوگیا، ابن اثیر نے لکھا ہے کہ اسود عنسی نے حجۃ الوداع کے بعد ادعاے نبوت کیا اور حضرت کی زندگی ہی میں قتل کردیا گیا لیکن نجد میں ایک ہی ساتھ تین شخصوں نے ادعاے نبوت کیا مسیلمہ اور طلیحہ اور سجاح اور مسلمانوں کو اُنکے ہاتھوں جن تکالیف کا سامنا کرنا پڑا اسکا تاریخ کے مطالعہ سے اندازہ ہوسکتا ہے،

مسیلمۂ کذاب کا فتنہ امام الحرمین سید زینی دحلان مفتی مکۂ معظمہ نے اپنی کتاب فتوحات اسلامیہ میں لکھا ہے کہ مسیلمہ بنی حنیفہ کے ایک گروہ کے ساتھ جناب رسالتمآب کی خدمت میں آکر اسلام لایا اور خواہش کی کہ آپ اپنی وفات کے بعد حکومت میرے لیے قرار دیں، حضرت نے انکار فرمایا جس کو دل میں لیکر وہ اپنے شہر یمامہ میں واپس چلا گیا اور وہاں ادعاے نبوت کردیا وہ ظاہر کرتا تھا کہ میں محمدؐ کے ساتھ نبوت میں شریک قرار دیا گیا ہوں، تمام قبیلہ بنی حنیفہ نے اُسکا اتباع کیا،

ابن خلدون نے لکھا ہے کہ بنو حنیفہ یمامہ کے رہنے والے قبائل تھے، یاقوت حموی نے معجم البلدان میں یمامہ کے متعلق لکھا ہے معدودۃ من بلاد نجد یعنی یہ شہر بلاد نجد میں محسوب ہے، اور ابن آلوسی بغدادی نے جو مذہب وہابیہ کے ایک رکن ہیں تاریخ نجد میں لکھا ہے ومن نواحی نجد العارض وھو المسمی بوادی حنیفۃ و بالیمامۃ وکان مرکز امارۃ ابن سعود علی کافۃ نجد الحاضرۃ والبادیۃ (یعنی) نجد کے مقامات میں سے عارض ہے اور اسی کا نام وادی حنیفہ اور یمامہ ہے اور یہ تمام نجد میں حکومت ابن سعود کا مرکز رہا کیا ہے "

جناب رسالتمآبؐ کی وفات کے بعد جب حکومت کے معاملات میں ایک حد تک یکسوئی ہوگئی تو حضرت ابوبکر کے حکم سے خالد بن ولید کی قیادت میں ایک لشکر روانہ کیا گیا جس نے اہل نجد سے مقابلہ کیا، یمامہ کی جنگ اسلامی تاریخ میں مشہور واقعہ ہے، مسلمانوں کا لشکر ۱۳ ہزار اور نجدیوں کی تعداد ۴۰ ہزار تھی آخر سخت معرکہ آرائی کے بعد اہل اسلام کو غلبہ حاصل ہوا اور مسیلمہ قتل ہوا، اس لڑائی میں بہت سے مشہور مہاجرین وانصار کام آئے تنہا صحابہ رسولؐ میں سے چھ سو ساٹھ بزرگ اور دیگر مسلمانوں میں سے چھ سو آدمی شہید ہوے، یہ سنہ بارہ ہجری کا واقعہ ہے (دیکھو تاریخ خمیس وغیرہ)

اہل نجد اور مذہب خوارج تیسرا فتنہ جو نجد ہی کا تربیت یافتہ ہے فتنۂ خوارج ہے جنگ صفین میں جو فرقہ امیر المومنینؑ کے مخالف ہوگیا اور تمام مسلمانوں کو کافر و مشرک سمجھتے ہوے اُنکے قتل و غارت میں مصروف ہوگیا اور آخر جنگ نہروان میں امیر المومنینؑ کی تلوار سے قتل ہوا اُس میں اگر غائر نظر سے تجسس کیا جاے تو اکثر فرد ہیں اہل نجد ہی میں سے دکھائی دینگے، ہم نے اپنے رسالہ "کشف النقاب عن عقائد ابن عبد الوہاب" میں اس کو تفصیل سے لکھا ہے

لیکن اس موقع پر جناب رسالتمآبؐ کی ایک بصیرت افروز حدیث سے اس مطلب پر روشنی ڈالنا کافی سمجھتے ہیں، علامہ مجلسی رہ نے بحار میں ابوسعید خدری سے روایت کی ہے،

بعث علیؑ وهو باليمن الى النبيؐ بذهيبة في تربتها فقسمها بين اربعة الاقرع بن حابس وعيينة بن بدر الفزاري وعلقمة بن علاثة العامري وزيد بن الخيل الطائي فتغضبت قريش والانصار فقالوا يعطيه صناديد اهل نجد ويدعنا فقال انما اتالفهم فاقبل رجل غائر العينين ناتي الجبينين كث اللحية مشرف الوجنتين محلوق الراس فقال يا محمد اتق الله قال فمن يطيع الله اذا عصيته فيأمنني على اهل الارض ولا تامنوني فسأل رجل من القوم قتله اراه خالد بن الوليد فمنعه فلما ولى قال ان من ضئضئ هذا قوم يقرؤن القرآن لا يجاوز حناجرهم يمرقون من الاسلام مروق السهم من الرمية يقتلون اهل الاسلام ويدعون اهل الاوثان ان ادركتهم لاقتلنهم قتل عاد

امیرالمومنین نے جناب رسالتمآبؐ کی خدمت میں ایک مقدار طلائے خالص کی روانہ کی حضرت نے چار آدمیوں کے درمیان میں اُس کو تقسیم کر دیا اقرع بن حابس و عیینہ بن زید فرازی و علقمہ بن علاثہ عامری و زید بن خیل طائی قریش و انصار رنجیدہ ہوئے اور کہا کہ نجد کے بڑے بڑے آدمیوں کو دیا جاتا ہے اور ہم محروم ہیں حضرت نے فرمایا کہ میں انکی تالیف قلب کرتا ہوں اسی اثنا میں ایک شخص حلقوں دار آنکھوں ابھری ہوئی کنپٹیوں گھنی ڈاڑھی منڈے ہوئے سر والا آیا اور کہا کہ اے محمد خدا سے ڈرو حضرت نے فرمایا اگر میں خدا کی معصیت کروں تو مطیع اُس کا کون ہے، خدا نے تو تمام عالم پر مجھ کو امین کیا ہے اور تم لوگ مجھ پر اطمینان نہیں رکھتے اصحاب میں سے کسی شخص نے جو ظاہرا خالد بن ولید تھے اُسکے قتل کی اجازت چاہی حضرت نے منع کیا اور جب وہ شخص چلا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اسکے قبیلہ سے کچھ لوگ ہونگے جو قرآن پڑھینگے اس طرح کہ اُنکے گلوں کے نیچے نہ اتریگا اور اسلام سے اس طرح نکل جائینگے جیسے کمان سے تیر نکلتا ہے، وہ مسلمانوں کو قتل کرینگے اور اہل اصنام سے تعرض نہ کرینگے، اگر میں اُنکو پاتا تو قبیلۂ عاد کی طرح قتل کرتا،

ایک دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص ذو الخویصرہ قبیلۂ بنی تمیم میں سے تھا، اس حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اہل نجد ہمیشہ سے اسلام کی عداوت رکھتے تھے جسکی وجہ سے تمام قبائل قریش سے زیادہ رسولؐ کو انکی تالیف قلب کی ضرورت تھی،

اسکے علاوہ ذو الخویصرہ تمیمی کے متعلق حضرت نے فرمایا ہے کہ اسکے قبیلہ سے وہ گروہ ہوگا جو عبادت میں ممتاز ہوگا لیکن مسلمانوں کے قتل میں دریغ نہ کریگا اس قسم کے احادیث سب خوارج سے تعلق رکھتے ہیں وہاں اوصاف کو اگر وہابی گروہ پر منطبق کیا جائے تو ایک سر مو فرق نہ نکلیگا،

ذو الخویصرہ کا قبیلہ بنی تمیم نجد کے مشہور قبائل میں سے ہے اور خوارج نہروان کا سپہ سالار شبث بن ربعی قبیلہ بنی تمیم سے تھا اور خروج بصرہ کا رئیس مسعر بن فدکی بھی تمیمی تھا اور اسکے بعد اگر نظر تتبع کو ذرا وسعت دو تو معلوم ہوگا کہ ابن عبد الوہاب نجدی بھی تمیمی تھا اس کا سلسلۂ نسب اس طرح ہے محمد بن عبد الوہاب بن سلیمان بن علی بن محمد بن احمد بن راشد بن برید بن مشرف بن عمر بن بعضاد بن ریس بن زاخر بن محمد بن علی بن وہیب التمیمی ، اسکے علاوہ خوارج نہروان کے سرداروں میں زرعہ بن برج طائی تھا اور اجا و سلمیٰ جو طئے کے دو نو پہاڑ ہیں وہ نجد کی سرزمین پر ہیں،

نجد سے فرقہ اباضیہ کا ظہور اباضیہ گروہ فرقہ خوارج کی ایک شاخ ہے، عمان و مسقط میں اس مذہب کی پوری مرکزیت حاصل ہے اور زنگبار میں اس فرقہ کے افراد کثرت سے موجود ہیں، سال گذشتہ سفر زنجبار میں ہم نے اس فرقہ کے متعلق اپنی ناچیز معلومات کو اجمالی طور پر لکھا ہے، انکا مورث اعلیٰ عبد اللہ بن اباض بھی نجد کا پروردہ تھا اباض بضم ہمزہ جو یمامہ کے صوبہ عرض کا ایک گاؤں ہے وہیں سے یہ شخص پیدا ہوا تھا اور اسی مناسبت سے اس فرقہ کو اباضیہ کہا جاتا ہے اس شخص کے خروج کا واقعہ عبد الملک بن مروان کے دور حکومت سے تعلق رکھتا ہے۔

نجد سے پانچواں فتنہ دوسری صدی ہجری کے واقعات میں سے نجدہ بن عامر کا خروج ہے، ابن اثیر نے کامل التواریخ میں لکھا ہے کہ یہ شخص عجیب و غریب عقائد رکھتا تھا اور اپنے تئیں امیر المومنین کہلواتا تھا، شہرستانی نے ملل و نحل میں فرقہ نجدات عاذریہ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ یہ لوگ نجدہ بن عامر حنفی کے اتباع ہیں (حنفی امام ابو حنیفہ کی طرف نسبت نہیں بلکہ بنی حنیفہ کی طرف ہے جو نجد کا مشہور قبیلہ ہے) یہ شخص یمامہ میں ظاہر ہوا تھا اور علامہ ابن ابی الحدید کی تحریر کے موافق یمامہ نجد میں اس کو پوری طاقت حاصل ہوگئی تھی، یہاں تک کہ یمن و طائف و عمان و بحرین و وادی تمیم و عامر ان تمام مقامات پر قبضہ کر لیا تھا،

چھٹا فتنہ نافع بن ازرق خارجی یہ شخص بھی بنی حنیفہ اہل نجد میں سے تھا اس کا عقیدہ یہ تھا کہ نجا دار الکفر ہے اور تمام مسلمان کافر و مشرک ہیں اور انکا ذبیحہ حرام ہے ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں اسکا تذکرہ کیا ہے،

یاقوت حموی نے معجم البلدان میں نقل کیا ہے کہ عبدالملک بن مروان کے دربار میں دس آدمی خوارج میں سے لائے گئے جن میں ۹ قتل ہو گئے دسواں شخص قتل کے لیئے لایا گیا تھا کہ بجلی چمکی اور اُس شخص کی زبان سے یہ اشعار نکلے،

تالق البرق نجد یا فقلت لہ ٭ یاایھا البرق انی عنک مشغول

(یعنی) نجد کی جانب سے بجلی چمکی تو میں نے کہا کہ اے برق تابندہ مجھ کو تیری طرف توجہ کا موقع نہیں

بذلۃ العقل حیران بمعتکف ٭ فی کفہ کحباب الماء مسلول

اسیری کی ذلت میں سرگشتہ و حیران اس حالت میں ہوں کہ سر پر پانی کی لہروں کی سی تلوار کھنچی ہوئی ہے عبدالملک نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تجھ کو اپنا وطن یاد آیا ہے، اُس نے کہا کہ بے شک ایسا ہی ہے، عبدالملک نے اُس کو رہا کر دیا، درحقیقت خوارج کے افراد کا بیشتر تعلق نجد کی سرزمین سے ہے

زمین نجد سے قرامطہ کا خروج چوتھی صدی ہجری میں راضی باللہ ابو العباس محمد بن مقتدر عباسی کا زمانہ تھا کہ نجد سے قرامطہ نے خروج کیا اور تمام بلاد میں فتنہ و فساد برپا کر دیا، مکۂ معظمہ پر قبضہ کر کے مسلمانوں کے کفر کا فتوی دیا اور اُنکے ساتھ مشرکین کا سا برتاؤ کیا، اونکے واقعات پر اگر نظر کیجائے تو بہت کچھ وہابی گروہ سے ملتے جلتے ہیں، وہ بھی مسلمانوں کو بیدین سمجھتے تھے اور قتل انکا واجب جانتے تھے، قرامطہ کے فتنہ نے سرزمین عرب میں پوری اہمیت حاصل کر لی تھی جسکی وجہ سے مختلف ممالک اسلامیہ سے حج موقوف کر دیا گیا تھا بغداد کے علما نے فتوی دیا کہ کوئی شخص حج کو نہ جائے چنانچہ ۳۱۷ھ سے ۳۲۲ھ تک پانچ سال حج ملتوی رہا (تاریخ الخلفاء وعینی شرح کنز الدقائق) بلکہ بعض علمائے اہلسنت نے فتوی دیا تھا کہ حج بیس سال سے فرض نہیں ہے جس سے اس فتنہ کی طول مدت کا پتہ ملتا ہے (فتاوی قاضی خاں)

اس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ یہ فتنہ بھی نجد ہی کی آب و ہوا کا تربیت یافتہ تھا، قاموس الامکنۃ والبقاع میں زمین نجد کا تذکرہ کرتے ہوے لکھا ہے ھی قسمان نجد الحجاز و نجد العارض وقد خرج منہا القرامطۃ ومسیلمۃ الکذاب والوھابیون نجد دو حصوں پر منقسم ہے نجد الحجاز اور نجد العارض اور انھیں بلاد نجد سے قرامطہ نے خروج کیا اور مسیلمہ کذاب نمودار ہوا اور یہیں سے وہابی فرقہ کا ظہور ہوا ہے اس کے بعد کوئی شبہہ باقی نہیں رہ سکتا،

وہابی فرقہ کی ابتدائی نشوونما یہی نجد کی سرزمین ہے جس سے بارھویں صدی کے ختم ہوتے ہوتے فتنۂ وہابیہ کا ظہور ہوا اور محمد بن عبدالوہاب نجدی نے خیالات و عقائد کے لیئے اس وحشی د

دجہالت جیز وفتنہ پرور زمین سے زیادہ کوئی جگہ مناسب مل بھی نہیں سکتی تھی اس ملک کے سابقہ روایات خود اس تحریک کی کامیابی کے کافی ضامن تھے، چنانچہ محمد بن سعود سردار قبیلہ عنیزہ کی قیادت میں یہ فتنہ پوری طرح اطراف نجد پر مستولی ہوگیا اور آخر دہ نتائج برآمد ہوئی جنھوں نے انسانیت کے دامن پر ہمیشہ کے لیے دھبا لگا دیا،

ابن عبدالوہاب کے خیالات و تعلیمات میں تشدد، نارواداری، ظلم و ستم، بیجا تعصب کے دفعات خصوصیت کے ساتھ قرار دیے گئے ہیں جن کو اسلامی شریعت اور دعوت اسلام کے پردہ میں دنیا کے سامنے لایا گیا تھا اور اپنے اغراض نفسانیہ کی حصول کے لیئے اسلامی روایات کو پوری طرح پامال کیا گیا تھا،

اس فرقہ کی ابتدائی نشو نما ۱۱۶۰ھ میں ہوی ہے اور جب سے اس نے عالم وجود میں قدم رکھا مسلمانوں کی خونریزی اُسکا اہم ترین فریضہ رہا کیونکہ محمد بن سعود نے ابن عبدالوہاب کی بیعت اسی شرط پر کی تھی کہ وہ اُسکے مخالفین کے قتل میں کوئی دریغ نہ کریگا جسکا نام جہاد فی سبیل اللہ رکھا گیا تھا، (دیکھو تاریخ نجد ابن آلوسی بغدادی)

پھر جس مذہب کی بنیاد مسلمانوں کی خونریزی پر قرار دی گئی ہو اُس سے کیا رواداری کی توقع ہوسکتی ہے، چنانچہ وہی ہوا کہ اسکے قدم نجد میں جمنا تھے کہ ملک عرب میں قتل و غارت کا بازار گرم ہوگیا اور سیکڑوں بے گناہ جانیں ان سفاک ظالموں کی خوں آشام تلواروں کی نذر ہوگئیں،

نجد میں پورے طور پر اثر قائم ہونیکے بعد دوسرے ممالک اسلامیہ کی طرف اُنکے دست حرص آز کا بڑھنا لازمی تھا چنانچہ کئی مرتبہ پوری طاقت کے ساتھ عراق پر حملہ کیا، ان حملوں کی فہرست اور مختصر تفصیل ہم گذشتہ سال کے ماہ شوال میں اخبار سرفراز لکھنؤ کے مقالہ میں درج کر چکے ہیں،

اسی دوران میں حرمین شریفین حفاظ رسول یعنے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ پر اُنکا قبضہ ہوگیا اور ۱۲۱۸ھ سے ۱۲۲۰ھ تک شریف غالب سے جنگ قائم رہنے کے بعد شریف حجاز ؑ انکے رحم و کرم پر چھوڑ کر خالی کر دینا پڑا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اِن گرگوں نے حرمین کی پوری بیحرمتی کی اور اُن بلاد مقدسہ کو دار الحرب قرار دیا، حجرۂ نبی کے خزانہ میں جتنا زر و جواہر اور مال و اسباب تھا سب لوٹ کر لشکر میں تقسیم کر دیا گیا، اُسکی تفصیل جبرتی نے تاریخ عجائب الآثار میں لکھی ہے باوجودیکہ یہ شخص وہابیوں سے حسن ظن رکھتا ہے اور اُنکے افعال کی تصدیق خوانی اُسکی کتاب کے اکثر مقامات پر نظر آتی ہے

اسی کے ساتھ مسلمانوں کو حج سے منع کر دیا گیا اور منادی نے مکہ میں اعلان کیا کہ انما المشرکون نجس

نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامہم ہٰذا جس کی وجہ سے ملک شام ٗمصر سے حج موقوف ہوگیا اور ۱۲۲۱ھ سے چند سال تک حجاج کو محروم رہنا پڑا ۱۳۴۳ھ میں ابن سعود نے حکم دیا کہ جتنے قبے مکہ معظمہ کے اندر جنۃ المعلیٰ میں ہیں سب گرا دیے جائیں چنانچہ جتنے مساجد و مشاہد مکہ معظمہ میں تھے وہ سب منہدم کردیے گیے، جنۃ المعلے کے تمام مقابر مولد نبی مولد ابوبکر قبۂ خدیجہ اور جہاں جہاں ائمہ و صالحین کے آثار تھے سب کو زمین کے برابر کردیا گیا اور یہ لوگ مشاہد و مقابر کے انہدام کے وقت باجے بجا بجا کر گاتے تھے اور اہل قبور کو سب و شتم کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ وہ معبود ہیں جنکی غیر خدا پرستش کیجاتی تھی (خلاصۃ الکلام علامہ زینی دحلان شافعی مفتی مکۂ معظمہ)

مدینہ منورہ کے قبور کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا لیکن اُس زمانہ میں مسلمانوں کے اندر احساس مذہبی کا فقدان نہ تھا اور سلاطین کے دلمیں حمیت و غیرت اسلام تھی مصر سے لشکر بھیجا گیا اور اُس نے حجاز کو وہابی اثرات سے بالکل صاف کردیا اور نجد کے بلاد کو تمام و برباد کرکے اس فرقہ کی پوری طرح سرکوبی کردی لیکن اسکے بعد رفتہ رفتہ پھر ان کو قوت حاصل ہونے لگی اور برابر فتنہ و فساد کی ریشہ دوانیوں میں مصروف رہے مگر حکومت ٹرکی کے رعب و ہیبت سے اُنکو سر اٹھانیکا موقع نہ تھا،

ماضی و حال میں تطابق عرب کا مقولہ ہے التاریخ یعید نفسہٗ تاریخ اپنے تئیں ہمیشہ دہرایا کرتی ہے، موجودہ زمانہ میں اسلام کو نجدی گروہ کے ہاتھوں جن مصائب کا مقابلہ کرنا پڑا یہ بھی اسی آغاز کا انجام ہے،

موجودہ چار سال کے واقعات جنھوں نے مسلمانوں کو داغدار بنا دیا ہے کسی تبصرہ کے محتاج نہیں، ہلال شوال خود ائمہ بقیع کا مرثیہ خواں اور اُسکی آٹھویں تاریخ اُن مشاہد مشرفہ کے لیے سوگ پوش ہے، اب شکوہ و شکایت اور مسلمانوں کی غیرت و حمیت کا مرثیہ پڑھنا بھی تقویم پارینہ ہوچکا ہے اور سلاطین اسلام کی ہمت و جوش مذہبی کی یاد دہانی بھی شغل بے کاری سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی،

جبکہ خود اسلامی ممالک سے شرعی روایات کو رخصت کیا جا رہا ہے اور داخلی انتظامات کے ذیل میں اسلامی خودداری کو پامال کرنیکا پورا سامان کردیا گیا ہے اس حالت میں سوائے اسکے کیا چارہ ہے کہ بارگاہ احدیت میں نصرت و تائید غیبی کے لیے دست دعا بلند کیے جائیں، شاید دمے از غیب برون آید و کارے بکند، اللّٰھم عجل فرج ولیک وابن ولیک وسھل مخرجہٗ

(علی نقی النقوی قبلہ از نجف اشرف)

برادران بلتستان توجہ فرمائیں

برادران! آپ خوب واقف ہیں کہ خطۂ بلتستان میں ان غیر مقلدین نے کسقدر زور باندھا ہے اور اپنے مذہب کی تبلیغ میں کسقدر مصروف ہیں، اہل حدیث کانفرنس اور دیگر انجمنوں کی امداد سے انھوں نے علاقۂ بلتستان کو گمراہ کرنا شروع کیا ہے، یہ آئندہ کے لیے بھی بڑی بڑی تیاری میں مصروف نظر آتے ہیں لہذا تمام شیعیان بلتستان کو متحدہ طریقہ پر لازم ہے کہ اسکے تدارک کا انتظام کریں اور قدمے درمے، سخنے میدان عمل میں گامزن ہوں، یہ وہ وقت نہیں ہے کہ ہمارے ہاتھ سے دین مذہب پر ضرب پڑ رہی ہو اور ہم تماشا دیکھیں، اگر آپ میں خدا و رسول کی محبت ہو اور ائمہ معصومین کی انقیاد ہے، تو اپنے مذہب کو ان دشمنان ائمہ کے ہاتھوں سے بچایئے اور آپ سب (شیعہ اور میرے نوربخشی برادران) ملکر نہایت اتفاق و اتحاد سے آگے بڑھیں، انشاء اللہ کامیابی ہو گی

برادران ہمارے ملک کی اس مصیبت کے وقت میں نہ ایران نے فائدہ پہونچایا نہ کربلا کے طلاب نے وہابیوں کا آکر مقابلہ کیا نہ نجف سے کوئی امداد ملی، بلکہ ہندوستان کے شیعہ مرکز نے ہماری تکلیف دینی کو محسوس کیا اور سیکڑوں کے خرچ سے اپنا مبلغ بلتستان میں بمقابلہ وہابی جماعت بھیجا، پس میرے بھائیوں یہ کام کسی ایک شخص کا نہیں، سب کا کام ہے، بہت جلد ایسے مبلغ اپنے میں پیدا کرنے کی کوشش کرو مدرسۃ الواعظین ایسے حضرات کو جگہ دینے کے لیے تیار ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ وہابیوں کے سد باب کا پورا پورا انتظام کرنے کو موجود ہے، مگر تاہم وہ بھی ایک دینی مذہبی شعبہ ہے اور آپ حضرات کی توجہ کا محتاج ہے، اگر آپ حضرات سال بھر میں بھی چار آنہ فی کس جمع کر کے بھیجدیں یا ایک دو سال کی رقم زکوٰۃ کار تبلیغ کے لیئے بھیجدیں تو آپ دیکھیے گا کہ یہ مدرسہ وہابیوں کو علاقہ بلتستان سے کسطرح کاغذ کی طرح اڑاتا ہے، لہذا میں اپنے طرف سے اپنے قومی و مذہبی بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ فوراً اپنے مقام پر فی کس چار آنہ چندہ شروع کردیں اور وصول کر کر کے جناب قبلہ و کعبہ شیخ جواد مدظلہ کے پاس بہ نشان انجمن معین الواعظین اسکردو روانہ کریں تاکہ وہ رقم اکھٹی ہو کر مدرسۃ الواعظین کو برائے طلبۂ بلتستان و تبلیغ روانہ کی جائے، میں امید کرتا ہوں کہ میرے قومی جوانان بلتستان میری اس درخواست کو منظور فرما کر فوراً کام شروع کردینگے، فقط

الاحقر خادم قوم و دین
سید حسن شگری البلتستانی از شملہ

ایک لطیف مکالمہ

کرم فرمائے بندہ جناب اڈیٹر صاحب دام مجدکم۔ تسلیم، نیازمند نے ایک مضمون دربارہ نماز ۱۹۱۹ء میں جسکی سرخی تھی کہ نماز سترہی کرتے ہے، خدمت اقدس میں ارسال کیا تھا، جسکو جناب نے العارف کے جلد ۹ نمبر ۲ بابت ماہ جون ۱۹۱۹ء کے صفحہ ۲۵ میں جگہ دیکر شکر گذار فرمایا تھا، ارسال ایک لطیف مکالمہ ایک گوار مجمع عام میں ہوا، وہ بھی رسال خدمت ہے، الواعظ میں شایع فرماکر ممنون فرمائیے،

س شیعہ لوگ بجائے نام خدا و رسول علی کا نام ہر وقت لیتے ہیں، گو یا خدا و رسول سے بھی زیادہ بڑھا دیا اور باقی ائمہ کا نام تو ہمنے لیتے سنا ہی نہیں،

ج شیعہ ہر وقت خدا و رسولؐ دربارہ اماموں کا نام بھی ایک ساتھ لیتے ہیں، وہ انہیں سے کسیکو فرا گذاشت نہیں کرتے، لیکن خدا نے جسکو بصارت کے ساتھ بصیرت بھی دی ہے وہ دیکھتا ہے اور جسکی قوت سماعت کو کلمات حقہ کے سننے کی توفیق دی ہے وہ سن سکتا ہے کہ خداوند تعالی نے پنجتن پاک کے اسمائے گرامی اپنے ناموں سے مشتق فرماکر خود رکھے ہیں لیکن علی کو پورا نام عطا فرمایا۔ خود علی العظیم ہے اور امیر المومنین کا نام علی رکھا ہے، اور اسمیں پروردگار عالم نے یہ نکتہ پوشیدہ کیا ہے کہ لفظ علی کے اعداد (۱۱۰) ہوتے ہیں جناب امیر فرماتے ہیں کہ نقطہ بائے بسم اللہ میں ہوں بس ۱۱۰ میں نقطہ آنحضرت خود ہیں، ور باقی جو عدد گیارہ کا رہا وہ آپ کے گیارہ فرزند رسول کے جانشین ہیں یا یوں کہو کہ نقطہ سے خط پیدا ہوتا ہے اس نقطہ سے دو خط مستقیم پیدا ہوئے یعنی حسن اور حسین جو ہادیان صراط مستقیم ہیں جس وقت دو خط مستقیم ایک ساتھ واقع ہوں تو ہندسہ (۱۱) کا پیدا کرتے ہیں لہذا معلوم ہوا کہ گیارہ اوصیا بعد ابو الائمہ فرمانروائے خلافت حقہ ہیں جیسا کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ میرے بعد میرے ۱۲ بارہ جانشین ہونگے جلنے کہ زمانہ قیامت کا جالمیگا ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اولنا محمد واوسطنا محمد وآخرنا محمد وکلنا محمد اب آپ غور فرمالیجیے کہ ایک علی کے نام میں نام خدا نام رسول خود نام علی اور گیارہ اوصیا کا نام موجود ہے،

س حدیث ائمہ اثنا عشر حدیث صحیح اور مقبول فریقین ہے لیکن شیعوں نے زبردستی اس حدیث کو اپنے مطلب کے موافق سمجھکر اپنی طرف کھینچ لیا، اور اس حدیث نبوی کو چھوڑ دیا جسمیں حضرت نے (بقول شیعہ) فرمایا کہ میرے بعد بہت سی جھوٹی حدیثیں بنائی جاوینگے، لیکن کسوٹی اسکی یہ ہے کہ جو حدیث قرآن سے ملتی ہوئی ہو اسکو ماننا ورنہ مصنوعی سمجھنا، پس اگر شیعہ اپنی دعوی میں سچے ہیں تو کوئی آیت قرآنی پیش کریں جس سے ائمہ اثنا عشر کا شمار ملتا ہو ورنہ اس حدیث سے ہاتھ اٹھائیں،

ج بیشک جو حدیث قرآن سے نہ ملتی ہو وہ لغو اور غلط ہے خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے "و کل شئ احصیناہ فی امام مبین" مقامات تو بارہ کے تبلانے والے اور بھی ہونگے مگر میں اسی آیت سے بارہ اماموں کو ثابت کیے دیتا ہوں، لفظ مبین امام کی صفت ہو لہذا مبین کے اعداد جمل صغیر سے م ب ی ن جملہ بارہ ہوئے انھیں بارہ میں باستثنا اُن علوم کے جو خدا نے اپنی ذات سے مخصوص رکھے ہیں باقی جملہ علوم اور تمامی معلومات کا احاطہ ہے،

الواعظ یہ عنوان اگرچہ خطابیات میں داخل و شامل ہو لیکن اس کی لطافت میں کلام نہیں اور باوجود اختصار نہایت سلیس اور عام فہم ہے، ہم اس لائحہ کے اندراج یا اس نوٹ کے تحریر کرنے سے اگرچہ کوئی باب مناظرہ کا کھولنا نہیں چاہتے، تاہم اتنا عرض کردینا ضروری معلوم ہوتا ہو کہ علی کا نام شیعوں کی زبان پر اکثر و بیشتر جاری رہتا ہے لیکن بجائے خدا و رسول!! یہ محض افترا ہے وہ درحقیقت علی بن ابی طالب ہی کا نام لیتے ہیں اور خدا کا عبد خاص اور اُسکا ولی اور رسول کا وصی سمجھکر پکارتے ہیں اور اس ذکر کو بقول "ذکر علی عبادۃ" (الحدیث) بطور عبادت قولی کے ادا کرتے رہتے ہیں لہذا اُسپر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوسکتا اور چونکہ شہدائے راہ خدا بمفاد آیہ کریمہ "ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً بل احیاء عند ربھم یرزقون" (آل عمران آیت ۱۶۹) زندہ جاوید ہیں لہذا اُنکے پکارنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں اور غیر خدا کو منادی قرار دینے میں بھی کوئی حرج نہیں جیسا کہ ہم روزمرہ ایک دوسرے کو پکارا کرتے ہیں، اسیطرح غیر خدا سے استعانت میں بھی کوئی نقصان نہیں اس لیے کہ جب "تعاونوا علی البر والتقوی" کے تحت اعانت باہمی امور ہے تو استعانت بھی نبی و امام سے کیوں ممنوع ہوگی؛

باقی رہی حدیث ائمہ اثنا عشر تو وہ واقعا مقبولۂ فریقین ہے اور مصداق صحیح اسکا ہمارے ہی ائمہ ہیں کیونکہ اگر یہ حضرات اس حدیث کا مصداق نہ ہوں تو معلوم ہونا چاہیے کہ اسکا استحقاق کن لوگوں کو حاصل ہے اور خداوندی انتخاب کا قرعہ کن کن لوگوں کے نام برآمد ہوسکتا ہے کیونکہ جب امت کو انتخاب امام کا حق نہیں ہے جیسا کہ آیہ کریمہ "وربک یخلق ما یشاء و یختار ما کان لھم الخیرۃ" (القصص آیت ۶۸) سے ظاہر ہے تو پھر لا محالہ نص خدا و رسول کی ضرورت ہوگی وہ بجز ہمارے بارہ اماموں کے اور کسی کے لیے ثابت نہیں ورنہ کوئی اپنے یا کسی دوسرے کے لیے اُسکا مدعی معلوم ہوتا ہے،

ایسے ہی تعیین سند حدیث کی قرآن مجید سے وہ بوجہ مقبولۂ فریقین ہونے کے ہم میں اور ہمارے معترض میں مشترک ہو تاہم اتنا عرض کردینا ضروری ہو کہ جو واقعات امم سابقہ خصوصاً بنی اسرائیل میں ہوچکے ہیں اُنکا وقوع بنی اسماعیل میں بھی ضرور ہے، اور بنی اسرائیل میں وہ اسباط اور نقبائے انجیل صاف مذکور ہیں "ومن قوم موسیٰ امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون وقطعناھم اثنتی عشرۃ اسباطاً امما" (الاعراف آیت ۱۶۹) "وبعثنا منھم اثنی عشر نقیباً" (المائدہ آیت ۱۲) اور تعبیر و تشبیہ ائمہ کی اسباط و نقبا سے حدیث جابر وغیرہ میں مذکور ہے۔

عہ علی کا ذکر عبادت ہے اسلیے کہ علی کا ذکر میرا ذکر ہے اور میرا ذکر خدا کا ذکر ہے اور خدا کا ذکر عبادت ہے ۱۲ جالگ

مسٹر جان ڈون پورٹ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں:۔

"یہ خیال کرنا کہ تعلیم قرآنی کی اشاعت صرف بزور شمشیر ہوئی بھی سخت غلطی ہے جن لوگوں کی طبیعتیں تعصب سے مبّرا ہیں وہ سب بلا تامل تسلیم کرلیں گے کہ دین محمدی مشرقی دنیا کے لیئے ایک حقیقی برکت تھا اور اسی وجہ سے اسکو خاص کر اُن خونریزیوں کی حاجت نہ پڑی ہوگی جنکا استعمال بلا استثنا و امتیاز حضرت موسیٰ نے بت پرستی کے نیست و نابود کرنے کے لیئے کیا تھا،

یاد رکھیئے زبردستی اُنھیں چیزوں پر ہوتی ہے جو باطل ہوں کیونکہ نفس انسانی خود بخود سعادت حاصل کرنے کے لیئے فطرۃً اور طبعاً کھنچتا ہے ہاں اگر کوئی شخص اُسے فطرۃ کے خلاف ابھارے گا تو جبر و اکراہ و تشدد کی ضرورت ہوگی،

کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ کبھی حق پر بھی جبر کیا جاتا ہو لیکن یہ وہ وقت ہے جبکہ حق و باطل کی ظاہری دلچسپیاں جاذب نظر بن رہی ہوں ایسی صورتمیں اپنا دہ ہمدرد جو اُن دونوں سے واقف ہے بمقتضائے ہمدردی امر حق پر ضرور جبر کریگا، مثلاً اگر زہر اور دودھ کا پیالہ کیسکی نظر میں مشتبہ ہو جاے بلکہ ظاہری دلچسپی زہر کا پیالہ لب تک پہونچادے اور ہمدردی کے ہاتھوں وہ پیالہ چھین لیا جائے تو یقیناً جبر اور گراں ہوگا دوا اگرچہ مفید و نفع بخش ہو مگر انسان اُسے جبر سے پیتا ہے،

یہ تو بالکل کھلی ہوئی بات ہے کہ اگر کوئی امیر یا سلطان قاہرانہ، جابرانہ، مستبدانہ، طرز عمل سے کسی قوم کسی ملت کو تابع اور مطیع کرتا ہے اور ظالمانہ اصول پر حکومت کی بنیاد قایم کرتا ہے تو ایسی صورتمیں قوم کی جانب سے دلی اطاعت اور قلبی فرماں برداری تسلیم نہیں ہوتی بلکہ یہ انقیاد مجبوری ہوتا ہے جسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ فطرۃ اُس قوم کے بافہم ذوات کے افکار حریت میں تلاطم اور تموج اور آزادی کی طاقتور لہر پیدا کردیتی ہے جس کے بعد حکومت کے خلاف مظاہرہ کرنا ایک مقدس اور اہم فرض سمجھا جاتا ہے اور وہ قوم جبر و اکراہ کی لعنت سے پاک ہوکر صحیح معنوں میں برکات حریت سے دامن بھر لیتی ہے،

دنیا کی تاریخ امم ماضیہ کے افسانے اقوام خالیہ کے واقعات آج بھی شاہد ہیں کہ صحیح معنوں میں آجتک کسی قوم نے اپنے امیر اور سلطان، کی فرماں برداری اگر کی ہے تو اُسیوقت جب حکومت قومی مرضیات اور دلی خواہشات و اغراض کے زیر اثر رہتی ہو،

جبر و اکراہ ہمیشہ قانون انقلاب امم کے ماتحت ظالموں کی شکست اور ہزیمت کا ظالمانہ درود

رسیدوکا حلیف اور ہم عہد بنا دیتا ہے، فرعون اور ہامان نے سرزمین عرب پر بہت سر اٹھایا تھا بنی اسرائیل کے بیٹوں کو ذبح کرا دیا اور اُن کی عورتوں لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیا آخر خدا نے اُن دونوں لشکروں کو انھیں کے کمزوروں کے ہاتھوں تباہ کرا دیا،

ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین ونمکن لھم فی الارض ونری فرعون وھامان وجنودھما منھم ماکانوا یحذرون (پ ۲۰ س قصص آیت ۲۰ ر ۱)

اس تمہید کے بعد واضح ہے کہ اگر اسلام کی اشاعت بھی تشدد و سختی کی زنجیروں سے وابستہ ہوتی تو خود خداوند قادر و توانا ہی ارکان سلطنت کو مضمحل و کمزور کر دیتا اور اسکی لازوال قدرت سے زوال و انقلاب کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے لیکن صورت حال اس کے برعکس ہے مکہ والوں نے آنحضرت اور آپ کے عقیدتمندوں کے افعال و اعمال کی پوری مزاحمت کے ساتھ مکمل روک تھام کی جس کے نتیجہ میں بالآخر حضرت کو گھر چھوڑنا پڑا، بے خانماں ہونا پڑا مسافرت اختیار کرنا پڑی اور اُن ناقابل تحمل حوادث سے مقابلہ کرنا پڑا جنکا تحمل بشری طاقت سے بالاتر ہے،

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں ایک مضمون "تلوار ابتدا ہی سے حضرت کے خلاف تھی،، بڑی زور و شور میں تحریر ہوا ہے جسکا ضروری اقتباس حسب ذیل ہے

"قانون قدرت کا نفاذ ہو کر رہا اور معدودے چند اسلامی بے بسو بے اپنی حفاظت کے موقع پر کفر نواز سورماؤں کے نیچے مرڑ دیے،،

پروفیسر رام دیو بی اے پروفیسر گروکل کانگڑی وا ڈیٹر ویدک میگزین لاہور اپنے ایک لکچر میں ارشاد فرماتے ہیں:-

"یہ غلط ہے کہ اسلام محض تلوار سے پھیلا یہ واقعی ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے کبھی تلوار نہیں اٹھائی گئی اگر مذہب تلوار سے پھیل سکتا ہے تو آج کوئی پھیلا کر دکھا دے،

معلوم ہوا کہ اسلام نے جب تلوار اٹھائی ہے تو اپنی حفاظت کے لیئے اشاعت مذہب کو تلوار سے کوئی ربط نہیں ہے تلوار کا استعمال ایک باطل مذہب کے تاریک چہرہ کو بانیان مذہب کی صداقت

ع اور ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ جو لوگ زمین میں کمزور کر دیے گئے ہیں اُن پر احسان کریں اور انھیں کو پیشوا اور مالک بنائیں اور انھیں کو زمین میں پوری قوت دیدیں اور فرعون اور ہامان اور ان دونوں کے لشکروں کو انھیں کمزوروں کے ہاتھوں وہ چیز دکھا دیں جس سے یہ لوگ ڈرتے تھے،

وسنگدلی کی بین دلیل سے بے نقاب کر دے گا،

جہاد کے معانی

اور

بیجا الزامات کا بے تاویل دفعیہ

اسلام کے مخالف اپنے خاص انداز میں یہ شبہ بہت اہتمام سے پیش کرتے ہیں کہ قرآن میں اکثر مقامات پر جہاد کا تذکرہ آیا ہے اس سے وہ یہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں کہ مسلمان باوجود حضارت پسند اور مہذب قومیت کے دعویدار ہونے کے وحشت و بربریت کے حلیف ہیں وہ قرآن کی رو سے اپنے آپ کو اپنے غیر مسلم حریف کے قتل پر مجبور پاتے ہیں اس لئے کہ انکے قانون کی کتاب میں اس کیلئے خاص مقام ہے مگر یہ اعتراض غور و تامل کے بعد کچھ زیادہ اہمیت رکھنے والا ثابت نہیں ہوتا اور ادنیٰ تامل کے بعد دفع ہو کر حقیقت میں نگاہوں میں کوئی جگہ حاصل نہیں کر سکتا،

جو حضرات لغات عرب کی حقیقت سے ماہر اور اُن کے محاورات اور طرز اداسے واقف اور سیاق و سباق قرآن مجید سے آگاہ اور آیات کلام اللہ کے معانی و مطالب میں گہری نظر ڈالنے کے عادی ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ جہاد کا لفظ قرآن مجید کے مختلف سوروں میں ۳۶ مقام پر آیا ہے اور ہر مقام پر ایک خاص معنوں میں مستعمل ہوا ہے[۵] یعنی وکوشش، تعب، ومشقت، وسعت وطاقت

---

[۵] دیکھو سورہ توبہ آیت ۹ او ۲۰ و ۴۱ و ۴۴ و ۷۳ و ۷۹ و ۸۰ و ۸۶ و ۸۸ الفاظ جاھدوا جاھدوا جاھدوا یجاھدوا وجاھد وجہدھم وسورہ فرقان آیت ۵۱ لفظ وجاھدھم بہ وسورہ عنکبوت آیت ۶ و ۸ الفاظ جاھد فلنما یجاھد وجاھداک وسورہ الصف آیت ۱۱ لفظ تجاھدون وسورہ بقرہ آیت ۲۱۸ الفاظ جاھدوا وسورۂ آل عمران آیت ۱۴۲ لفظ جاھدوا وسورہ مائدہ آیت ۵۳ و ۵۴ الفاظ جہد ایمانہم ویجاھدون وسورہ نحل آیت ۳۸ و ۱۱۰ الفاظ جہد ایمانہم وجاھدوا وسورہ انفال آیت ۷۲ و ۷۴ و ۷۵ لفظ جاھدوا وسورہ حج آیت ۷۷ الفاظ جاھدوا فی اللہ حق جہادہ وسورہ حجرات آیت ۱۵ لفظ جاھدوا وسورہ روم آیت ۶۹ جاھدوا فینا وسورہ ممتحنہ آیت (۱) لفظ جہاداً فی سبیل وسورہ انعام آیت ۱۰۹ لفظ جہد ایمانہم وسورہ نور وسورۂ فاطر آیت ۴۲ و آیت ۵۳ لفظ جہد ایمانہم وسورۂ لقمان آیت ۱۵ لفظ جاھداک وسورۂ نساء آیت ۹۵ وسورہ محمد آیت ۳۱ الفاظ مجاھدون والمجاھدین وسورۂ تحریم آیت ۹ لفظ جاھد۔

احتجاج واستدلال، اعمال ومعاوضہ، اعمال انفاق مال، اکراہ واجبار، مبالغہ واصرار انتہائے سعی جدال وقتال، صبر وتحمل، عزم واستقلال[عہ] جنمیں سے اول کے پانچ معنوں میں بطور حقیقت اور آخر کے باقی معانی میں بطور مجاز ایسا نہیں ہے کہ ہر مقام پر جدال وقتال ہی کے معنوں میں مستعمل ہو اور جب ایسا نہیں ہے تو صرف اس لفظ کے گوش زد ہوتے ہی خود ساختہ تخیل کی بنا پر بھڑک جانا بجز طفلانہ احساس کے کسی دوسری چیز سے تعبیر نہیں ہو سکتا،

ہمکو اس امر سے انکار نہیں ہے کہ قرآن مجید میں جہاد کا لفظ کہیں بھی محاربہ اور مقاتلہ کے معنوں میں مستعمل نہیں ہے اور جنگ وجدال کے احکام مطلقاً مذکور نہیں ہیں، ہاں ضرور ہاں در ہونا چاہیے تھے کیونکہ قرآن مجید ایک مکمل قانون ہے جسمیں دنیا وعقبیٰ کی کوئی ادنیٰ ضرورت بھی فرو گذاشت نہ ہو سکتی تھی، یہ عجیب منطق ہے کہ جو بات حسن وکمال کی دلیل ہو کوتاہ اندیش اُسکو بدنما لباس پہنانے کی کوشش کریں یہ اعتراض بظاہر اُن لوگوں کی طبع آزمائی کا نتیجہ ہے جو انجیل مقدس کو احکام جنگ سے خالی پاکر قرآن مجید کو عیب آفریں نگاہ سے دیکھ رہے ہیں حالانکہ انجیل میں ایسے احکام کی ضرورت نہ تھی کیونکہ وہ توریت مقدس کی ناسخ نہ تھی اور قرآن مجید چونکہ تمام کتب سابقہ کا ناسخ تھا اسلئے اگر قرآن مجید میں جنگ کے احکام نہ ہوتے تو انگشت اعتراض بلند ہو سکتی تھی اور کہا جا سکتا تھا کہ قرآن مجید تمام ضروریات کے لیے کافی نہیں ہے جدال وقتال کے احکام کا تذکرہ اُسکے کمال وجامعیت کی دلیل ہے مگر وہ صرف نبی عربی اور اُنکے اوصیاء برحق کے ازمنہ سے مخصوص اور اُنہیں کی صوابدید پر منحصر ہے اور عمل اُسکا کفار کا اقدام اور اُنکی عہد شکنی وبغاوت ہے ہر زمانہ کے مسلمان اپنے غیر مسلم حریف کے قتل پر بنا بر تعلیم قرآنی کے مجبور نہیں ہیں اور اسلئے اسلام وقرآن کی تعلیم اور اہل اسلام کی تہذیب پر کوئی حرف نہیں آسکتا، اسلام کی روحانیت ہرگز اس کی مقتضی نہیں ہے کہ وہ اپنے تابعین کو غیر تابعین کے قتل پر مجبور کر دے یہ تو ایک آخری تدبیر تھی جو صدر اسلام میں امن کے قائم کرنے میں اور اسلام واہل اسلام کو استیصال کلی سے محفوظ رکھنے کے لیے اون لوگوں کے مقابلہ میں مجبوراً اختیار کی جاتی تھی جو بلاوجہ استیصال اسلام واہل اسلام کے خواہاں ہو کر پیش قدمی کرتے تھے یا معاہدہ ومصالحہ کے بعد عہد شکنی اور شرائط صلح کی مخالفت کر کے فتنہ وفساد ونقض امن کے مرتکب ہوتے تھے اور وہ بھی جب اپنے حرکات سے تائب ہو کر علم اسلام کے نیچے آجاتے تھے تو اُنکو امان دیدی جاتی تھی ہاں اسلام کا جہاد اکبر مجاہدۂ نفسانی ہے اور جہاد کی اعلیٰ

عہ دیکھو لسان العرب صحاح جوہری صراح اساس البلاغہ ودیگر کتب لغات عربیہ

ترین قسم اور مہتم بالشان نوع نفس ناطقہ اور نفس حیوانی کا مقابلہ ہے جسمیں نفس ناطقہ کی مقدس طاقت کو نفس حیوانی اور قوت شہوانی پر فتح وظفر حاصل ہو

ان الجهاد عبارة عن جهاد النفس الناطقة مع النفس الحيوانية بحيث تكون غالبة عليها قاهرة لها فاذا جاهدت معها حتى غلبت عساكرها على عساكر الحيوانية وهزمت جنودها وصارت تحت اسرها مقتولة او تحت القيود فقد تم الامر وحصل صلاح البلد وقامت الارض بالعدل وعلت كلمة الاسلام على كلمة الكفر وجميع الجهادات انما شرعت لهذ السر فكلها مجاهدات وریاضات (مجلی ص ۲۰۵)

نفس ناطقہ کی کدوکوشش نفس حیوانیہ پر غالب آنے اور اُس کے دبا لینے میں جہاد سے تعبیر کی جاتی ہے پس جبکہ نفس ناطقہ نفس حیوانیہ کا مقابلہ کرتا ہے اور اُسکے لشکر نفس حیوانیہ کے لشکروں پر غالب آجاتے ہیں اور نفس حیوانیہ کے لشکر نفس ناطقہ کے قبضہ میں آکر مقتول یا مقید ہو جاتے ہیں تو امر مطلوب تمام وکامل اور صلاح بلد حاصل ہو جاتی ہے اور زمین عدل وانصاف کی مضبوط بنیادوں پر قائم اور کلمۂ اسلام کلمۂ کفر پر بلند ہو جاتا ہے اور تمام جہادوں کے مشروع ہونیکا یہی راز ہے پس وہ سب کے سب مجاہدات وریاضات ہیں،

یہی وجہ ہے کہ جتنی چیزوں میں سعی وکوشش اور حسن عمل کو مدخلیت ہے اُن سب کو جہاد کہتے ہیں چنانچہ حج کو بھی اسیوجہ جہاد کہتے ہیں کہ اُسمیں بھی بہت زبانی وعملی کوششوں کی حاجت ہوتی ہے الحج جهاد كل ضعيف (نہج البلاغہ ص ۲۰۲ م تبریزی) اور نماز کو بھی اسی وجہ سے جہاد کہہ سکتے ہیں کہ اُسمیں بھی تعب ومشقت برداشت کی جاتی ہے اور بقول ابو داؤد نماز کی داغ بیل بھی معرکہ جہاد ہی میں پڑی تھی، جب سالتماٰب اور آپ کا لشکر کسی بلندی پر چڑھتا تھا تو تکبیر کہتا تھا اور جب بلندی سے اترتا تھا تو تسبیح کرتا تھا اور اسی عنوان پر نماز کی بنیاد ڈالی گئی، كان النبي وجيوشه اذا علوا الثنايا كبروا واذا هبطوا سبحوا (الى ان قال) فوضعت الصلوٰة على ذلك (ابو داؤد ج ۱ کتاب الجہاد ص ۳۶۹) اور محاربہ اور مقاتلہ کو بھی اسیوجہ سے جہاد کہتے ہیں کہ اسمیں بھی عملی جدوجہد کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے،

كلمة حق يراد بها الباطل

ایک حق بات سے باطل بات کا ارادہ!!

جس طرح لفظ جہاد خود ساختہ تخیل کی بنا پر کوچہ تحقیق کے ناواقفوں کو بلا وجہ مشتعل کر دیتا ہے

اسی طرح بعوث، وفود، غزوات، سریات کے الفاظ بھی دنیا کی عام تاریخ اور اسلام کے مخصوص سوانح سے واقفیت نہ رکھنے والوں کو بے محل اعتراضات کا موقع دیدیتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارا مصلح اعظم سیکڑوں لڑائیاں لڑا لیکن یہ اعتراض بھی تھوڑی سی تاریخی وضاحت اور واقعاتی اور اصطلاحی توضیح کے بعد انصاف کے میدان میں ایک منٹ کے لئے بھی اپنی جگہ پر قائم نہیں رہ سکتا،

رسول اللہ کی رسالت اگرچہ دنیا کے ہر گوشہ سے متعلق ہے مگر آپکی رسالت کا اعلان آپ کے آبائی وطن مکہ معظمہ میں ہوا ہے، دنیا کے عام دستور کے موافق اہل مکہ خصوصاً قریش کو آپ سے سخت عداوت ہے وہ آپکی تبلیغی کارروائیوں میں رکاوٹ پیدا کرنے اور آپ پر سخت سے سخت مظالم توڑنے میں کوئی امکانی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے بالآخر آپ کو مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ آنا پڑا ہے اور یہیں سے آپکو تمام عالم میں اسلام کی آواز پہونچانا ہے اور اسی سرزمین کو سلطنت الٰہیہ کا مرکز بنانا ہے، آپ کے تابعین کچھ تو حبشہ میں ہیں کچھ آپ کے ساتھ ہیں کچھ مکہ میں گھرے ہوئے ہیں، جو زمین خاص مدینہ منورہ اور اُس کے آس پاس آباد ہیں اُنمیں سے کچھ تو دائرہ اسلام میں داخل ہو چکی ہیں کچھ شرف اسلام سے مشرف ہونے پر آمادہ ہیں کچھ مشرف ہوتی جاتی ہیں اور جو اپنے قدیم مذاہب پر باقی ہیں انمیں سے جو متذبذب و متردد ہیں وہ تو خاموش ہیں اور اپنے ساتھیوں کے طرز عمل کو دیکھ رہے ہیں اور جو تعصب جہالت کے پنجہ میں مبتلا ہیں وہ آپکی عداوت و دشمنی پر کمربستہ ہیں صحرائے عرب ڈاکوؤں لٹیروں قزاقوں سے مملوہے اور اسی ماحول میں آپ کو بحیثیت ایک عظیم الشان مگر آخری خلیفۂ الٰہی و خاتم الانبیاء کے اپنے فرائض ادا کرنے کے لیے امور ذیل ناگزیر ہیں:-

(۱) قریش کی نقل و حرکت اور اُن کے اعمال و افعال کی نگہداشت اور اُن کے خیالات اور ارادوں پر اطلاع حاصل کرنا اور اسلئے جاسوسوں اور خبررسانوں کا مقرر کرنا،

(۲) مکہ میں گھرے ہوئے تابعین کے چھوڑانے اور اپنے پاس بلا لینے کی فکر اور اس لیے انھیں کے ہم وطنوں کو مخفی طور پر روانہ کرنا،

(۳) خود سر خود مختار قبائل سے دوستانہ معاہدہ کیلئے وکلا کا بھیجنا۔

(۴) مدینہ کے آس پاس کے رہنے والوں سے امن و امان کی ذمہ داری لینا اور معاہدہ کرنا اور عہدشکنی کی صورتمیں اُسکے مطالبہ کرنا اور تمرد و سرکشی کی صورتمیں اُن کے دبانے کے لیئے فوجی قوت سے کام لینا،

(۵) ڈاکوؤں و رہزنوں اور قزاقوں کی جمعیت کو منتشر کرنے اور انھیں اُن کے ناجائز افعال سے روکنے کے لیئے فوج و لشکر کا روانہ کرنا،

(۶) جو معاہد یا غیر معاہد اسلام کے استیصال کا ارادہ کرکے پیش قدمی کریں اُن کے دفاع یا کسی مقام کے لیے لشکر کا روانہ کرنا اور بحسب ضرورت خود ہی اُن لشکروں کی کمان کرنا یا کسی صحابی کو سردار لشکر کرکے بھیجنا

(۷) ممالک غیر میں سفرا اور دعاۃ کا بھیجنا،

(۸) دعوت ناموں اور فرمانوں کے پہونچانے کے لیے ایلچیوں کا روانہ کرنا،

غزوہ اُس لڑائی کو کہتے ہیں جسمیں آنحضرت خود بنفس نفیس تشریف لے گئے اور سریہ وہ ہے جسمیں کوئی صحابی امارت لشکر سے سرافراز کیا گیا ہو اور بعث کا لفظ ان دونوں سے عام ہے، اور وفود اُن جماعتوں کو کہتے ہیں جو ایلچیوں اور پیغامبروں کی خدمت انجام دیتے تھے (دول العرب وغیرہ)

انھیں امور کو پیش نظر رکھکر یورپ کے موشگاف مورخین اپنے اپنے قلموں کو اس طرح حرکت دیتے ہیں

"ایک آزاد قوم کے انتخاب نے مکہ کے مہاجر (محمد) کو ایک بادشاہ کے درجہ پر پہونچا دیا اور آپکو اس بات کا واجبی حق حاصل ہوگیا کہ لوگوں کے ساتھ معاہدہ کریں اور اُنپر حملہ کریں یا اُن سے دفاعی جنگ کریں،، (گبن)

محمد نے اول اول اپنی مدافعت میں ہتیار اُٹھائے اور اپنی دشمنوں کی مخالفتوں کو روکنے یا دفع کرنے کے درپے رہتے تھے اور ایک معقول حد تک ایسے انتقام لینے میں متعدد قوموں نے آپ کو حق بجانب سمجھا ہے، (ریونڈ۔ مسٹر لیمویل گربن)

بہرحال امور مذکورۂ بالا کے معلوم ہوجانے اور ان محاربات کے دفاعی ہونے اور اس دفاع میں آپکے حق بجانب ثابت ہوجانے کے بعد کوئی محل اعتراض کسی منصف مزاج بے تعصب کے لیئے باقی نہیں ہا

جنگ کے حدود اور اُس کی فلاسفی،

افلاطون الٰہی کا خیال ہے کہ حاکم عادل کا فرض ہے کہ اپنے ملک و ملت میں انتہائے صلح و آشتی سے کام لے اور اگر جنگی ضرورت مجبور کرے تو پھر آمادہ ہو جائے، ارسطو کا غیر جانبدارانہ فیصلہ ہے کہ حفاظت ملت ایک مہتم بالشان فرض ہے اور اگر جائز طریقے اختیار کیے جائیں تو افزائش ملت کی کڑیاں جنگ کے ذریعہ سے بھی سلجھائی جاسکتی ہیں ہسروجو ایک زبردست شخصیت کا آدمی ہے کہتا ہے کہ جائز لڑائیاں وہی ہیں جو تحفظ ملت اور رفع شر کے لئے ہوں مسٹر ایڈورڈ گبن تاریخ زوال سلطنت روم صفحہ ۲۲ میں لکھتے ہیں کہ تمدن کی ابتدائی حالت میں ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ بذریعہ اسلحہ اپنی جان، مال کی حفاظت کرے اور اپنے دشمنوں کے تشدد کو دفع کرے یا بطور انصاف اُن سے ویسا ہی سلوک کرے،

ان تمام اقوال کو بغور و تأمل ملاحظہ کرنے اور نبی عربی کے سوانح و حالات اور آپ کے غزوات و سریات کے کوائف پر عمیق نظر ڈالنے کے بعد یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ آپ نے اپنے مبارک عہد میں صلح و آشتی اور رفق و مدارا کا کوئی ممکن دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا مگر آپ کے دشمنوں نے اپنے جارحانہ اقدام اور عہد شکنی اور فتنہ و فساد برپا کرنے کی وجہ سے آپ کو ملت اسلامیہ کی حفاظت کیلیے فوجی قوت سے کام لینے پر مجبور کردیا، اس حالت میں بھی آپ نے رحم و کرم اور جائز طریقوں سے ذرہ برابر عدول نہیں کیا،

آپکی لڑائیاں ہوا و ہوس اور خواہشات نفسانی اور اغراض ذاتی کی تکمیل کے لیئے حیوانی جذبات اور بہیمانہ تخیل پر مبنی نہ تھیں بلکہ آپکے تمام محاربات اصلاح و بہبودی اور فلاح و ترقی اور تحفظ ملت کے بہترین خیال کی تحریک سے وابستہ تھے، حکماء یونان نے اس دوسری شق (اصلاح و بہبودی وغیرہ) کو علم النفس کی تیز روشنی میں دکھایا ہے اُن کی خیال کی بناپر شجاعت و مردانگی و فتوت اپنی صحیح معنوں میں اعتدال مزاج کے معیار ہیں اور اگر ان سے عند الضرورت عقلی طریقوں سے کام لیا جائے تو عدالت اور اصلاح معاشرت کی خوش آیند تدبیر ہے،

جائز جنگ کے لیئے ہمیشہ عضو فاسد اور ایک ہمدرد ڈاکٹر اور جراح کی مثال پیش کیجاتی ہے کون انکار کرسکتا ہے کہ مملکت جسم میں زہریلی جراثیم والا عضو تمام جسم کی خرابی کا باعث نہ ہوگا اور اسکا فوراً ہی تدارک ترین عقل نہ ہوگا،

ایک دانا اور جفاکش کسان اور ایک فرض شناس باغبان ہمیشہ کھیتیوں اور باغوں سے مضر اور نقصان دہ اور خود رو درختوں کو بیخ و بن سے اکھاڑ ڈالتا ہے،

اس مختصر تحریر سے ناظرین اس حد تک پہونچ گئے ہونگے کہ اگر ملک و ملت کی حفاظت اور اُس کی ترقی و فروغ کے لیئے عہد شکنی اور بلاوجہ پیش قدمی کرنے والے اشرار و مفسدین کے مقابلہ میں جنگی ہتیار، فولادی بازو رکام میں لائے جائیں تو یہ استعمال بیجا نہ ہوگا،

اگر جدید و کارآمد مفید و نافع اصلاحات پھیلانے اور تمدنی میدان کو ترقیات کی سرگرمی کا گہوارہ بنانے کے لیئے ابتدائی حالات میں اُن اصلاحات و ترقیات کے مانعین کے مقابلہ میں جبری طاقت سے کام لیا جائے جیسا کہ دختر کشی یا ستی کا طریقہ روکنے کے لیے کیا گیا تو یہ ایک واجب الادا فریضہ ہوگا،

رجسٹرڈ نمبر ایل (۱۰۷۷)

الواعظ

مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کا ماہوار علمی رسالہ

زیر حمایت حجۃ الاسلام آیۃ اللہ حضرت نجم العلماء مدظلہم العالی

مدیر

حکیم سید قاسم علی رضوی البحرینی (عمدۃ الافاضل)

باہتمام داروغہ سید محمد منیجر مطبع

[illegible]

مقاصد

(۱) مذہب اسلام کا اکمل الادیان ہونا
(۲) پیغمبر اسلام کا افضل الخلائق ہونا
(۳) اسلامی شریعت کی حکمت اور اسکی جامعیت
(۴) اسلامی اخلاق و آداب کی افضلیت
(۵) اسلامی تمدن کی فوقیت
(۶) اسلامی احکام و قوانین شریعت
(۷) ائمہ طاہرین کے کمالات و ہدایات
(۸) سلف صالحین کے تاریخی حالات
(۹) قرآن مجید کا افضل الکتب ہونا
(۱۰) اثبات اصول اسلام بدلائل عقلیہ و نقلیہ
(۱۱) فلسفۂ قدیمہ و جدیدہ اور دیگر مذاہب کے مقابلہ میں حمایت اسلام و ازالۂ شبہات
(۱۲) اکتشافات جدیدہ و حقائق اسلام
(۱۳) اخبار علمیہ

قواعد

(۱) یہ رسالہ بالفعل ہر انگریزی مہینہ کی آخر تاریخوں میں شایع ہوا کریگا
(۲) ہر خریدار کو کم از کم ایک سال کے لیے رسالہ خریدنا ہوگا،
(۳) نمونہ کا پرچہ ۴؍ کے ٹکٹ آنے پر روانہ ہوسکتا ہے
(۴) جواب طلب امور کیلیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے
(۵) اشتہارات کی اجرت بذریعہ خط و کتابت طے ہوسکتی ہے
(۶) علمی معاملات کے متعلق خط و کتابت و ارسال مضامین بنام مدیر اور دیگر امور کے متعلق بنام منیجر ہونا چاہیئے
(۷) شرح قیمت:۔
روساء و والیان ملک سے جو رحمت فرمائیں عام خریداران سے ۳؍ سے
پتہ:۔ دفتر الواعظ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

ہدایات

(۱) مقاصد رسالہ کا لحاظ رکھ کر مضمون لکھا جائے ورنہ درج نہ ہوسکے گا
(۲) مضامین عموماً مختصر ہونا چاہییں اڈیٹر کو تغیر و تبدل و اصلاح کا اختیار ہوگا
(۳) عبارت حتی الامکان سلیس اور عام فہم ہو۔
(۴) مضامین صاف خط میں تحریر کیے جائیں اور عبارات عربیہ پر اعراب لگائے جائیں نیز عربی عبارات کا دوسرے کالم میں ترجمہ ہونا چاہیئے و حتی الامکان کتب منقول عنہا کا حوالہ دیا جائے،
(۶) ناقابل اشاعت مضمون واپس نہ ہوگا اگر ضرورت ہو تو صاحب مضمون کو ٹکٹ بھیجنا چاہیئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هٰذَا بَیَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ

سورہ آل عمران

الواعظ

نمبر ۵ بابت ماہ مئی سنہ ۲۹ء مطابق ماہ ذی الحجہ سنہ ۴۷ھ جلد ۸

فہرست مضامین

شذرات

جناب مولوی سید اظہار الحسنین صاحب واعظ مرشد آباد وغیرہ میں

ان اطراف کے حالات اگرچہ بہت کچھ قابل افسوس ہیں اور مذہبی اور تعلیمی و معاشرتی حالت نہایت نازک ہے مومنین مسائل ضروریہ سے بھی ناواقف ہیں نجاست و طہارت کا بھی کوئی خیال نہیں ہے صوم و صلواۃ کی طرف بھی کچھ زیادہ متوجہ نہیں ہیں معابد و مساجد معطل و بیکار اور غیر آباد پڑے ہوئے ہیں بالخصوص امام باڑوں اور مسجدوں اور مومنین کے مقبروں پر اغیار قابض ہیں حسد و نفاق بہت بڑھا ہوا ہے فی صدی نوے مسلمان ہیں مگر تمام کاروبار غیر مسلمین سے متعلق ہیں تاہم ممدوح نے تھوڑے ہی عرصہ میں اپنی انتھک کوشش اور سعی بلیغ سے یہاں کے لوگوں کو تا امکان امور مذہبی کی طرف متوجہ کیا بعض مساجد کو آباد کرایا، نجاسات سے پرہیز کرنے کی رغبت دلائی، مدرسہ دینیہ کے جاری کرنے کی طرف مائل کیا، اوقاف و مساجد و مدارس کو اغیار کے قبضہ سے نکالنے کی تدبیریں بتلائیں، انجمن معین الواعظین قائم کرائی، تبلیغ مذہبی کی ضرورت محسوس کرا کے بنگال کا مرکز مرشد آباد کو قرار دینے کی کوشش کی، اطراف و جوانب میں دورہ کر کے یہاں کے با اثر اہل اسلام کو اپنا ہم خیال بنایا بعض غیر مسلم حضرات سے مباحثہ و مکالمہ بھی کیا بعض عام جلسوں میں تقریر بھی کی مگر چونکہ یہاں کے تمام لوگ بنگلہ زبان بولتے ہیں اس وجہ سے بہت کم لوگ ممدوح کی تقریر سے فائدہ اٹھا سکے، ساری علاقہ بنگال میں باعتبار مردم شماری و مالی حالت کے مسلمانوں کا درجہ کچھ کم نہیں ہے مگر جہالت عام ہے تقریباً سب کے سب محتاج تعلیم و تربیت ہیں، شیعوں کی آبادی نسبتاً زیادہ مرشد آباد میں ہے اس کے بعد مٹیا برج کلکتہ میں اس کے بعد ہوگلی میں کانکی نارہ میں بالکل قلیل ڈھاکہ میں اس سے بھی زیادہ کم، بردوان میں کچھ لوگ باہر کے آباد ہیں، دیہاتوں میں یہاں کے ملاؤں اور پیروں کا زور ہے اور سنی شیعہ کی باہمی منافرت انتہائی حد سے بھی بہت زیادہ بڑھ گئی ہے، خلاصہ یہ کہ ان اطراف میں تبلیغ کی سخت ضرورت ہے اور اگر مبلغ بنگلہ زبان سے واقف ہو تو کامیابی کی امید بھی زیادہ تر ہے،

یہ رپورٹ ۷؍ فروری ۲۹ء تک کی ہے جس کے بعد جناب ممدوح بہار و اڑیسہ جانے کیلئے

مامور ہوئے اور جناب مولوی سید علی صاحب بنگال میں مقرر کیے گئے،

جناب مولوی خادم حسین شاہ صاحب علاقہ سندھ میں

ممدوح ۷ ارمضان المبارک ۱۳۴۷ھ کو خیرپور میرس میں وارد ہوئے لیالی قدر میں تین مجلسیں پڑھنے کی نوبت آئی مجمع بہت کافی ہوتا رہا اور تبلیغی خدمات کے ادا کرنے کا بہت اچھا موقع ہاتھ آیا، وہاں سے فارغ ہو کر کوٹ میر محمد میں تشریف لائے جہاں بارہ روز قیام پذیر رہے اور ایک عام جلسہ بھی منعقد ہوا جسمیں برادران اہلسنت بکثرت شریک ہو کر بے حد متاثر و محظوظ ہوئے پھر وہاں سے خیرپور میرس واپس ہوتے ہوئے جیکب آباد آئے جہاں کی باہمی منافرت اس حد کو پہونچ گئی ہے کہ لفظ شیعہ مرادف کفر سمجھا جاتا ہے اس مذہب کے کچھ لوگ صرف میران پور میں آباد ہیں جن کی طلب کے موافق یہاں آنا پڑا اور صرف چار روز قیام کی نوبت آئی جسمیں سے دو روز جناب ملا صالح صاحب حنفی سے مکالمہ میں گذر گئے

ہم بارہا بتلا چکے ہیں کہ مدرسۃ الواعظین کے مبلغ سنی شیعہ کی بحث چھیڑنے کے لیئے نہیں بھیجے جاتے مگر افسوس کہ وہ بعض مقامات خصوصاً سندھ و پنجاب میں بہت زیادہ مجبور کیے جاتے ہیں اور بعض باہمی اتفاق سے خدمت اسلام بجالانے کے باہمی مناظرہ کی نوبت آجاتی ہے جو اپنے صحیح معنوں میں واقع نہ ہو کر کوئی خاص نتیجہ پیدا نہیں کرتا، اور ہمارے مبلغین کو بادل ناخواستہ کچھ کہنا ہی پڑتا ہے چنانچہ یہاں بھی یہی صورت پیش آئی اور جو کچھ گفتگو ہوئی اسکا خلاصہ حسب ذیل ہے،

پہلی نشست

نئے الفاظ میں اصول دین اور فروع دین کی نئی تعریف

جناب مولوی سید خادم حسین شاہ صاحب۔ براہ کرم اصول دین اور فروع دین کی تعریف ارشاد فرمائیے؟

جناب ملا صالح صاحب۔ اصول دین وہ ہیں جو قرآن سے بطور نص صریح ثابت ہوں اور فروع وہ ہیں جو قرآنی منطوق سے حاصل نہ ہو سکیں بلکہ حدیث رسول کی مظہر اور نفیتجہ ہیم ہو

جناب مولوی خادم حسین شاہ صاحب اس تعریف کی بنا پر صلوۃ و زکوۃ اصول دین سے قرار پائینگے اور تارک انکا فوراً کافر ہو جائیگا۔ کیونکہ جب دین کی اصل مفقود ہوئی تو کفر موجود ہوگا حالانکہ یہ بات جمہور مسلمین کے خلاف ہے اور ایسا شخص فاسق ہے نہ کافر تمام گفتگو فارسی زبان میں ہوتی رہی اور

سارا وقت اسی بحث میں ختم ہو گیا

دوسری نشست

آیۂ استخلاف کی بحث

جناب ملا صالح صاحب۔ آیۂ استخلاف ہمارے ممدوحین کی خلافت کا مثبت ہے،

جناب مولوی سید خادم حسین شاہ صاحب۔ اس آیۂ مبارکہ میں تین باتیں قابل غور و خوض ہیں:۔

پہلی بات وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض اللہ نے اہل ایمان اور اعمال صالحہ بجالانیوالوں سے وعدہ کیا ہو کہ وہ اُنھیں زمین میں اپنا خلیفہ بنائیگا اور آپکے ممدوحین میں پہلے بزرگ کی خلافت بنابر آپکے مسلمات کے باجماع اور دوسرے کی باستخلاف اور تیسرے کی بذریعہ شوریٰ واقع ہوئی،

دوسری بات وعملوا الصالحات میں صالحات جمع ہو اور جمع پر الف لام استغراق کا فائدہ دیتا ہے لہٰذا معنی آیت یہ ہوئے کہ اللہ کا وعدہ اُن کامل ایمان والوں اور مقدس ہستیوں سے ہو جن سے کوئی عمل صالح فروگذاشت نہ ہوا ہو اور وہ جملہ اوامر کے عامل اور تمام نواہی کے تارک ہوں کیونکہ جس طرح تعمیل امر عمل صالح اور ترک امر اُسکی ضد ہے اُسی طرح ترک منہی عنہ عمل صالح اور ارتکاب اُسکا اُسکی ضد ہے اور یہی مفہوم عصمت ہے اور یہ شان سوائے معصوم کے غیر معصوم کی نہیں ہوسکتی لہٰذا اس آیہ مبارکہ سے ثابت ہو موعود لہم ذوات معصومین ہیں اور انہیں کی خلافت خلافت الٰہیہ ہو اور جسطرح خدا کی خدائی اور محمد کی رسالت پناہی کو منکرین کے انکار سے کوئی ضرر نہیں پہونچ سکتا اسی طرح ائمہ معصومین کی امامت منکرین کے انکار سے خلل پذیر نہیں ہوسکتی،

تیسری بات۔ کما استخلف الذین من قبلہم جس طرح اُنکے اگلوں کو خلیفہ بنایا اگلوں میں حضرت موسیٰ بھی ہیں لہٰذا جس طرح بنی اسرائیل میں بارہ نقیب ہوئے وبعثنا منہم اثنی عشر نقیبا اسی طرح بنی اسرائیل میں بھی بارہ نقیب ہونا چاہئیں چنانچہ بخاری ومسلم میں آنحضرت کا ارشاد صاف الفاظ میں موجود ہے کہ "جبتک میرے بارہ خلیفہ نہ ہولینگے اُسوقت دنیا قائم رہی گی"،

یہ تقریر جسقدر مسکت تھی واضح ہو آخر ملا صاحب نے اس آیت کو چھوڑ کر دوسری آیت سے اس طرح استدلال فرمایا

جناب ملا صالح صاحب ہمارا مدعا آیۂ محمد رسول اللہ والذین معہ الایہ سے بھی ثابت ہے

اور ترتیب صفات بہ ترتیب خلافت ہے اور ہر ایک صفت ترتیباً ایک ایک موصوف کی ہے،

جناب مولوی سید خادم حسین شاہ صاحب۔ بندہ نواز! والذین معہ مبتدا ہے اور اُسکے بعد صفات متتالیہ خبر بعد خبر ہیں یعنی جو آنحضرت کی حقیقی محبت رکھنے والے ہیں وہ ان تمام صفتوں سے متصف ہیں بعض الفاظ بعض بزرگوں سے کیونکر متعلق ہو سکتے ہیں اور بالفرض والتسلیم ان صفات میں سے جس صفت کو آپ کسی ایک سے مخصوص فرمائینگے۔ دوسرا اُس صفت سے خالی نظر آئیگا جو کلام عرب کے اسلوب و ترکیب اور فصاحت و بلاغت قرآن مجید کے بالکل خلاف ہے ہمارے نزدیک تو کل صحابہ ممدوحین ان صفات سے متصف تھے اب آپکو اختیار ہے خواہ آپ ہمارے مسلمہ کو تسلیم کریں خواہ اپنے دعوی کے موافق بعض کو ان صفات سے متصف اور بعض کو غیر متصف تصور فرمائیں،

جناب ملا صالح صاحب۔ اچھا اب آپ خلافت بلافصل علی بن ابیطالب کو قرآن مجید سے ثابت کیجئے،

جناب مولوی سید خادم حسین شاہ صاحب (آیۂ ولایت، آیۂ تبلیغ، آیۂ مودت، آیہ مباہلہ آیۂ تطہیر کو مع کیفیت استدلال تلاوت فرما کر) کیا آپکے نزدیک ان آیات سے حضرت کی ولایت و امامت پر روشنی نہیں پڑتی اور ان استدلالات کو کوئی شخص رد کر سکتا ہے؟

اس تقریر کا کوئی معقول جواب ممکن نہ ہوا اور مرقع ہزیمت چھپائے سے چھپا نہ سکا بحث میں رکاکت آنے لگی جسے جناب علی مرداں خانصاحب نے مناسب عنوان سے ختم کر دیا اور عام لوگ متأثر و محظوظ ہو کر اُٹھے حضرات مومنین جن کی تعداد نہایت قلیل بلکہ اقل ہے نہایت شکرگذار ہوئے اور انھوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ عنقریب ایک انجمن قائم کر کے اُس کے افتتاحی جلسہ میں مولوی صاحب ممدوح کو طلب کرنے کی کوشش کرینگے،

میرانپور جیکب آباد سے روانہ ہو کر جناب ممدوح شکارپور اور ترائی ضلع لارکانہ میں موعظہ فرماتے ہوئے شہر لارکانہ تشریف لے گئے جہاں مرزائی جماعت کا ایک دفعہ آیا ہوا تھا اور نجدی جماعت کے ساتھ متفق ہو کر شیعوں کے برخلاف سنیوں کو برانگیختہ کر رہا تھا مولوی صاحب کی تشریف آوری حضرات مومنین کو بہت غنیمت معلوم ہوئی اور آئندہ شب کو ایک عام جلسہ کافی اہتمام کے ساتھ اشتہار دیکر منعقد کیا جسمیں فریقین اسلام کافی تعداد میں شریک تھے نو بجے شبکو جلسہ شروع ہوا، جناب ممدوح نے توحید و نبوت کی تمہیدی تقریر کے بعد آیہ مبارکہ هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم سے نبی برحق کی شان عالی کو واضح کیا اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے حالات

مختصر الفاظ میں بیان کرتے ہوئے تمام علمائے اسلام کے فتاویٰ اس جماعت کی بابت پیش کر کے عام مسلمانوں کو اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ یہ جماعت پہلے تو ہر مقام کی باا ثر جماعت کے ساتھ متفق ہو کر گروہ مقابل کو نشانہ بناتی ہے اور اپنے مخصوصات کا کچھ ذکر نہیں کرتی پھر جب کچھ عرصہ کے بعد اثر جم جاتا ہے تو مرزائیت کا سوال پیش کرتی ہے لہٰذا ان سے بہت ہوشیار رہنا چاہیئے یہ باہمی منافرت پھیلا کر اپنا کام نکالنا چاہتے ہیں سنی شیعہ کا سوال تو بہت قدیم ہے مگر یہ نئے نبی کی امت تو متفقہ طور سے ہم سب کی مخالف و معاند ہے آپ لوگ انکی اصلیت سے آگاہ ہو کر انکی آواز پر توجہ نہ فرمائیں،

یہ تقریر ۲½ گھنٹہ تک جاری رہکر نہایت توجہ سے سنی گئی اور تمام شرکا نہایت محظوظ و متأثر ہوئے

اس جلسہ کے بعد انجمن امامیہ حیدرآباد سندھ کی جانب سے جلسہ سالانہ میں شریک ہونے کی دعوت ملی جناب ممدوح دوسرے روز لاڑکانہ سے روانہ ہو کر سیہوان قلندر شہباز ہوتے ہوئے حیدرآباد پہونچکر جلسہ مذکورہ کی پہلی نشست میں شریک ہوئے دوسری نشست میں جناب ممدوح کو تقریر کی زحمت دی گئی موضوع تقریر الہامی تعلیم کی اہمیت اور اس کے مقابلہ میں یورپ کی مادی ترقی کی حقیقت تھا جس پر جناب ممدوح نے کافی روشنی ڈالکر واضح کر دیا کہ قابل تاسی وہ مقدس ہستیاں تھیں جنکو قدرت نے خود انتخاب کر کے اپنے کلام پاک میں ہمارے سامنے پیش کیا ہے نہ کہ یورپ کی یہ مثالیں جو آجکل ہمارے سامنے پیش کی جاتی ہیں،

یہ تقریر پونے دو گھنٹہ تک جاری رہکر کافی اثر سے روشناس ہوئی اور اہل سندھ نے اپنے قلوب میں تدین کے کافی جذبات حاصل کر لیئے،

دوسرے روز مخدوم غلام رسول صاحب کے دولتکدہ پر ایک موعظہ ہوا اور ۵ اپریل کو جناب ممدوح خیرپور ناتھن شاہ روانہ ہو گئے جہاں آجکل مرزائی دفد گیا ہوا ہے، (ذاچیز مدیر)

مقالات

ضروری گذارشیں

(۱) گذشتہ نمبر میں میں اپنی کوتاہی کا معترف ہوکر اپنے آلام و اسقام کو پیش کش ناظرین کر چکا ہوں، مجھے امید تھی کہ ناظرین کرام اس معذرت نامہ کو ملاحظہ فرماکر میری کوتاہی کو عفو فرمادینگے لیکن خلاف امید کثیر التعداد شکایتی خطوط دفتر میں نیز جناب سرکار صدر الشریعہ کی خدمت میں پہونچ گئے میں ان تمام خطوط کو ناظرین کرام کے فرط شغف اور انتہائے شوق پر محمول کرکے ایسے حضرات سے رنجیدہ نہیں مگر افسوس یہ ہے کہ ان مصائب نے میرے احباب کو میری کوتاہی اور الواعظ کی تاخیر اشاعت اور انتظار کی زحمت نے سخت صدمہ پہونچایا اور اس سے زیادہ افسوس یہ ہے کہ ہنوز میرے مصائب کا سلسلہ ختم نہیں ہوا، ۲۹ ذی الحجہ کو جبکہ اپریل کے پرچہ میں صرف ۸ صفحہ طبع ہونے کو باقی رہگئے تھے حسب معمول اسی تپ شدید کی حالت میں عشرہ محرم کے لئے متوجہ جانا پڑا اور وہاں پہونچکر میری بیماری نے بہت طول کھینچا تا اینکہ امید حیات کلیۃً منقطع ہوگئی معلوم نہیں کس کی دعا نے اثر کیا کہ وہاں سے زندہ سلامت واپس آگیا، مجھے امید تھی کہ اپریل کا پرچہ اس درمیان میں شایع ہوجائیگا مگر یہاں آکر معلوم ہوا میر اقبال حسین صاحب مینیجر محرم میں اپنے وطن چلے گئے اسوجہ سے پرچہ شایع نہ ہوسکا میری حالت کا مقتضا یہ نہ تھا کہ دفتر میں بالفعل آمد و رفت کرسکتا مگر مجبوراً گیا اور جس طرح بن پڑا اُس پرچہ کو شایع کیا اور پسماندہ کام کو سمیٹا، کمزوری اور انتہائے ضعف کی حالت میں چھ چھ گھنٹہ کی یک نشست کا تحمل نہ ہوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ علاوہ امراض سابقہ کے ریح البواسیر کے قدیمی مرض نے ایسا دبایا کہ اُٹھنے بیٹھنے سے معذور ہوگیا اور جو تکلیف گذر رہی ہے وہ زبان قلم سے ادا نہیں ہوسکتی تاہم اسی حالت میں پر تشویش دماغ اور دھڑکتے ہوے دل اور کانپتے ہوے ہاتھ سے اس پرچہ کا مسودہ کر رہا ہوں اور آپ حضرات سے دعا کا امیدوار ہوں اگر زندگی نے وفا کی تو یہ پرچہ ختم کرکے حاضر کرتا ہوں اور آئندہ بھی خدمتگذاری میں کوتاہی نہ کرونگا ورنہ ایک سورۂ فاتحہ سے فراموش نہ فرمائیے گا بیماری بہت طول پکڑ چکی ہے اور کمزوری اپنا پورا قبضہ کر چکی ہے،

(۲) اس نمبر میں ایک دوسرا ضمیمہ موسوم بہ اسرار علیوی جو نمبر ۱۲ جلد ۶ میں (۴۴) صفحہ تک طبع ہوچکا تھا پھر حاضر ہے، یہ رسالہ اسم بامسمیٰ الرحلۃ المدرسیہ و المدرسۃ السیارہ کا ترجمہ ہے جو علمائے نجف اشرف دام اللہ فیوضہم نے عربی زبان میں تصنیف فرمایا تھا ہماری ناچیز التماس کے موافق جناب مولوی میر سید حسین صاحب واعظ دام علاہ نے اسکا ترجمہ خاص الواعظ کے لیے شروع فرمایا تھا

جو نہایت توجہ سے دیکھا گیا اور اس موضوع میں نہایت مفید و کار آمد سمجھا گیا مگر چونکہ جناب موصوف سال گذشتہ خدمت تبلیغ پر مامور ہو کر لکھنؤ میں قیام نہ فرما سکے اور حالت سفر میں خدمت مفوضہ کی وجہ سے اس خدمت کو ادا نہ کر سکے اور جب سے لکھنؤ میں بکار خاص مقرر ہوئے اُسوقت سے فصلی بخار کی زحمتیں اُٹھاتے رہے اسوجہ سے یہ ضمیمہ جلد ۷ اور جلد ۸ میں شائع نہ ہو سکا مگر اب چونکہ موصوف کا قیام لکھنؤ میں مستقل رہنے کی امید ہے لہذا اب یہ ضمیمہ بھی مستقلاً حاضر ہوتا رہے گا جو حضرات ۱۹۲۸ء میں خریدار ہوئے تھے وہ سابق کے صفحات ملاحظہ فرمانے کے لیے گذشتہ نمبروں کو جنمیں وہ صفحات طبع ہوئے تھے فی نمبر ۲ کے حساب سے طلب فرما سکتے ہیں۔

---

(۳) اس نمبر میں کسی جگہ آپکو قرآن مجید کے مقبول ترجمہ کا ایک اشتہار نظر پڑے گا جو مطبع یوسفی کے مینجر صاحب نے طبع کرایا ہے یہ ترجمہ اپنی شہرت و مقبولیت عامہ کی وجہ سے معرفی کا محتاج نہیں ہے امید ہے کہ ناظرین کرام اس اشتہار کو کمال توجہ سے ملاحظہ فرمائینگے۔

اعلان باحلف

مومنین آیۂ لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھکر اعتبار دلاتا ہوں کہ میں جھوٹا نہیں ہوں، لہذا اگر آپ کسی مہلک مرض یا معاملہ مقدمہ یا دشمن کے جال میں پھنسے ہوں اور اُسے نابود کرنا چاہتے ہوں، یا نوکری تجارت زمینداری و کاشتکاری میں ترقی منظور ہو غرضکہ دنیا کا کوئی کام ہو تعویذ اسم اعظم مفت صرف چار آنہ خرچہ اشتہار بھیجکر منگالو، اور اسی کے ساتھ کتاب اسم اعظم جام جمشید، کالا جادو قیمت ۱۲ر جو سال آئندہ اور سو سال گذرا ہوا حال بتاتی ہے منگالو انشاء اللہ یوم میں آپکی دلی مرادیں اسطرح سے ملیں گی کہ آپ حیران رہینگے بعد کام ہونیکے عہ نذرانہ لیا جائیگا، ہر ایک کام کا انجام ہر قسم کی خط و کتابت سے مل سکتے ہیں فیس فی سوال عہ، چند کتب اعجاز زاہدی ۳ ہے طلسم حیرت عہ موہنی منتر لعہ

المشتہر

پنجتنی کمپنی نانوتہ ضلع سہارنپور

علی ولی کی دلیعہدی

ایک سنی عالم کے قلم سے لفظ مولا کے معنی اختلاف فریقین کا بہترین فیصلہ

ابتدائے خلقت عالم سے آجتک کتنی قومیں بنیں اور بگڑیں اور کتنی سلطنتیں قائم ہوئیں اور مٹیں اور کتنے قانون مدون ہوئے اور حرف غلط کی طرح صفحہ ہستی سے محو ہوئے اور کب سے یہ سلسلہ جاری ہوا اور کبتک جاری رہے گا؟ ہمیں نہیں معلوم تاریخ کی زبان ان تفاصیل کے بیان سے قاصر ہے اہر روز نت نئے تغیرات حادث ہوتے رہتے ہیں اور ہوتے رہیں گے کہاں تک کوئی انکا ضبط و حصر کرسکتا ہے لیکن ربانی سلطنت اور الٰہی قانون یا اصطلاح جدید قانون قدرت یا قانون فطرت ایسا ناقابل تغیر قانون ہے کہ جسمیں نہ کبھی کوئی تغیر ہوا ہے نہ کبھی ہوگا لاتبدیل لکلمات اللہ کا مستمر قاعدہ ہر زمانہ اور ہر وقت کے لئے یکساں ہے اور دنیا کی تمام قومیں خواہ کسی مذہب و قانون کی پابند ہوں یا ان دونوں سے کلاً یا جزواً آزاد موحد ہوں یا مشرک دہریہ ہوں یا لاادریہ وغیرہ وغیرہ سب اس قانون کلی کے آگے سر تسلیم خم کیے ہوئے ہیں مجکو اسوقت تمام قوانین فطرت سے بحث نہیں ہے اور نہ یہ میرے امکان کی بات ہے میں تو اسوقت تمامی مخلوقات و مفطورات میں سے صرف اس بدیع فطرۃ کی نوعی حالت سے بحث کرنا چاہتا ہوں جو تمامی مفطورات میں صنعت صانع کا بہترین نمونہ کہے جانے کا مستحق ہے اور جسے خود فاطر السموٰت والارض نے ولقد کرمنا بنی آدم کے ایک فخر لقب سے ملقب کرکے مکرم و ممتاز فرمایا ہے، یہ نوع اپنے اشرف المخلوقات ہونے سے بلحاظ اصول تمدن ہمیشہ سے تابعیت و متبوعیت اور ریاست و مرؤسیت کے، تا گزیر سلسلہ میں مسلسل ہے کوئی امیر ہے کوئی متبوع کوئی رئیس ہے کوئی مرؤس کوئی راعی ہے کوئی رعیت کوئی حاکم ہے کوئی محکوم کوئی آمر ہے کوئی مامور کوئی شاہ ہے کوئی شاہنشاہ کوئی باثر ہے کوئی زیر اثر ناممکن ہے کہ یہ نوع کبھی اور کسیوقت اس سلسلہ سے علیحدہ ہوئی ہو یا علیحدہ ہوجائے تاہم یہ بات قابل غور ہے کہ اس تفوق و تنزل کے لیئے بھی قدرت نے کوئی الٰہی قانون مقرر کیا ہے جس کے لحاظ سے یہ تقرر جائز طور سے عمل میں آتا ہے یا ہر جابر و متغلب کو الٰہی قانون کی رو سے یہ حق حاصل ہے کہ وہ زبردستی اپنے بنی نوع گردنوں کا مالک بن جائے؟

دنیا میں اکثر ہوا تو ایسا ہی ہے کہ جن جبابرہ و متغلبین کو کچھ قوت و شوکت حاصل ہوگئی وہ بغیر

ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ غیر مصافی لوگوں کو
تہ تیغ اور بستیوں کو اجاڑ اور آبادیوں کو خراب و ویران کر کے خلفاء و سلاطین کہلانے لگے اور اپنے طرہ
امتیاز اور تاج افتخار کو بخیال خود آسمان تک پہونچا کر ظل اللہ اور خلیفۃ اللہ پکارے جانے کے
آرزو مند ہو گئے مگر کیا یہ خود ساختہ ملوک سلاطین درحقیقت اُس عادل خدا کے خلیفہ ہو سکتے
ہیں جنکی ساحت، عزت و جلالت سے جبر و ظلم کا بعد آسمان و زمین کے بعد سے بڑھا بڑھا ہوا ہے
اور جو اپنے بندوں کی جائز بلکہ واجبی آزادی کو محفوظ رکھنے کے لیے ہر زمانہ میں اپنا ایک خلیفہ
مقرر کرتا رہتا ہے خواہ وہ نبی ہو خواہ امام بندہ اپنے پورا اختیار سے اس انتظام کو قبول کریں یا نہ کریں
وہ اس انتظام کے منوانے کے لیے بمقتضاے عدل کسی پر جبر نہیں کرتا
دنیا کی عمر علمی اختلاف الاقوال جسقدر بھی ہو ہمیں اُس سے کوئی بحث نہیں مگر وہ ناقابل انکار
بات جو بلا خوف اختلاف و انکار بے تامل کہی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ ابو البشر صفی اللہ حضرت آدم
علی نبینا و آلہ و علیہ السلام سے افضل البشر حبیب اللہ حضرت خاتم الانبیا صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہ
و آلہ تک خدا کی زمین اُسکی حجت سے کبھی خالی نہیں رہی اور وہ اپنے خلفا ہمیشہ اپنی جانب سے مقرر فرماتا
رہا یہ دوسری بات ہے کہ بندوں نے اُنکو خلیفہ الٰہی تسلیم کیا اور اُن کی اطاعت کی یا نہیں، ان خلفا کی
تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار یا ایک لاکھ اسی ہزار تک پہونچتی ہے اور جسقدر اُن کے اوصیا ہیں جو انکے
بعد بحکم خدا انھیں کی تصریح و تنصیص سے اُنکے جانشین ہوتے رہے انبیاء کرام کی سیرت اور تاریخ
عالم اسکی شاہد ہے اور فرق اسلامیہ میں سے کسی فرقہ کو اسمیں کوئی اختلاف نہیں ہے اختلاف کی حد
صرف سنہ ۱۱ ہجری سے شروع ہوتی ہے اور ہمیں اسی اختلاف کے رفع کرنے اور مسئلہ متنازعہ کی تحقیق کیلئے
اصول مسلمہ اسلامیہ اور کتاب و سنت کے سیاق و سباق کی جانب نظر کرنے کی ضرورت لاحق ہوتی ہے
ہم اپنے مقررہ نصب العین کے موافق کوئی باب مناظرہ کا کھولنا نہیں چاہتے لیکن مقام تحقیق میں صاف
طریقہ سے اس التماس کو اپنا فرض جانتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اتحاد غرض اور فرائض منصبیہ کے لحاظ سے
نبی و امام دونوں خلیفہ الٰہی اور دونوں خدا کی حجتیں ہیں نبی کی خلافت میں کسی بشر کا توسط نہیں ہوتا
اور امام کی خلافت بتوسط نبی وقوع ہوتی ہے لہذا لفظ خلافت دونوں کو شامل ہے اور کتاب و سنت کے تتبع
و استقراء سے خلافت الٰہیہ کا ثبوت ذیل کی پانچ صورتوں میں منحصر معلوم ہوتا ہے:۔
(۱) یہ کہ اللہ جل شانہ خود اپنے خطاب با صواب میں اپنے بارگاہ کے مقربوں کو انکی خلافت سے مطلع فرمائے
جیسا کہ حضرت ابو البشر کے باب میں ملائکہ سے ارشاد فرماتا ہے:۔

واذ قال ربک للملئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک قال انی اعلم ما لا تعلمون (البقرہ پ ۱)

اور جب کہا تیرے پروردگار نے فرشتوں سے کہ میں زمین میں بنا ایک خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں فرشتوں نے کہا کہ کیا تو ایسے شخص کو اسمیں مقرر کریگا جو اسمیں فساد کرے اور خون بہائے حالانکہ ہم تیری حمد کی تسبیح پڑھتے ہیں اور تیری تقدیس کرتے ہیں فرمایا جسے تم نہیں جانتے اُسے ہم ہی خوب جانتے ہیں۔

(۲) یہ کہ خود اُس خلیفہ و نائب کو اس اعلان سے آگاہ فرمائے جیسا کہ حضرت داؤد سے ارشاد فرماتا ہے۔

یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الھویٰ فیضلک عن سبیل اللہ (ص پ ۲۳)

اے داؤد ہمنے تمکو زمین میں بنا خلیفہ مقرر کیا تو تم لوگوں کے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرتے رہو اور نفسانی خواہش کی پیروی نہ کرو اس لیے کہ وہ تمکو اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی،

(۳) یہ کہ اپنے پیغامبر کی زبان فیض ترجمان سے اُس کی خلافت کا اظہار کرا دے جیسا کہ حضرت ہارون کی خلافت کو حضرت موسیٰ سے اسطرح ظاہر کرا دیا۔

وقال موسیٰ لاخیہ ھارون اخلفنی فی قومی واصلح ولا تتبع سبیل المفسدین (الاعراف پ ۹)

اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ تم میری قوم میں میری نیابت کرو اور اصلاح کرتے رہو اور مفسدوں کی راہ کی پیروی نہ کرو،

(۴) یہ کہ ظہور اعجاز مثبت نبوت و امامت ہو کر اُس کی خلافت کا کاشف ہو جائے جیسا کہ باتفاق مسلمین ثابت ہے،

(۵) یہ کہ امام سابق سے امام لاحق کے لیئے نص فرما دی ہو جیسا کہ علاوہ اخبار رسول کے حضرات ائمہ اثنا عشر میں سے ہر ایک امام اپنے امام مابعد کے لیئے نص فرما تا رہا،

آخری صورت صرف انھیں لوگوں کو مسلم ہو گی جو ائمہ اثنا عشر کی امامت کے قائل ہیں در اول کی چار صورتوں کے تسلیم کرنے میں بظاہر کسی مسلم کو تامل نہ ہو گا اور تحقیق حق کے دشوار گذار وادی میں بہو نچکر انصاف کا ماننا پڑیگا کہ خلافت الٰہیہ بالمعنی الاعم کے لیئے نص خدا و رسول و ظہور معجز لابدی ہے بندوں کو اُس کے انتخاب کا کوئی حق نہیں ہے خواہ وہ عوام ہوں خواہ خواص جماعت

اُن کی منتظم ہو یا غیر منتظم انتخاب باتفاق آرا ہو یا بکثرت آرا اور نہ اُسے خود اپنے منوانے کا کوئی استحقاق ہے انصاف کی زبان ایسی مصنوعی خلیفہ کو رعایا یا جماعت منتظمہ یا جبر و غلبہ ہی کا خلیفہ کہی گی،

تقریر مذکورہ بالا صرف قوت ناطقہ کی فیاضی اور محض استنباط ہی نہیں ہے بلکہ اُسکی تائید کے لیے متعدد آیات قرآنیہ موجود ہیں جن کے عموم سے اس موضوع پر استدلال ہو سکتا ہے،

وربک یخلق ما یشاء ویختار ما کان لھم الخیرۃ ۵ — اور تیرا پروردگار جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہی چن لیتا ہے بندوں کو کوئی اختیار نہیں ہے

ھو الذی جعلکم خلئف الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجات لیبلوکم فیما اتکم ان ربک سریع العقاب وانہ لغفور الرحیم (الانعام پ ۸) — وہی وہ ہے کہ جس نے تمکو زمین میں نائب بنایا اور بعض کا درجہ بعض سے بلند کیا تاکہ جو کچھ اُس نے تمکو دیا ہے اسمیں تمہاری آزمائش کرے بیشک تیرا رب بسرعت عقاب کرنیوالا ہے اور بلاشبہ وہی بخشش کرنے والا ترس مند ہے،

اور جب یہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچگیا کہ خلیفہ کا تقرر خدا اور رسول ہی کیجانب سے ہوتا آیا ہے اور بعثت نبی کی طرح نصب امام بھی خدا ہی کے ید قدرت میں ہے اور نبی کی مبارک زبان وحی الٰہی اور حکم ربانی کی ترجمان ہے تو اب یکھنا یہ ہے کہ جو دلائل خلافت امیر المومنین پر پیش کیے جاتے ہیں اور جو آیات و احادیث نص خلافت سمجھے جاتے ہیں وہ کسقدر ہیں اور علمائے اسلام اُنکی بابت کیا خیال رکھتے ہیں؟ دلائل کی کثرت سے ہمیں فی الحال بحث نہیں ہے اور علامہ حلی کی الفین جسمیں دو ہزار دلیلیں خلافت امیر المومنین پر ثبت کی گئی ہیں ہمارے دعوی کی شاہد ثبت ہے مگر ہم اس وقت ان سب سے قطع نظر کر کے صرف حدیث غدیر کو پیش کرنا چاہتے ہیں اور لفظ مولیٰ جو اس حدیث میں محل اختلاف ہے اُس کے سیدھے سادے بے تکلف معنی بیان کرنے کے لیے علامہ اجل فہامہ اکمل الشیخ کمال الدین محمد بن طلحہ شافعی کی تالیف لطیف مطالب السئول فی مناقب آل الرسول سے ایک سیر کن عبارت پیش کرتے ہیں :-

نقول ہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ قد اشتمل علی لفظۃ (من) وھی موضوعۃ للعموم فاقتضی ان کل انسان کان رسول اللہ مولاہ کان علی مولاہ واشتمل علی لفظۃ المولی وھی لفظۃ — خلاصہ یہ کہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ میں دو لفظیں قابل غور ہیں ایک لفظ من جو عموم کے لیے وضع کیا گیا ہے اور مقتضی عموم کا یہ ہے کہ رسول اللہ جن انسانوں کے مولا ہیں علی بھی اُسکے مولیٰ ہیں دوسرے لفظ مولیٰ جو کئی معنوں کے لیے

مستعملۃ بازاء معان متعددۃ
قد ورد القرآن الکریم بہا
فتارۃ تکون بمعنی اولی قال اللہ تعالیٰ
فی حق المنافقین ماویکم النار ہی
مولیکم معناہ اولیٰ بکم وتارۃً بمعنی
الناصر قال اللہ تعالیٰ ذلک بان اللہ
مولی الذین آمنوا وان الکافرین لا
مولیٰ لہم معناہ ان اللہ ناصر المؤمنین
وان الکافرین لا ناصر لہم وتارۃ
بمعنی الوارث قال اللہ تعالیٰ ولکل
جعلنا موالی مما ترک الوالدان
والاقربون معناہ وراثا وتارۃً بمعنی العصبۃ
قال اللہ تعالیٰ وانی خفت الموالی من
ورائی معناہ عصبتی وتارۃً بمعنی
الصدیق والحمیم قال اللہ تعالیٰ یوم لا
یغنی مولیً عن مولیً شیئا معناہ
حمیم عن حمیم وصدیق عن
صدیق وتارۃً بمعنی السید المعتق
وھو ظاہر واذا کانت واردۃ بہذہ
المعانی فعلی ایہا حملتہا اما علی کونہ
اولی کما ذہب الیہ طائفۃ او
علی کونہ ناصراً او وارثاً او عصبۃً او
حمیماً وصدیقاً فیکون معنی الحدیث
من کنت ولیہ او ناصرہ او وارثہ
او عصبتہ او حمیمہ او صدیقہ فان

استعمال ہوتا ہے اور وہ سب قرآن کریم میں کو رہیں
چنانچہ کبھی بمعنی اولیٰ آتا ہے جیسا کہ خداوند عالم
منافقین کے حق میں ارشاد فرماتا ہے "جگہ تمہاری
آتش جہنم ہے وہی تمہاری مولیٰ ہے یعنی تمہارے
لیئے اولیٰ ہے اور کبھی ناصر کے معنوں میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ
ارشاد فرماتا ہے "یہ اس لیئے کہ اللہ اُن لوگوں کا
مولیٰ ہے جو ایمان لائے ہیں اور کافروں کا کوئی
مولیٰ نہیں ہے یعنی اللہ مومنوں کا ناصر ہے اور
کافروں کا کوئی ناصر نہیں ہے اور کبھی بمعنی وارث
جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے اور ہم نے
ہر ایک کے لیئے موالی مقرر کردیے ہیں اُس ترکہ
کے جسے ماں باپ اور عزیز و اقارب چھوڑ جائیں
یہاں موالی بمعنی ورثا ہے اور کبھی اُن قرابت
داروں کے معنی میں آتا ہے جنکا کوئی حصہ میراث
میں معلوم و معین نہ ہو جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا
ہے "اور میں اپنے بعد موالی سے خوف کرتا ہوں یہاں
مولیٰ بمعنی قرابت داران مذکور ہے اور کبھی دوست
کے معنوں میں آتا ہے جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ
جس دن کوئی مولیٰ کسی مولیٰ کے کام نہ آئے گا یہاں
مولیٰ بمعنی دوست ہے اور کبھی مالک اور آزاد
کنندہ کے معنوں میں آتا ہے اور یہ معنی ظاہر ہیں
اور جبکہ لفظ مولیٰ ان معانی میں مستعمل ہے تو ان میں سے
ہر ایک معنی پر محمول ہو سکتا ہے چاہے اولیٰ کے معنوں میں لو
جیسا کہ ایک گروہ (شیعہ) کا مذہب ہے خواہ ناصر اور وارث
اور قرابت دار اور دوست کے معنوں میں بہرحال معنی اس حدیث

عليا منه كذلك وهذا صريح في
تخصيصه لعلي بهذه المنقبة
العلية وجعله كنفسه بالنسبة الى
من دخلت عليهم كلمة (من)
التي من العموم بما لم يجعله لغيره
وليعلم ان هذا الحديث هو من
اسرار قوله تعالى في اية المباهلة
قل تعالوا ندع ابناءنا وابناءكم
ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم
والمراد نفس علي على ما تقدم
فان الله جل وعلى لما قرن بين
نفس رسول الله ونفس علي وجمعهما
بضمير مضاف الى رسول الله اثبت
رسول الله لنفس علي بهذا الحديث
ما هو ثابت لنفسه على المؤمنين
عموما فانه اولى بالمؤمنين و
ناصر المؤمنين وسيد المؤمنين و
كل معنى امكن اثباته مما دل عليه
لفظة المولى لرسول الله فقد جعله
لعلي وهي مرتبة سامية
ومنزلة سامقة ودرجة
علية ومكانة رفيعة خصصه
بها دون غيره فلهذا صار ذلك
اليوم يوم عيد وموسم سرور

کے یہ ہونگے کہ میں جس سے اولی ہوں یا جسکا
ناصر ہوں یا جسکا وارث ہوں یا جسکا قرابت
دار یا جسکا دوست ہوں بلاشبہ علی بھی ان
سے یہی نسبت رکھتے ہیں اور یہ ارشاد بصراحت
بتلا رہا ہے کہ آنحضرتؐ نے علی کو اس مرتبہ
بلند سے مخصوص فرمایا ہے اور جن جن لوگوں
پر کلمہ (من) جو عموم کے لئے ہے داخل ہو سکتا
ہے ان سب کی نسبت انھیں مثل اپنے
نفس کے قرار دیا ہے اور علاوہ علی کے
کسی دوسرے کو یہ رتبہ نہیں دیا۔ اور معلوم
رہے کہ یہ حدیث قول باری تعالی کے
اسرار میں سے ہے جو وہ آیہ مباہلہ میں ارشاد
فرماتا ہے کہ اے محمد نصاری نجران سے
کہدو کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور
تم اپنے بیٹوں کو اور ہم اپنی عورتوں کو اور
تم اپنی عورتوں کو اور ہم اپنے نفسوں کو اور
تم اپنے نفسوں کو،، اور مراد انفسنا سے بنابر
تقریر سابق کے نفس علی ہے تو جب خدائے جلیل
و برتر نے نفس رسول اور نفس علی کو مقرون کر کے
اور ان دونوں کو ایک ضمیر میں جمع کر دیا جو رسول اللہ کی طرف مضاف ہے
تو رسول اللہ نے بھی نفس علی کے لیے اس حدیث کے ذریعہ
سے وہ فضیلت ثابت کر دی جو خود آپ کے
نفس کے لیے جمیع مومنین پر عموماً ثابت تھی
کہ آنحضرت اولی بالمومنین بھی ہیں اور ناصر المومنین

لا ولیٰ لہ
(مطالب السئول صفحہ ۳۰ انوار محمدی لکھنؤ)

بھی ہیں اور سید المومنین بھی اور جن جن معنوں پر لفظ مولیٰ دلالت کرتا ہے انہیں سے جن جن معنوں کا اثبات رسول اللہ کے لیئے ممکن ہو اُن سب کو آنحضرت نے علی کے لیئے ثابت کر دیا ہے اور یہ وہ مرتبہ بلند اور منزلت عالی اور درجہ متعالی اور مقام رفیع ہے جس سے آنحضرت نے صرف علی کو مخصوص فرمایا ہے اور اسی وجہ سے یہ دن دوستان علی کے لیے یوم عید اور فصل سرور قرار پا گیا،

خلاصہ یہ کہ لفظ مولیٰ کے جو معنی خود رسول کے لیئے ثابت ہوں گے وہی کلمہ من کے عموم سے علی کے لیئے بھی ثابت ہونگے اور جن جن معنوں سے رسول مولیٰ مومنین ہوں گے انھیں معنوں سے علی بھی مومنین کے مولیٰ ہوں گے ولنعم ما قیل

چراد ر معنی من کنت مولیٰ میزنی سر
علی مولیٰ باین معنی کہ پیغمبر بود مولیٰ
وھذا ھو المطلوب

(راقم مدیر)

حیدری جنتری

یہ قابل ملاحظہ جنتری جناب مولوی شیخ ابو القاسم صاحب حیدر آبادی کی فکر صائب اور ذہن ثاقب کا نتیجہ ہے جسے ممدوح نے من جمیع الوجوہ مفید وکارآمد اور ذخیرہ معلومات بنانے میں اپنی بلیغ کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا مگر ہمکو جو باتیں سب سے زیادہ پسند آئیں وہ ناہواری جدولوں میں عربی مہینوں سے ابتدا اور اسی کے ساتھ ہر مہینہ کے تاریخوار اور مشہور اسلامی واقعات تاریخی اور گوشوارہ اعمال اور حیدرآباد دکن کے متبرک مقامات اور اُنکی تاریخ اور بعض امور مذہبی کے ضروری اندراجات ہیں اور انھیں وجوہ سے ہم اس جنتری کو ہندوستان کی تمام جنتریوں سے بہتر خیال کرکے ناظرین کرام سے اسکے ملاحظہ کی سفارش کرتے ہیں ۱۴۴ صفحہ کا حجم قیمت بلحاظ کاغذ ۶/ اور ۴/ مؤلف ممدوح سے یہ نشان کتبخانہ حیدری چھتہ بازار مقابل بارہ دری حیدرآباد دکن،

ھوالاحد ھوالصمد

قرآن مجید مقبول ترجمہ محشی

سلطان المتکلمین عمدۃ الواعظین مقبول بارگاہ رب صمد مولانا ومقتدانا مولوی

السید مقبول احمد صاحب قبلہ دہلوی علی اللہ مقامہ بحمد اللہ آٹھ سال بعد پھر طبع ہونا

شروع ہوگیا ہے پانچ پارے طبع ہوگئے اور انشاء اللہ پانچ ماہ میں مکمل تیار ہوجائیگا،

ہدیہ بجائے بیس روپیہ صرف دس روپیہ پانچ آنے غیر مجلد علاوہ

محصول مجلد چرمی بارہ روپیہ پانچ آنے مگر یہ رعایت صرف ان حضرات کے لئے ہے جو پندرہ یوم کے

اندر مجلد یا غیر مجلد کا ہدیہ پیشگی بذریعہ منی آڈر بھیجکر اپنا نام فہرست خریداران میں درج کرالینگے ورنہ

یہ مدت گذرنے پر بیس روپیہ ہدیہ ہوگا سنہ ۱۹۲۰ء میں اسکا آخری ہدیہ بائیس روپیہ تھا

اور آٹھ سال کی مدت میں سنہ ۱۹۲۸ء تک پچاس روپیہ کے خریدار محروم رہ گئے ہزاروں اور لاکھوں

قاریان قرآن اس ترجمہ اور حاشیہ کے لیے تڑپ رہے تھے اور یہ قرآن مجید اب صرف دو ہزار کی

تعداد میں چھپ رہا ہے اگر فوراً آپنے نام درج نہ کرالیا تو پھر پچاس روپیہ میں نہیں ملیگا منی آڈر فوراً

بھیجیے اور قرآن مجید انشاء اللہ ماہ رمضان المبارک سے قبل آپکو مل جائیگا

منی آڈر کا پتہ:- **ابو القلم سید منیر زیدی الواسطی مالک مطبع یوسفی دہلی**

عن بشیر الدھان عن ابی عبد اللہ قال قلت لہ انی رأیت فی المنام انی قلت لک ان القتال مع غیر الامام المفروض طاعتہ حرام مثل المیتۃ والدم ولحم الخنزیر فقلت ھو کذلک فقال ابو عبد اللہ ھو کذلک

فروع کافی کتاب الجہاد صفحہ ۶۱۲

بشیر روغن فروش سے حضرت امام جعفر صادق ع سے منقول ہے کہا بشیر نے کہ میں نے حضرت سے عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں آپکی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کہ واجب الاطاعت امام کے علاوہ دوسرے شخص کی ہمراہی میں جنگ کرنا مردار اور خون اور سور کے گوشت کے طرح حرام ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں ایسا ہی ہے اس خواب کو سنکر حضرت نے فرمایا ایسا ہی ہے ایسا ہی ہے ،،

عن ابی عبد اللہ ع سئل عن المبارزۃ بین الصفین بعد اذن الامام قال لا باس ولکن لا یطلب الا باذن الامام

(فروع کافی کتاب الجہاد صفحہ ۶۱۹)

حضرت امام جعفر صادق ع سے دونوں صفوں کے درمیان اذن امام کے بعد جنگ کرنے کی بابت سوال کیا گیا حضرت نے فرمایا کہ کوئی خوف نہیں ہے مگر بغیر اذن امام کے مبارزطلبی جائز نہیں ہے

عن علی بن الحسین قال اذا اخذت اسیراً فعجز عن المشی ولیس معک محمل فارسلہ ولا تقتلہ فانک لا تدری ما حکم الامام فیہ (فروع کافی صفحہ ۶۲۱)

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ جب تو کوئی قیدی گرفتار کرے اور وہ چلنے سے عاجز ہو اور تیرے ساتھ محمل نہ ہو تو اُسے چھوڑ دے اور قتل نہ کر اس لئے کہ تو نہیں جانتا کہ اس کے بارے میں امام کا کیا حکم ہے،،

غرض جنگ کے تمام اختیارات صرف نبی یا امام کے منصفانہ و عادلانہ اختیار میں محدود ہیں اور بغیر اذن نبی و امام کے کسی مسلمان کو جنگ کی اجازت نہیں ہے اور چونکہ اس زمانہ میں اذن امام حاصل نہیں ہو سکتا لہذا جہاد کا فریضہ ہی ساقط ہے اس ضروری شرط کی موجودگی میں بسا اوقات ایسا ہوگا کہ امام سے اجازت لینے کے ذرایع ہر شخص کو آسانی سے مہیا نہ ہو سکیں گے اور کبھی ایسا ہوگا کہ امام اجازت ہی نہ دینگے اور کبھی ایسا ہوگا کہ اجازت حاصل ہونے کی مدت تک جذبہ انتقام فرو ہو جائیگا اور جنگ کی نوبت نہ آئے گی ،، مگر سوال یہ ہے کہ اسلام نے ایسے مخفی ذرایع سے انسداد جنگ کے تدابیر کیوں اختیار کیئے صاف حرمت کا فتویٰ کیوں نہ دے دیا اسکا جواب ہم دے چکے ہیں کہ اسلام کے بعد اب کوئی شریعت آنے والی نہ تھی اس لیئے اسکی نظر ہر زمانہ کی شخصی اور قومی ضرورتوں

پر ہو، چاہیئے تھی، اگر اسلام تحریم جنگ کی تجویز ایک دم پاس کر دیتا تو دنیا عظیم مفاسد سے لبریز ہوکر تنگ اور صلح کل افراد کے لیئے تنگ ہوکر رہ جاتی شریر لوگ جسکا خون چاہتے بہا لیتے اس لیئے اسلام نے جنگ کی ضرورت فی الجملہ تسلیم بھی کر لی تاکہ امن کا سرچشمہ کھلا رہے اور خبیث النفس اشرار اسلام کی شمشیر صاعقہ بار کے خوف سے سرکشی و سرتابی نہ کر سکیں اور پھر اُسکو نبی یا امام کی اذن و اجازت سے مقید و مشروط بھی کر دیا کہ کسی مسلمان کی تلوار بے موقع و بے محل نیام سے باہر آکر بلند نہ ہو اور کوئی قطرہ خون کا بلا وجہ شرعی جسکا عارف بجز امام کے کوئی نہیں ہو سکتا زمین پر گرنے نپائے

قرآن مجید میں جدال کے کیا معنی ہیں

مسلمان کن معنوں سے جدال پر مامور ہیں؟

قرآن مجید میں جدال کا لفظ مع مشتقات تقریباً[ع] ۱۴ مقام پر وارد ہوا ہے جنمیں سے صرف ایک مقام پر جدال کا حکم دیا گیا ہے مگر سوال یہ ہے کہ وہاں جدال کے معنی کیا ہیں اور ہمیں کس امر کا حکم دیا گیا ہے کیا جدال کے یہ معنی ہیں کہ اپنے مخالف کے سینہ پر سوار ہوکر اُسکو کند چھری سے ذبح کر دو؟ نہیں ہرگز نہیں ہمیں ایسے جدال سے بہت سختی کے ساتھ روکا گیا ہے آیت کے الفاظ پڑھو اور حسن معنی سے لطف اٹھاؤ،

ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلھم بالتی ھی احسن۔ (النحل ۱۲۵)	اپنے پالنے والے کے راستہ کی طرف دانائی اور اچھی نصیحت کے ذریعہ لوگوں کو بلاؤ اور بہترین طریقہ کے ساتھ اُنسے مباحثہ کرو۔

اس آیت کی مزید تفصیل کے لیئے ہم ایک بیرکن عبارت درج کرتے ہیں غور سے ملاحظہ ہو

ادع الی سبیل ربك بالحکمة،	اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت کے ساتھ دعوت دیے

[ع] تجادل النساء، جادلتنا وجدالنا هود، جادلتم یجادل النساء، یجادلك المجادلة یجادلونك انفال، جادلوك الحج، یجادلو وجادلوھم المؤمن، جدال البقرہ جدلاً الکهف ج جادلھم النحل ۱۲۵ یجادل الحج

(بالمقالة المحكمة الصحيحة الموضحة للحق المزيحة للشبهة وهذا للخواص) والموعظة الحسنة (الخطابات المقنعة والعبر النافعة التي لا يخفى عليهم انك تناصحهم وتنفعهم فيها وهذا للعوام) وجادلهم بالتي هي احسن (بالطريقة التي هي احسن طرق المجادلة وهذا للمعاندين والجاحدين)

یعنی مضبوط اور صحیح اور حق کے واضح کرنے والے اور شبہ کے دفع کرنے والے قول کو پیش کر اور یہ خاص لوگوں کے لیئے ہے اور موعظہ حسنہ سے مراد وہ مستحکم خطابات اور نافع حکایات اور تذکرے ہیں جن سے سُننے والوں پر واضح ہو جائے کہ تو اُنکو اُن خطابات وحکایات کے ذریعہ سے نصیحت کر رہا ہے اور اُنکو نفع پہونچا رہا ہے اور یہ عوام کے لیئے ہے اور جادلہم بالتی ہی احسن سے وہ طریقہ مراد ہیں جو بہترین طرق مباحثہ ہیں اور یہ معاندین اور منکرین کے لیئے ہے

في الكافي والقمي عن الصادق يعني بالقرآن، في الاحتجاج وفي تفسير الامام عند قوله قل هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين من سورة البقرة ذكر عند الصادق الجدال في الدين وان رسول الله والائمة نهوا عنه قال الصادق لم ينه عنه مطلقاً ولكن نهى عن الجدال بغير التي هي احسن اما تسمعون قوله ولا تجادلوا اهل الكتاب الا بالتي هي احسن وقوله ادع الى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتي هي احسن فالجدال بالتي هي احسن قد امر به العلماء بالدين والجدال بغير التي هي احسن محرم حرمه الله على شيعتنا وكيف يحرم الله الجدال جملة وهو يقول وقالوا لن يدخل الجنة الا من كان هوداً او

کافی اور تفسیر قمی میں حکمت اور موعظت سے مراد قرآن مجید ہے احتجاج میں منقول ہے کہ تفسیر امام میں زیر تفسیر آیہ قل ہاتوا برہانکم الایہ کی تفسیر میں مندرج ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں دینی مباحثہ کا ذکر کیا گیا اور یہ کہ رسول اللہ اور ائمہ علیہم السلام نے اُس کی ممانعت فرمائی ہے آپ نے فرمایا کہ اُس کی ممانعت مطلقاً نہیں فرمائی مگر وہ مباحثہ جو بہترین طریقہ سے نہ ہو ممنوع ہے کیا تم لوگوں نے آیہ ولا تجادلوا اہل الکتاب الا بالتی ہی احسن اور آیہ ادع الی سبیل ربک الخ کو نہیں سنا پس جو مباحثہ جو بہترین طریق سے ہو اسپر علمائے دین مامور ہیں اور جو نہ ہو وہ ہمارے شیعوں پر اللہ نے حرام فرمادیا ہے اور اللہ تعالیٰ مباحثہ کو کلیۃً کیونکر حرام فرما سکتا ہے حالانکہ وہ خود ہی ارشاد فرماتا ہے کہ یہودیوں اور نصرانیوں نے کہا کہ جنت میں وہی جائے گا جو یہودی اور نصرانی ہو اس قول کو نقل

نصاری وقال اللہ تعم، تلك امانيهم
قل هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين فجعل
علم الصدق والايمان بالبرهان وهل
يوتى بالبرهان الا فى الجدال بالتى هى
احسن والتى ليست باحسن قال اما
الجدال بغير التى هى احسن فان تجادل
مبطلاً فيورد عليك باطلاً فلا ترده
بحجة قد نصبها الله ولكن تجحد قوله او تجحد حقاً يريد ذلك
المبطل ان يعين به باطله فتجحد ذلك
الحق مخافة ان يكون له عليك فيه
حجة لانك لا تدرى كيف المخلص
منه فذلك حرام على شيعتنا ان
يصيروا فتنة على ضعفاء اخوانهم
وعلى المبطلين اما المبطلون فيجعلون
الضعف منكم حجة له على باطله
اما الضعفاء فتغتم قلوبهم لما يرون
من ضعف الحق فى يد المبطل اما الجدال
بالتى هى احسن وهو ما امر الله به نبيه
ان يجادل به من جحد البعث بعد
الموت واحياء الله فقال حاكيا عنه
وضرب لنا مثلاً ونسى خلقه قال من
يحيى العظام وهى رميم وقال الله فى
الرد عليه قل (يا محمد) يحيها الذى
انشاءها اول مرة وهو بكل خلق عليم
الذى جعل لكم من الشجر الاخضر نارا

فرما کر جواباً ارشاد فرماتا ہے کہ یہ اُن کی تمنائیں
ہیں تم کہدو کہ اگر تم سچے ہو تو اپنے قول پر دلیل
پیش کرو، اس آیت میں خداوند عالم نے سچائی
اور ایمان کے علم کو دلیل و برہان پر منحصر فرمایا ہے اور
دلیل و برہان اُسی مباحثہ میں پیش کی جاتی ہے
جو بہترین طرق سے ہو، اب رہا وہ مباحثہ جو
بہترین طرق سے نہ ہو اُس کی صورت یہ ہے کہ
مثلاً تم کسی باطل پرست سے مباحثہ کرو اور وہ
تیرے سامنے کسی ایک امر باطل کو پیش کرے تو
تو اللہ کی معین کی ہوئی دلیل سے تو اسکو رد نہ
نہ کرے بلکہ تو ایک امر حق کا انکار کردے جس کے انکار
سے وہ مبطل اپنے باطل کو مدد پہونچانیکا ارادہ کر رہا ہو
اور تو اُس امر حق کا اس خوف سے انکار کردے
کہ اس مبطل کی حجت تجھپر قائم نہ ہو جائے اسلئے
کہ تجھے اُس کے الزام سے بچنے کی صورت معلوم
نہیں ہے، تو یہ ہمارے شیعوں پر حرام ہے کہ وہ
اپنے ضعیف بھائیوں اور باطل پرستوں کے لئے
موجب فتنہ ہو جائیں گے باطل پرست تو تمہارے
ضعف کو اپنے باطل کی حجت قرار دیں گے اور
ضعیف مومنین کے دل باطل پرست کے ہاتھ میں
حق کے ضعف کو دیکھکر مغموم ہو جائیں گے،
اور بہترین طرق سے مباحثہ کی مثال وہ ہے
جس کا اللہ نے اپنی نبی کو حکم دیا ہے کہ وہ اس طریقہ
سے اس شخص کیساتھ مباحثہ فرمائیں جو موت کے بعد قبر سے
اُٹھائے جانے اور مردوں کے زندہ کرنے کا

فاراد اللہ من نبیہ، ان یجادل المبطل
الذی قال کیف یجوز ان یبعث ھٰذہ
العظام وھی رمیم فقال اللہ قل یحییہا
الذی انشاھا اول مرۃ فیعجز
من ابتدأہ لا من شیٔ ان یعیدہ
بعد ان یبلیٰ بل ابتداؤہ اصعب عند
کم من اعادتہ ثم قال الذی جعل لکم
من الشجر الاخضر نارًا فاذا انتم منہ
توقدون ہ اذا کمن النار الحارۃ
فی الشجر الاخضر الرطب یستخرجھا فعرفکم انہ
قادر علی اعادۃ ما قدرتم علیہ قال و
لیس الذی خلق السموٰت والارض بقادر
علیٰ ان یخلق مثلھم بلیٰ وھو الخلاق
العلیم ہ ای اذ کان خلق السموٰات والارض
اعظم وابعد فی اوھامکم ان تقدروا
علیہ من اعادۃ البالی فکیف جوزتم
من اللہ خلق ھذا الاعجب عندکم
والاصعب لدیکم ولم تجوزوا منہ
ما ھو اسھل عندکم من اعادۃ البالی
قال الصادق ع فھذا الجدال التی ھی
احسن لان تجحد حقًا لا یمکنک ان
تفرق بینہ وبین الباطل من تجادلہ
وانما تدفعہ عن باطلہ بان
تجحد الحق فھذا ھو المحرم
(صافی صفحہ ۲۷۵) احتجاج طبرسی صفحہ ۷)

انکار کرے چنانچہ ارشاد فرماتا ہے کہ ہمارے
لیئے (اُس منکر نے) ایک مثل بیان کی اور وہ
اپنی خلقت کو بھولکر کہنے لگا کہ کون ان ہڈیوں
کو اُن کے بوسیدہ ہو جانے کے بعد زندہ کریگا
اللہ نے اُس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اے محمد کہدو
کہ انھیں وہی زندہ کرے گا جس نے انھیں پہلی
مرتبہ ایجاد کیا تھا اور وہ ہر خلقت کا واقف کار ہے
وہ کہ جس نے تمھارے لیئے ہرے درخت سے آگ
کو پیدا کیا تو اللہ نے اپنے نبی کو اُس مبطل سے
مباحثہ کرنے کا حکم دیا جسنے کہا تھا کہ یہ بوسیدہ
ہڈیاں کیونکر اپنی قبروں سے زندہ ہو کر اٹھ
سکتی ہیں تو اللہ نے اُس کے جواب میں ارشاد
فرمایا کہ اے محمد کہدو کہ ان ہڈیوں کو وہی زندہ
کریگا جسنے اُنکو پہلی مرتبہ ایجاد کیا تھا جس نے
اُنکو بغیر کسی نمونہ کے پہلے پیدا کیا تھا کیا وہ اُن کے
کہنہ ہونے کے بعد اُن کے دوبارہ زندہ کرنے
سے عاجز ہو جائے گا بلکہ ابتداءً ایجاد کرنا اُنکے
دوبارہ زندہ کرنے سے تمھارے نزدیک زیادہ
دشوار ہے پھر ارشاد فرمایا کہ وہ خدا جس نے
تمھارے لیے ہرے درخت سے آگ کو پیدا
کیا جس سے تم دفعۃً روشنی پانے لگے (یعنی)
جب اُس نے آتش گرم سرسبز گیلے درخت
میں سے نکال دی تو اُس نے ہمکو بتلایا کہ وہ اس
کے واپس لانے پر قادر ہے جس پر تم قدرت
نہیں رکھتے پھر فرمایا کہ کیا وہ خدا جسنے آسمان

کو اور زمین کو پیدا کیا وہ پھر ویسے ہی آسمان و زمین پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے ہاں ضرور قادر ہے اور بڑا واقف کار پیدا کرنے والا ہے،

یعنی جبکہ پیدا کرنا آسمانوں کا اور زمین کا تمہارے ذہنوں میں تمہاری قدرت و طاقت سے بہ نسبت اعادۂ بوسیدہ و کہنہ کے بہت عظیم و لبعید ہے تو کیونکر تم نے جائز کر لیا کہ جو چیز تمہارے نزدیک سب سے زیادہ عجیب و دشوار ہے اسی کو وہ پیدا کر سکتا ہے اور جو چیز تمہارے نزدیک زیادہ تر سہل ہے یعنی بوسیدہ شئے کا دوبارہ زندہ کرنا اُسے تم جائز نہیں جانتے، فرمایا امام جعفر صادق عم نے کہ یہی مباحثہ الجدال بالتی ھی احسن ہے لیکن اگر کسی امر حق کا انکار کر بیٹھے اور اُس امر حق اور اپنے فریق مقابل کے باطل میں تو تفرقہ نہ کر سکے اور اُسکے باطل کو صرف امر حق کے انکار سے دفع کرنا چاہے تو یہی حرام ہے۔

ایک فاتح کے مقابلہ میں پیغمبر کے جنگی امتیازات

(۱) ایک فاتح جب ملک گیری کا منصوبہ باندھکر میدان میں کودپڑتا ہے تو طبل و دہل و قرنا کی فلک شگاف صداؤں سے معرکۂ کارزار گونج اٹھتا ہے آلات حرب و ضرب کی جھنکار سے رزمگاہ کانپ اٹھتی ہے، اُسکا نصب العین۔ قتل و غارت، سیادت ارضی، وسعت ممالک، عروج و نمود، اظہار شجاعت ہوتا ہے وہ اپنی فوج و قوت کے بل پر متکبرانہ انداز سے نازاں ہوتا ہے مگر ایک پیغمبر جب عازم جنگ ہوتا ہے تو وہ سب سے پہلے خدا کا نام لیتا ہے اور دعا کو پیش خیمہ بناتا ہے اور سکون تام کے ساتھ وہ اپنے فریضہ کو ادا کرتا ہے۔

عن ابی عبداللہ ع ان النبی کان اذا بعث سریۃ دعا لھا (فروع کافی صفحہ ۶۱۹)	حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ پیغمبر خدا جب کوئی فوج بھیجتے تھے تو پہلے اُسکے لیے دعا کرتے تھے،
اغزو باسم اللہ فی سبیل اللہ اغزوا ولا تغلوا ولا تغدروا ولا تمثلوا ولا تقتلوا ولیدا (المسلم) انطلقوا باسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ لا تقتلوا شیخا فانیا ولا طفلا	اللہ کا نام لیکر اللہ کی راہ میں لڑو اور غلو اور غدر نہ کرو اور کسی مقتول کے اعضا جدا نہ کرو اللہ کا نام لیکر رسول اللہ کی ملت پر جاؤ اور کسی قریب المرگ بڈھے کو اور کسی لڑکے اور بچہ اور

ولا صغیرا ولا امراۃ — بچہ اور عورت کو قتل نہ کرو۔

(ابو داؤد کتاب الجہاد)

پیغمبر کی معیت میں اگرچہ جماعت کثیرہ بھی ہو مگر وہ اپنا معاون و مددگار صرف خدا کو سمجھتا ہے اُسے (معاذ اللہ) خدا کی مخالفت میں اس بڑی جمعیت کے بھروسہ پر فتح کا یقین نہیں ہوتا اور چھوٹی سی جماعت کی معیت میں خدا کی امداد کے ساتھ ظفر کا کامل یقین بلکہ عین الیقین ہوتا ہے،

قد کان لکم آیۃ فی فئتین التقتا فئۃ تقاتل فی سبیل اللہ واخری کافرۃ یرونھم مثلیھم رأی العین واللہ یؤید بنصرہ من یشاء ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الابصار (آل عمران ۳/۱۳)

بیشک تمہاری سچائی کے لیئے اُن دو گروہوں میں جو باہم گتھ گئے تھے ایک بڑی نشانی تھی ایک گروہ تو اللہ کی راہ میں جنگ کرتا تھا اور دوسرا کافر تھا جسے اہل اسلام اپنی آنکھوں سے دُگنا دیکھ رہے تھے اور اللہ اپنی مدد سے جس کی چاہتا ہے تائید کرتا ہے بیشک اس میں صاحبان بصارت کے لیئے بڑی عبرت ہے۔

فانا وما کنا نقاتل فیما مضی بالکثرۃ انما کنا نقاتل بالنصر والمعونۃ

ہم گزشتہ زمانہ میں کثرت فوج کے بھروسہ پر جنگ نہ کرتے تھے بلکہ خدا کی مدد اور اعانت کے بھروسہ پر لڑتے تھے،

نہج البلاغہ صفحہ ۱۱۱ مطبوعہ تبریز وغیرہ

(۲) ایک جہانگیر اور فاتح سلطان جب حملہ آور ہوتا ہے تو وہ کوئی قانونی جنگ نہیں لڑتا بلکہ جب وہ ملک کو مٹھی میں لے لیتا ہے تو حسب منشاء خود بقائے سلطنت کے لیے قانون کا جال بچھاتا ہے مگر ایک آسمانی پیغامبر جب معرکۂ قتال میں صف آرا ہوتا ہے تو سب سے پہلے اپنا فریضہ جسکی بنا محض خلوص اور حقیقی ہمدردی پر ہے نہایت واضح لفظوں میں اُن تمام لوگوں کو سنا دیتا ہے جو اُسکے مقابلہ میں صف آرا ہوتے ہیں کہ اگر اب بھی وہ قانون الٰہی کی پیروی پر آمادہ ہو جاویں تو پیغمبر اپنی تلوار کو نیام میں رکھ لے۔

قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا ولا تقتلوا اولادکم من املاق نحن نرزقکم وایاھم ولا تقربوا الفواحش ما ظھر منھا وما بطن ولا تقتلوا النفس التی

کہدو کہ لے محمد کہ آؤ میں تمھیں وہ باتیں سنا دوں جو تمھارے رب نے تم پر حرام کردی ہیں کہ کسی چیز کو خدا کا شریک نہ قرار دو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرو ہم ہی تمھیں بھی رزق دیتے ہیں اور انھیں بھی اور

حرم اللہ الا بالحق ذٰلکم وصّٰکم بہٖ لعلکم تعقلون ۝

بدکاریوں کے قریب نہ جاؤ خواہ وہ ظاہر ہوں خواہ پوشیدہ ہوں اور جس نفس کے قتل کو خدا نے حرام کیا ہے اُسکو قتل نہ کرو مگر جب کہ اُس نے بھی کسی کو قتل کر ڈالا ہو یہ وہ باتیں ہیں جن کا تمکو خدا نے حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھو،

ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن حتی یبلغ اشدہ واوفوا الکیل والمیزان بالقسط لا نکلف نفسا الا وسعہا واذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربیٰ وبعہد اللہ اوفوا ذٰلکم وصّٰکم بہ لعلکم تذکرون ۝

اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر اُس طریقہ پر جو اُس کے حق میں بہتر ہو تا آنکہ وہ جوانی کے حد کو پہنچ جائے اور ناپ تول انصاف سے پوری کیا کرو ہم کسی نفس کو اُسکی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور جب بات کہو تو انصاف سے اگرچہ وہ (جس کے خلاف ہے) تمہارا قرابت دار ہو اور خدا کے عہد و پیمان کو پورا کرو یہ وہ باتیں ہیں جنکا تمہیں خدا نے حکم دیا ہے تاکہ تم یاد رکھو۔

وان ھٰذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ذٰلکم وصّٰکم بہ لعلکم تتقون (الانعام ۳ ۱۵)

اور بیشک یہ میرا سیدھا راستہ ہے تو اسی پر چلے جاؤ اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ تمکو اُسکے راستہ سے تتر بتر کر دینگے یہ وہ باتیں ہیں جنکا تمہیں خدا نے حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگار رہو۔

قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون (آل عمران ۷)

کہدو (اے محمد) کہ اے اہل کتاب تم ایسی بات پر تو اکٹھا ہو جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے کہ بجز اللہ کے ہم کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی چیز کو اُسکا شریک نہ قرار دیں اور علاوہ اللہ کے ہم میں سے کوئی کسی کو اپنا رب نہ بنائے پھر (پھر اگر اہل کتاب) اس سے موتھہ موڑ لیں تو کہدو کہ گواہ رہنا کہ ہم تو خدا کے فرماں بردار ہیں۔

واذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا علیہ اٰباءنا اولو کان اٰباؤھم لا یعلمون شیئا ولا یھتدون (المائدہ ۱۴)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ نے نازل فرمایا ہے اور رسول نے حکم دیا ہے اُسی طرف کو چلے آؤ تو وہ کہتے ہیں کہ جس ڈھنگ پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا وہی ہمارے لیئے کافی ہے کیا یہ لوگ لکیر کے فقیر ہی رہینگے اگرچہ انکے باپ دادا کچھ نہ جانتے ہوں نہ ہدایت یافتہ ہوں،

پاکیزہ نام کی عظمت پر فخر کرو ۔ مجھ پر رحم کر جیسا کہ تیرے نام کے دوست رکھنے والوں کا حق ہے صدیق ہی تیرے نام کی حمد کرتے ہیں ۔ جب تک زمانہ رہے اور ابد تک میں تیرے ہی نام سے برکت مانگتا رہونگا ۔ میں اپنی زندگی بھر اپنے پروردگار کی تسبیح کرتا ہوں اور جب تک زندہ رہونگا اپنے پروردگار کی نغمہ سرائی کرتا رہونگا ۔ اوسکی عظمت کی کثرت کے مطابق اُسکی تسبیح کرو۔

ابا جان ! میں نے تو اسوقت تک نہ کسی کو سُنا اور نہ کسی مصنف کو دیکھا کہ خدائے جل اسمہ کی عبادت اور اُسکے ذکر میں اُس کا نام لینے پر اعتراض کرتا ہو ، البتہ فقط شبلی شمیل نے تو اپنی کتاب کی دوسری جلد کے آخر میں یہ لکھا ہے ۔

مصنف کتاب ثمرۃ الامانی کو دیکھیے کہ مسلمانوں پر خدا کی تسبیح اور متواتر ذکر کرنے اور بالخصوص اون کے لاالہ الااللہ کہنے پر عیب زنی کرتا ہے اور اس بارہ میں اُنکا مذاق اوڑاتا ہے ۔ اسے چھوڑیے ! مذاق اوڑاتا ہے اور خدا کا نام لینے اور اُسکی تسبیح و توحید کو بُرا سمجھتا رہے مگر وہ توریت پر کیوں جھوٹ بولتا ہے ؟

ابا جان ! اس کتاب اور اسطرح کی دیگر کتابوں کے چھاپنے والوں نے ہم پر ان کتابوں کو چھاپ کر اور شایع کر کے بڑا ظلم کیا ۔ اور میں نے اس کتاب میں کوئی سچ سوائے صفحہ ۸۷ کے اس فقرہ کے پایا نہیں ۔

تثلیث کا راز ہمارے عقول سے بالاتر ہے اور ہم اُسکے سمجھنے کی طاقت نہیں رکھتے ۔

معلوم ہوتا ہے کہ گویا مصنف نے سچ بولنے میں کوئی برکت پائی ہی نہیں ۔ چنانچہ وجود جناب واجب الوجود ذات خدا ، اُسکی ازلیت اُسکے علت العلل ہونے ، اُسکو ہر شے کا علم ہونے ، اور اُسکے زمین و آسمان کا خالق ہونے ، کو بھی حد ادراک سے باہر بتلایا ہے اس دینی ادراک و فہم پر بس افسوس ہی ہے ،

ابا جان ! جب میں نے اس کتاب کا نام سنا تو مجھے اُسکے دیکھنے کا بڑا اشتیاق ہوا

اور میں نے اپنے دلمیں کہا کہ ایک ایسی کتاب جو ایک مسلمان کے نصرانیت کی طرف ہدایت پانے کے متعلق تصنیف کی جاتی ہو اور اُسکو مبلغین شایع کررہے ہیں لابد اسمیں ایسے دلائل ہونگے جن سے کابل نے ہدایت پائی ہے یہ ایک ایسی چیز ہوگی جو مسلمانوں کی نصرانیت کے مقابل میں ناک رگڑوا دیگی اور جب میں نے اُسکو دیکھا تو پایا کہ سراسر وہی جھوٹ بھرے ہوئے ہیں جنکو آپنے سُنا۔ حالانکہ یہ کابل مدارس میں پڑھ چکا ہے اور جہازوں میں سواحل یمن وعمان کا سفر کرتے ہوئے بصرہ تک پہونچا ہے اور نصرانیت کی زبردست خدمات انجام دی ہیں۔ بعد میں مجکو تو اُسکا مشتاق ہونے اور اُس کے نام سے دہوکہ کھانے اور اُس کے مطالعہ میں اپنا وقت صرف کرنے پر بڑا افسوس ہوا اور یہ سب کچھ مسلمانوں کے مقابل مجکو جو خجالت ہے اُس سے زیادہ آسان ہے،

بزرگ۔ رفیق الدین! تم نے کتاب ٹ کور کے مولف کا مقدمہ اور جو کچھ اُس نے صفحہ ۳ میں قرآن اور پیغمبر اسلام پر تعریض کی ہے اسکو کیسا پایا؟ کیا دین اسلام اور قرآن میں بچوں کی سی باتیں اور خرافات اور گمراہ کُن امور ہیں جو اصل توحید پر بارہ سو برس سے پردہ ڈالے ہوئے اور اُسکو تاریکی میں رکھے ہوے ہیں؟ جیسا کہ تمھارے اس مصنف کا بیان ہے۔ آؤ! اور تم عہد قدیم وجدید کو لاؤ اور ہم قرآن کو لاتے ہیں اور توحید حقیقی کو حکم (فیصلہ کن) قرار دیتے ہیں اور پھر دیکھتا ہے کہ بچوں والی خرافات اور بت پرستی کی گمراہیاں کہاں نکلتی ہیں؟

رفیق الدین۔ جناب! اس سوال سے میں بہت شرمندہ ہوں انسان کی بعض عادات اُس سے کیا سے کیا کرا دیتی ہیں۔ معاف کیجیے میں امیدوار ہوں کہ اس بحث کو جس سے آباجان نے ہمارے کلام کو قطع کر دیا اب ختم کیا جائے اور ہم پہلی ہی گفتگو کی طرف عود کریں اور آپ مجکو معاف فرماکر سوال کرنیکی اجازت دیں۔

غرانیق کے خرافات

بزرگ پوچھو اور ضرور پوچھو تاکہ تمہاری معرفت کا ہر سنگ راہ جو باعث لغزش ہو دور ہو جائے،

رفیق الدین۔ آپ کے نبی نے جب مکہ میں مشرکین کے سامنے سورہ والنجم کو پڑھا اور اس آیت کی تلاوت کی ۔

افرایتم اللات والعزیٰ ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ (کیا تم نے دیکھا لات اور عزیٰ اور تیسرے پچھلے منات کو) تو خود ہی اسکے بعد کہا،

تلک الغرانیق العلیٰ   منها الشفاعۃ ترتجیٰ

وہ عظیم المنزلت اور عالی مرتبت ہیں۔ انہیں سے شفاعت کی امید کیجاتی ہے

جناب بھلا کیونکر خدا کسی رسول کو ایمان باللہ اور توحید خدا کی دعوت کیلئے مبعوث کریگا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ شخص مشرکین کے روبرو بتوں کی تعریف وتمجید کرتا اور انکے صفات عالیہ کیساتھ انکی تقدیس کرتا ہے۔

بزرگ ۔کیا تم نے غرانیق کی حکایت قرآن میں دیکھی؟ کیا تم نے اسکو احادیث متواترہ میں پایا؟ کیا تم نے اسکی روایت کی سند کو ثقہ (معتمد) لوگوں کے ذریعہ سے ان لوگوں تک برابر مسلسل پایا جنھوں نے واقعہ کا خود مشاہدہ کیا ہو؟ کیا تم نے اسکو مسلمانوں کی ان کتابوں میں پایا جنیں صحیح یا حسن احادیث کو جمع کیا گیا ہو؟ کیا تم نے مسلمانوں کو اس روایت کا اعتراف کرتے ہوئے پایا؟ کیا تم نے روایت کے راویوں کو عام مسلمین کی مرضی میں قابل اعتبار اور دیانت دار پایا؟

رفیق الدین۔ میں نے ان باتوں میں سے تو کوئی بات بھی نہیں پائی۔ بلکہ میں نے یہ پایا کہ اہل اسلام میں سے تمام شیعہ تو اسکو خرافات کفریہ خیال کرتے ہیں اور اہلسنت میں

نسفی کہتا ہے کہ قول حکایت غرانیق پسندیدہ نہیں ہے اور بیضاوی نے کہا ہے کہ ایسا (مشار الیہ غرانیق) محققین کے نزدیک مردود ہے خازن نے اپنی تفسیر میں کہا ہے کہ علماء نے اس اصل قصہ ہی کو ضعیف بتلایا ہے، اسلئے کہ اہل صحت میں سے کسی نے اسکی روایت نہیں کی اور نہ کسی ثقہ نے کوئی سند جو جرح وقدح سے سالم اور اصل راوی تک متصل ہو بیان کی ہے بلکہ مفسرین و مورخین (بعض) نے اسکی روایت کی ہے جو ہر عجیب بات کے شیدا ہوتے ہیں اور ہر صحیح و سقیم کو کتاب میں بھر دیتے ہیں اور جو بات اس قصہ کے ضعیف ہونے پر دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اسکی روایت سند منقطع ہے اور قاضی عیاض نے بھی اس کا انکار کیا ہے اور اسنے بھی خازن ہی کیطرح کہا ہے اور سیرت حلبیہ میں ہے کہ ایک جماعت نے اس قصہ پر طعن کی ہے کہ یہ قصہ باطل ہے اور اسکو زندیقوں نے گڑھا ہے اور رازی نے اپنی تفسیر میں کہا ہے کہ یہ قصہ باطل اور موضوع ہے اور اسکا قائل ہونا جائز نہیں ہے اور بیہقی نے کہا ہے کہ اس قصہ کے تمام راوی مطعون و مجروح ہیں اور نووی نے بیہقی سے نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ روایت جسکو اخباریین اور مفسرین نے نقل کیا ہے باطل ہے کہ مشرکین کی آنحضرت کے ہمراہ سجدہ کرنیکی وجہ وہی ثنا ہے جو آنحضرت کی زبان پر ان کے خداؤں کے لیئے جاری ہوئی تھی، اسمیں سے کوئی بات بھی صحیح نہیں نہ از روے عقل اور نہ از روے نقل اور سیرۃ ابن حلانیہ میں ہے کہ قصہ غرانیق کو بعض مفسرین و محدثین نے تسلیم کیا ہے اور بعض نے انکار کیا ہے اور اونھوں نے کہا ہے کہ یہ بالکل جھوٹ اور بے اصل ہے۔ اور جو لوگ واقعہ کو تسلیم کرتے ہیں اونمیں بھی اختلاف ہے محققین کا تو یہ خیال ہے کہ وہ آنحضرت کا کلام نہیں بلکہ شیطان کا کلام ہے جس نے اسکو مشرکین کے کانوں میں ڈالا اور مسلمانوں نے اسکو نہ سنا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آنحضرت کے تلاوت کرنیکی حالت میں بعض مشرکین کی زبان سے یہ کلمات نکلے تھے۔

جناب! بعض مفسرین اپنی وسعت اطلاع اور اسباب نزول قرآن کی معلومات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں اس لیئے ہر بات کو لے لیتے ہیں یہانتک کہ واہیات باتوں کو بھی نہیں

چھوڑتے چنانچہ اونھوں نے بیان کیا ہے کہ قصۂ غرانیق ہی سورہ حج کی اس آیت کے نزول کا سبب ہے

وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبي الا اذا تمنىٰ القى الشيطان في امنيته۔ تم سے پہلے ہم نے کسی نبی و رسول کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ جب اُس نے (ہدایت خلق کی) آرزو کی تو شیطان نے (لوگوں کو بہکاکر) اسکی آرزو میں رخنہ ڈالدیا۔

اور اُنھوں نے دعویٰ کیا ہے کہ سورۂ حج مکی ہے واقعہ غرانیق کی شام کو سنہ بعثت نبوی کے پانچویں سال نازل ہوا ہے حالانکہ سورۂ حج کل کا کل مدنی ہے جیسا کہ ابن عباس ابن زبیر اور ضحاک وقتادہ کی روایت سے ہے روایت کو بھی چھوڑیئے سورہ حج کا مکی ہونا ممکن ہی نہیں ہے اسلیئے کہ اس میں مسجد حرام سے روکنے کا تذکرہ ہے اور یہ بعد ہجرت ہی کے ہوا ہے اور اُسمیں لوگوں میں حج کا اعلان کرنیکا حکم ہے اور یہ کہ وہ (حاجی) لوگ پیادہ پا اور ہر طرح کی دبلی سواریوں پر دوردراز راستہ طے کر کے آئیں گے اور یہ بھی ہجرت کے کئی سال بعد ہوا ہے اور اُسمیں اذن قتال دیا گیا ہے اور یہ بھی ہجرت کے بعد ہی کی بات ہے اور اُس میں جہاد کا حکم ہے اور یہ بھی ہجرت کے بعد ہی میں ہوا ہے۔

جناب! میں اس روایت کے بیان میں اضطراب کلام اور اُسکے نقل کرنیمیں تناقض اقوال کو کتاب الھدیٰ جلد اول صفحہ ۱۲۴-۱۲۸ میں دیکھ چکا ہوں اور اسی کے حوالہ سے میں نے یہاں بیان کیا ہے۔

بزرگ - اب بھلا تم کسطرح ہم سے کہتے ہو کہ تمھارے نبی نے کہا ورتلك الغرانیق العلیٰ "

رفیق الدین جناب! معاف کیجیے! میں نے اسکو پہلے تو انجمن تبلیغ کی کتاب الھدایہ (جو امریکن مبلغین کے زیر اہتمام طبع ہوئی ہے) جلد اول صفحہ ۶۲ میں پایا اُنھوں نے اسکو ایک روشن حقیقت کی صورت میں پیش کیا ہے چنانچہ اُنھوں نے کہا ہے کہ ابن عباس اور جملہ مفسرین خواہ متقدمین ہوں یا متاخرین سب نے کہا ہے یہ کہکر اُنھوں نے اُس حکایت کو بیان کیا ہے

میں نے اس روایت کو شیخ غریب بن شیخ عجیب کی کتاب الرحلۃ الحجازیہ میں بھی پایا اس میں لکھا ہے کہ ”مفسرین نے کہا ہے“ میں اُسکی دیانت پر وثوق کرکے یہ سمجھا کہ مفسرین اور تمام مسلمین نے اس حکایت کی صحت پر اجماع کرلیا ہے لیکن بعض باتوں نے مجھے تنبیہ ہوئی کہ ہر ناقل پر وثوق کرلینا زیبا نہیں ہے اسی بنا پر میں نے حکایت کی تلاش و جستجو کی اور میں نے اُسکو خرافات باطلہ پایا جیسا کہ میں نے آپ سے بیان کیا۔ مزید براں یہ کہ میں نے کتب سیر کو دیکھا کہ وہ خود تصریح کر رہی ہیں کہ ضعیف و سقیم و منقطع و معضل سب کی روایت کرتی ہیں جیسا کہ حلبی نے اپنی سیرت کے شروع میں کہا ہے اور عیون الاثر سیرۃ حافظ میں یہی ہے اور اکثر اہل علم نے ترخص کو تجویز کیا ہے یعنے یہ کہ حکایات اور لڑائیوں کے اخبار کے بیان میں پوری احتیاط سے کام نہیں لیا جاتا ہے اور زین عراقی نے کہا ہے

ولیعلم الطالب ان السیرا تجمع ما صح وما قد انکرا

تلاش کرنے والے کو معلوم رہے کہ کتب تواریخ صحیح اور قابل انکار سب ہی کو جمع کر دیتی ہیں بزرگ۔ رفیق الدین! اُنکو کس بات سے تنبیہ ہوئی کہ تم اپنے علماء کے بیان پر وثوق نہ کرو۔

الجمن۔ ہاشم عربی۔ غریب بن عجیب

رفیق الدین۔ جس بات سے مجکو تنبیہ ہوئی وہ یہ ہے کہ الجمن نے کتاب الہدایہ میں لکھا ہے کہ توریت میں خدا نے نہیں کہا کہ

خدا نے ساتویں دن کو مبارک اور مقدس قرار دیا۔

باوجودیکہ یہ کلام بعینہ توریت میں موجود ہے۔ صفحہ ( )۔

ایک یہ بات کہ الجمن مذکور نے دعویٰ کیا ہے کہ قرآن نے لفظ قابیل ہابیل کے ہموزن ہونیکی وجہ سے بولدیا باوجودیکہ ان دونوں ناموں کا قرآن میں وجود بھی نہیں اور میں نے ہاشم عربی کو دیکھا کہ اُس نے ”مقالہ سائل“ کا عربی ترجمہ

کرتے ہوئے اپنے حواشی میں پہلے ایڈیشن کے صفحہ ۱۱ پر لکھا ہے اور غریب بن عجیب نے اپنی کتاب الرحلۃ الحجازیۃ صفحہ ۹۷ میں کہا ہے۔

وایضو ورد فی التکوین ان اسماعیل لما مات ابوہ ابراھیم اتی فدفنہ
نیز کتاب پیدائش میں وارد ہے کہ اسمٰعیل جب ان کے باپ براہیم مرگئے تو وہ آئے اور انکو دفن کیا "

ان دونوں نے اپنی طرف سے توریت کی عبارت میں لفظ "اتی" (آئے) کا اضافہ کیا ہے جو ایک ناجائز غرض کے لئے ایک واضح زیادتی ہے، حالانکہ توریت میں نہ کہیں لفظ "اتی" ہے اور نہ اسکا کوئی ہم معنی لفظ ہے، نہ اصل عبرانی میں اور نہ اس کے سارے ترجموں میں بلکہ کتاب پیدائش باب ۲۵ آیت ۸ و ۹ میں صرف یہ ہے۔

ان ابراھیم مات بشیبۃ صالحۃ شیخا وشبعان وانضم الی قومہ ودفنہ اسحق واسماعیل ابناہ فی مغارۃ المکفلیۃ۔
اور ابراہیم درازی عمر کے بعد آسودگی کی حالت سے مرے اور اپنے لوگوں سے جاملے اور اُن کے دونوں بیٹوں اسحاق و اسماعیل نے انکو مغارہ مکفیلیہ میں دفن کیا۔

بزرگ۔ تمھارے ترجمے تو یہ کہتے ہیں۔

"شیخا وشبعان ایاما" کچھ دنوں آسودہ رہکر

پھر تم نے لفظ ایاما، کو کیوں ساقط کردیا۔

رفیق الدین۔ جناب! کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں بھی مترجمین کیطرح توریت میں وہ باتیں زائد کردوں جو اس میں نہیں ہیں؟ آپ کو معلوم رہے کہ توریت میں نہ لفظ ایاما ہے نہ اُسکا کوئی ہم معنی لفظ۔ اصل عبرانی قدیمہ کی عبارت یہ ہے

ویمت ابراھیم بشیبۃ طوب زقن وشبع ویاسف ال عمیو

بزرگ۔ کیا ترجموں میں بھی کوئی زیادتی پائی جاتی ہے جو اس زیادتی کیطرح

سے اصل عبرانی پر اضافہ کردیگئی ہو؟

رفیق الدین - ہاں پائی جاتی ہے خصوصاً توریت کی پانچوں کتابوں میں تو سالم لفظوں بھی زائد کا اضافہ ہے توریت کے تیسرے نسخہ (نسخہ عربی مطبوعہ بیروت ۱۸۷۰ء مذکورہ صفحہ ۴۲) نے ان زیادتیوں کو تبلایا ہے اور توریت کی عبارتوں کے درمیان چھوٹے چھوٹے حروف میں چھاپا ہے۔ ان زیادتیوں میں بعض تو وہ ہیں جو توریت کی نقصان عبارت کی جہت سے کی گئی ہیں اور بعض وہ ہیں جنکو مترجمین نے اپنی طرف سے ویسے ہی زیادہ کردیا ہے،

پادریصاحب - رفیق الدین! جہانتک پہونچ چکے ہو وہانسے آگے قرأت شروع کرو

ابراہیم سے خدا کا خطاب اور عہد قدیم و جدید کا اختلاف بیان

رفیق الدین - میں نے قرأت شروع کی اور کتاب پیدائش باب ۱۱ آیت ۳۱ اور اُس کی مابعد کی آیت تک پہونچا تو میں نے کہا کہ خباب توریت نے خباب ابراہیم کے حالات اور اُن کے ایمان اور اقرار توحید اور اُنکی نبوت اور جبکہ وہ اپنے وطن بین النہرین (دجلہ و فرات) میں تھے تو خدا کا اُنسے ہمکلام ہونا اب تک ذکر نہیں کیا اور احوال خباب ابراہیم میں بجز اس کے اسوقت تک کچھ نہیں بیان کیا کہ

"تارخ نے اپنے بیٹے ابراہیم اور اپنے پوتے لوط اور ابراہیم کی بہو سارہ کو ساتھ لیا اور کلدانیوں کی اور سے کنعان جانیکے لیئے نکلے اور حاران پہونچے اور وہاں اقامت اختیار کی اور تارخ حاران ہی میں انتقال ہو گیا"

پھر بارھویں باب میں کہا ہے جسکا ملخص یہ ہے:۔

"خدا نے ابراہیم سے کہا کہ تم اپنے وطن سے اور اپنے قبیلہ سے اپنے باپ کے گھر سے نکل کر اُس زمین کیطرف جاؤ جسکو میں تبلاتا ہوں (حسب حکم) ابراہیم روانہ ہوئے اور اُن کے ساتھ لوط بھی ہولیے حاران سے روانہ ہوتے وقت ابراہیم کی عمر پچھتر سال

کی تھی - ابراہیم نے سارہ اور لوط اور اپنی سب جمع پونجی اور اُن تمام لوگوں کو ساتھ لیا جنکو حاران میں ابراہیم و لوط نے اپنے زیراقتدار بنا لیا تھا،،

جناب عالی! اور عہد جدید اعمال رسل باب کے ابتدائی حصہ میں بیان کرتا ہے

،،بزرگی والا خدا ابراہیم کے لیئے اُسوقت ظاہر ہوا جبکہ وہ حاران میں ساکن ہونیسے پہلے مابین النہرین میں مقیم تھے اور اُس نے ابراہیم سے کہا کہ تم اپنے وطن سے اور اپنے قبیلہ سے اُس مقام کی طرف جاؤ جسکو میں تبلاتا ہوں اُسوقت ابراہیم کلدانیوں کی زمین سے نکلے اور حاران میں اگر بود و باش اختیار کی،،

جناب عالی! تبلائیے کہ کیا خدا نے ابراہیم سے مابین النہرین میں خطاب کیا تھا کہ اُسکو توریت نے چھوڑ دیا اور بدلکر حاران میں خطاب اُنکی بنا دیا؟ یا یہ خطاب حاران ہی میں ہوا تھا اور اُسکو عہد جدید نے بدلکر مابین النہرین میں تبلایا؟

لیکن جناب! خود خطاب ہی تبلاتا ہے کہ وہ مابین النہرین میں ہوا ہے - وہیں ابراہیم کا وطن تھا اور اُنکی قوم کی جگہ اور اُن کے باپ کا گھر تھا اور حاران میں تو وہ اور اُن کے باپ اور لوط اور سارہ سب مسافر غریب الوطن تھے،

جناب عالی! پھر یہ ایسی باتیں توریت میں کیوں ہیں؟

پادری صاحب - رفیق الدین! بس یہ وہ کچھ ہے جسکو تم پسند نہیں کرتے - اچھا پڑھو

توریت میں جناب ابراہیم کے شک کا ذکر اور پریشان کلام

رفیق الدین میں نے قرائت شروع کی یہانتک کہ پندرھویں باب تک پہونچا اور آٹھویں آیت سے بارھویں آیت تک پڑھا جسکا مضمون یہ تھا کہ

خداوند عالم نے ابراہیم سے کہا کہ میں تمھارا وہ خداوند ہوں جس نے تمکو کلدانیوں کی اور سے نکالا تاکہ تمکو اس زمین کا وارث بنائے ابراہیم

نے کہا اے خداوند خدا میں کس بات سے جانوں کہ میں اس زمین کا وارث ہوں گا۔ خدا نے کہا کہ تم ایک تین سال کی بچھیا اور اور ایک تین سال کی بکری اور ایک تین سال کا گینڈا اور ایک قمری اور ایک کبوتر لو۔ ابراہیم نے یہ سب چیزیں لیں اور درمیان سے دو ٹکڑے کر ڈالے اور ہر ایک کے ایک ٹکڑے کو دوسرے کے مقابل میں رکھا۔ البتہ پرندوں کے ٹکڑے نہین کیے تب شکاری پرندے اُن لاشوں پر اترے اور ابراہیم اون کو ہنکاتے رہے۔

میں نے عرض کیا جناب! ایک زمین کو کچھ آدمیوں سے نکالکر دوسرے کو دیدینا یہ بات دنیا کے رائج امور میں سے ہے اور خداوند عالم لکھتا ہے کہ میں یہ زمین تمکو دیتا ہوں تاکہ اسکے وارث بنو تو ابراہیم کسطرح خدا کے وعدہ میں شک کرتے ہیں؟ اور کہتے ہیں کہ کیسے جانوں کہ میں زمین کا وارث ہونگا؟ کیا خدا کا وعدہ اُن کیلئے مفید یقین نہیں تھا؟ کیا وہ مومن نہیں تھے؟ کیا راست گو اور نصیحت کیش سانپ ابراہیم کے پاس بھی آیا تھا جیسے کہ حوا کے پاس آچکا تھا اور ابراہیم سے آکر کہہ گیا تھا کہ تم زمین کے وارث نہونگے بلکہ یہ خدا کا کہنا ایسا ہی ہے جیسے آدم سے کہا گیا تھا کہ جبدن کھالوگے مرجاؤگے؟

جناب عالی! بس مجھے تو اس سے معاف ہی رکھیے۔ ہاں وہ یہ بھی تبلائیے کہ خدا نے ابراہیم کو بربیان توریت جو علامت عطا فرمائی تھی تاکہ اُن کو خدا کے وعدہ کے سچا ہونیکا یقین ہوسکے اسکا محصل کیا ہے؟ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ علامت کی عبارت بالکل مہمل اور ایک مختل کلام ہے جسکا کوئی محصل ہے اور نہ فائدہ اور نہ کلام میں ربط اور خدا نے ابراہیم سے یہ کب کہا تھا کہ تم پرندوں کے علاوہ سب کے ٹکڑے کرڈالو بھلا پھر ابراہیم نے یہ کیوں کیا؟ کیا خدا کا کلام اور توریت حقیقی ایسی ہی ہوتی ہے؟ حاشا کہ خدا اور اسکی کتابیں اور اُس کے انبیا ایسے مہمل۔

ابراہیم کا ایمان اور قرآن کی حجت واضحہ

پادریصاحب میرے دل میں گزرتا ہے کہ قرآن میں بھی حالات ابراہیم میں ایسی جیسا کلام ہے ذرا اسکو سورہ بقرہ کے آخر سے پڑھو تو۔

رفیق الدین ۔ میں نے سورہ بقرہ کی آیت پڑھی ۔

واذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحیی	اور جبکہ ابراہیم نے کہا کہ پروردگارا تو مردونکو
الموتی قال اولم تومن قال بلی و	کیسے زندہ کرتا ہے خدا نے کہا کہ تم ایمان
لکن لیطمئن قلبی قال فخذ اربعۃ	نہیں لائے ابراہیم نے جواب دیا کیوں نہیں
من الطیر فصرھن الیک ثم اجعل	لیکن آنکھ سے دیکھنا چاہتا ہوں تاکہ میرے
علی کل جبل منھن جزء ثم ادعھن	دل کو پورا اطمینان ہو جائے خدا نے کہا
یاتینک سعیا	اچھا تم چار پرندے پکڑو اور اپنے پاس

لے آؤ پھر اُن کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہر ایک پہاڑ پر ایک ٹکڑا رکھدو پھر انکو پکارو تو وہ تمھارے پاس دوڑتے ہوے چلے آئینگے،

پادریصاحب ۔ رفیق الدین تم اس کلام کو کیسا پاتے ہو؟

رفیق الدین ۔ میں اس کلام کو پاتا ہوں کہ بیان مسلسل فائدہ تام وکمال حجت زبردست اور معارف وحقائق کے سخت راستہ میں جاری ہے، ایمان جناب ابراہیم کو ثابت اور اُنکی عظمت کو روشن کرتا ہے کہ اُنھوں نے اطمینان حاصل کرنے کے لیے معلوم عقلی کی محسوس سے تائید چاہی اسلیئے کہ مردونکا زندہ کرنا ایک عظیم الشان امر ہے جس پر اطمینان کیساتھ ایمان تائیدات حسیہ کا محتاج ہے۔

لیکن جناب! یہ تو تبلائیے کہ قرآن یہ کیسے بیان کرتا ہے باوجودیکہ توریت اسکے سوا کچھ اور بیان کرتی ہے جیسا کہ آپ سُن چکے حالانکہ یہود ونصاریٰ کہتے ہیں کہ قرآن نے اپنے بیان کردہ قصے توریت سے حاصل کیے ہیں تو پھر دونوں کے بیان

میں اختلاف کا سبب کیا ہی

پادریصاحب۔ سبب یہی کہ دونوں کتابوں میں سے ایک کتاب خدا کی وحی حقیقی کو لکھتی ہے لہذا تم اپنی عقل کو میزان (حق و باطل) قرار دو اور آگے پڑہو

فرشتہ اور خدا اور توریت

رفیق الدین۔ میں نے قرائت کی یہانتک کہ کتاب پیدائش باب ۱۶ آیت ۷۔ ۱۴ ہاجرہ کا قصہ اور فرشتہ کا انکو اسماعیل کی بشارت دینا اور فرشتہ کا اُن کیساتھ ہمکلام ہونا پڑہا۔

چنانچہ توریت میں ہے کہ ہاجرہ کو خدا کے فرشتہ نے پایا اور دو مرتبہ یہ فقرے ہیں کہ "ہاجرہ سے خدا کے فرشتے نے کہا" "و ہاجرہ سے خدا کے فرشتے نے کہا" اور دونوں کے درمیان میں یہ کہ "ہاجرہ سے خدا کے فرشتہ نے کہا کہ میں تیری نسل کو بہت زیادہ کروں گا"

میں نے کہا جناب! یہ قول تو فرشتہ کا نہیں ہو سکتا اسلیئے کہ نسل کا زیادہ کرنیوالا تو خدا ہے نہ کہ فرشتہ پس توریت اس فقرہ کو فرشتہ کی طرف کیوں منسوب کرتی ہے اچھا اسے چھوڑیئے مگر توریت بالتکرار یہ کہتی ہی کہ جو ہاجرہ سے ہمکلام ہوا وہ خدا کا فرشتہ ہی تھا تو پھر اس کے بعد یہ کیوں کہتی ہے کہ ہاجرہ نے اُس خدا کا نام لیا جو اُس سے ہمکلام ہوا تھا بھلا بتلائیے؟ یہ ہماری توریت کی کیا حالت ہے کہ خدا اور فرشتہ میں تمیز نہیں کرتی۔

پادریصاحب۔ تم اس قسم کی باتیں توریت میں بہت پاؤگے

رفیق الدین۔ کیا مشکلات کی کثرت مشکل کو حل کر دیتی ہے اور کیا خطا کی کثرت خطا کو صواب بنا دیتی ہے؟

پادریصاحب۔ ذرا اچھا پڑہو جہاتک پہونچ چکے ہو۔

ابراہیم اور خدا اور ملائکہ توریت میں

رفیق الدین۔ میں نے قرائت کی اور باب ۱۸ و ۱۹ تک پڑہ گیا اور پادری صاحب بیٹھے سنتے اور مسکراتے رہے۔ میں نے مضامین میں جو غور کیا تو وہ مجکو اس سے زیادہ متناقض

معلوم ہوے کہ میں اُنکو معقول امور کے تحت میں مندرج کرسکوں میں نے عرض کیا جناب ابا
افادہ فرماکر مجھکو نجات دیجیے اسلیئے کہ آپ توریت کے بیان کو سُن رہے ہیں جسکا ملخص یہ ہے

اور ابراہیم کے لیئے خدا ظاہر ہوا اب جو ابراہیم نے نظر اُٹھاکر دیکھا تو کیا
دیکھتے ہیں کہ تین مرد ہیں اور ابراہیم نے کہا اے خداوند اگر تیری مجھ پر نظر
عنایت ہے تو اپنے بندہ کو چھوڑ کر نہ جا۔ تھوڑا سا پانی لیا جائے اور تم اپنے پیر
دہولو۔ میں تھوڑی روٹی لاتا ہوں اُس سے کچھ سہارا کر لیجیئے اور ابراہیم نے
اُن کے لیئے کہانا پکایا اور اُنھوں نے کہایا اور اُنھوں نے سارہ کو فرزند کی بشارت
دی سارہ یہ سنکر ہنسی اسلیئے کہ وہ بڑہیا تھی تب خدا نے ابراہیم سے کہا کہ
سارہ کیوں ہنسی کیا خدا کے لیئے کوئی بات مشکل ہے میں معین میعاد میں لوٹ کر
تیرے پاس آتا ہوں اور سارہ کے بیٹا ہوگا، پہر وہ مرد وہاں سے سدوم کیطرف
چلے اور ابراہیم بھی اُنکے ساتھ ساتھ روانہ ہوے اور خدا نے کہا کہ کیا میں ابراہیم
سے کسی بات کو مخفی رکھوں اور خدا نے کہا کہ سدوم وعمورہ نے بہت زیادہ
فریاد کی ہے میں اُترکے دیکھونگا کہ کیا اُنھوں نے اُس فریاد کے مطابق جو مجھ
تک پہنچتی ہے عمل کیا ہے یا نہیں اگر نہیں تو میں دریافت کرونگا پس وہ
لوگ سدوم کے پاس گئے اور ابراہیم ہنوز تک خدا کے سامنے کھڑے رہے

اور توریت نے اُس مقام پر ابراہیم کا کلام خدا کیساتھ اور خدا کا کلام ابراہیم کیساتھ نقل
کیا ہے آخر میں کہا ہے کہ جب خدا ابراہیم سے گفتگو کر کے فارغ ہوا تو چلا گیا۔

پہر باب ۱۹ میں ہے کہ :-

دونوں فرشتے سدوم کے پاس آئے اور لوط نے اُن کا استقبال کیا اور
اُسنے کہا کہ میرے گھر کی طرف چلو اور اپنے پیر دہوؤ اور لوط نے اُن
کے لیئے فطیری روٹی تیار کی اور اُنھوں نے کہائی اور اُن آدمیوں نے

لوط کو شہر کے غارت کرنے کی خبر دی اور جب صبح ہوئی تو وہ فرشتے لوط سے
وہاں سے نکل جانے کے لیئے جلدی کرنے لگے اور لوط نے دیر کی تو اُن آدمیوں نے
لوط کا ہاتھ پکڑا اور اُن کو نکال دیا اور جب اُنھوں نے اُن سب کو نکال دیا تو
اُس نے کہا کہ (اے لوط) تو اپنی جان بچا کر بھاگ جا اور اُنسے لوط نے کہا کہ اے
خداوند اب میں نے تیری نظر عنایت پائی ہے .... پس اُس نے کہا کہ میں نے
تیری عزت بڑہائی میں غارت نہ کرونگا اور نہ میں کچھ کر سکتا ہوں یہانتک کہ
تو وہاں تک پہونچ نہ جائے۔

جناب عالی! کیونکر ممکن ہے کہ خدا ابراہیم کی آنکھوں کے سامنے تین آدمیوں کی صورت میں
ظاہر ہو؟ اور کیونکر ابراہیم اُن تین آدمیوں سے واحد کے صیغہ سے خطاب کرتے ہیں؟
اور اُن سے کہتے ہیں "اے خداوند" "تیری نگاہ مہربانی" "اپنے بندہ کو مت چھوڑ" پھر
پلٹ کر جمع کے صیغہ سے اُنسے خطاب کرتے ہیں "اپنے پیر دہو لو" "سہارا کر لو" اور توریت لکھتی
ہے "پس اُنھوں نے کہا یا"

کیوں جناب! یہ کون لوگ تھے جنھوں نے کہا یا؟ کیا یہ سب انسان تھے یا ملائکہ؟ یا
وہ کے سب خدائے جل شانہٗ تھے؟ بدلیل قول توریت "جب سارہ ہنسی تو خدا نے کہا" "میعاد معین
میں میں تیرے پاس .... لوٹ کر آؤنگا" "اور خدا نے کہا کہ کیا میں ابراہیم سے مخفی رکھوں"
"اور کہا خدا نے کہ سدوم کی فریاد" اور ہاں جناب! بھلا خدا کو کیا ضرورت ہے کہ وہ
دیکھنے اور علم حاصل کرنے کے لیئے اُترے؟ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ بغیر اُترے دیکھتا اور
جانتا نہیں ہے۔ اور ... فریاد تو سنتا ہے لیکن بغیر اُترے دیکھتا اور جانتا نہیں ہے۔ اور
وہ کہاں ہے کہ وہاں سے اُترے؟ اور خدا ابراہیم سے باتیں کرنے کے بعد کہاں چلا گیا؟ اور یہ تین
مرد دو فرشتے کسطرح ہو گئے؟ اور دونوں فرشتوں نے لوط کی دعوت کیسے کھائی؟ اور وہ سب
کے سب کئی سے ایک کیسے ہو گئے؟ اور کسطرح لوط اُنسے بصیغہ واحد "اے میرے خداوند تیرا

بندہ ”تیری نگاہ“ خطاب کرتے ہیں؟ اور یہ وہ ایک کون ہے جس سے لوط خطاب کر رہے تھے؟ اور وہ کون ہے جو لوط سے کہتا ہے میں نے تیری عزت بڑھائی ”وہ میں غارت نہ کرونگا“ ”میں قادر نہیں ہوں کہ کچھ کرسکوں“ کیا وہ خدا ہے؟ اور وہ کسطرح قادر نہیں ہے؟

پادری صاحب۔ ہمارے مذہب کے لوگ کہتے ہیں کہ یہ تینوں آدمی خدا کے اقانیم تھے پس خدا ابراہیم کے لیئے اقانیم سمیت ظاہر ہوا اور خدا واحد ہے تین اقانیم والا ہے پس ابراہیم خدا سے واحد کے صیغہ سے خطاب کرتے ہیں اسلیئے کہ خدا وند واحد ہے اور اسی سے صیغہ جمع سے خطاب کرتے ہیں باعتبار اقانیم ثلثہ کے۔

رفیق الدین۔ میں ابھی اُنسے فوراً نہیں کہتا ہوں کہ کسطرح ایک خدا تین ہو سکتے ہیں اسلیئے کہ وہ کہیں گے اے بے معرفت خاموش رہ یہ ایک راز ہے جو عقل اور معقول کی حدود سے باہر ہے۔ میں اس بارہ میں تو کلام کو ملتوی کرتا ہوں لیکن میں فی الحال اتنا کہتا ہوں کہ کیا ابراہیم نے اسی لیئے کہ وہ سمجھتے تھے خدا اُن کے لیئے اقانیم ثلثہ کے ساتھ ظاہر ہوا ہے اقانیم سے جو جدا تھے یہ کہا کہ ”تم اپنے پیر دھولو“ ”سہارا کر لو“ اور کھانا تیار کرکے اُن کا احترام کیا؟ اور کیا اسی لیئے کہ وہ خدا کے اقانیم تھے اُنھوں نے ابراہیم کا کھانا کھایا؟ کیا خدا بھی کھاتا ہے؟ پھر اقانیم ثلثہ لوط کے پاس پہنچکر کسطرح دو فرشتے ہو گئے۔ تیسرا اقنوم کیا ہو گیا۔ کیا تین دو کے غیر نہیں؟ اور کیا خدا اور ملائکہ الگ الگ نہیں ہیں؟ کیا یہ معقول ہے کہ خدا اور اُسکے اقانیم یا ملائکہ کھانا کھاتے ہیں۔؟

قرآن کی کرامت

جناب عالی! یہ توریت جس پر ہمارا ایمان ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے اُس نے اس قصہ کو ان متناقض امور اور حد معقولیت سے خارج باتوں کیساتھ پیش کیا ہے اور قرآن جس پر مسلمانوں کے سوا اور کوئی ایمان نہیں رکھتا اُس نے اس قصہ کو ایک معقول انداز پر کہ تناقض اور ہر مخالف عقل بات سے بالکل پاک صرف بیان کیا ہے چنانچہ آپ سورہ ھود مکیۃ کی آیت ۸۵

اور سورہ ذاریات مکیہ کی آیت ۲۴-۲۷ ملاحظہ کریں۔ قرآن نے ان آیات میں بالکل روشن کر دیا ہے کہ جو لوگ ابراہیم کے پاس آئے تھے وہ خدا کے پیغامبر ملائکہ تھے اور انہوں نے کچھ نہیں کھایا۔

پادری صاحب (مسکرا کر) ہمارے مذہب والے لکھتے ہیں کہ حضرت محمد نے قرآن کے قصوں کو توریت سے یہود وغیرہ کی تعلیم سے حاصل کیا ہے اسلئے کہ وہ خود تو پڑھے لکھے ہی نہ تھے

رفیق الدین۔ حضرت محمدؐ ان تو عرب کی ایسی وحشی بت پرست قوم سے ہیں جو الٰہیات میں معقول اور غیر معقول میں کوئی تمیز نہیں رکھتی تھی بلکہ خود ان لوگوں کی بت پرستی ہی ایک غیر معقول رسم تھی۔ پس اگر حضرت محمدؐ نے قرآن کے بیان کردہ قصوں کو توریت سے یہود وغیرہ کی تعلیم سے حاصل کیا تھا تو ان اس قصہ کو بھی اور اس کے علاوہ دیگر قصوں کو بھی اسی تناقض اور غیر معقول عنوان سے بیان کرتے جیسا کہ توریت میں موجود ہے بلکہ موجودہ کیفیت پر مخالفت عقل اور اضطراب کلام میں کچھ اور اضافہ ہی ہو جاتا جیساکہ انکی قوم کی وحشیانہ حالت اور بت پرستی اور معارف میں کوتاہی کا تقاضا تھا۔ جناب میں نے تو قرآن کے تمام قصوں کو جنکی بابتہ ہمارے مذہب والے لکھتے ہیں کہ حضرت محمد نے انکو توریت و انجیل اور باقی کتب عہد قدیم و جدید سے حاصل کیا ہے چھان ڈالا تو میں نے قرآن کے قصوں کو پایا کہ گویا وہ عہد قدیم و جدید کے قصوں کی غلطیوں کی تصحیح اور انکو مخالفت عقل سے پاک اور خرافات سے صاف کرتے ہیں کیا یہ عجیب اور حیرتناک بات نہیں ہے؟ یہ عہد قدیم و جدید کی کتابیں ہیں جن پر ہمارے مذہب کے لوگ ایمان رکھتے ہیں کہ یہ خدا کا مقدس کلام ہیں اور وہ اُن باتوں سے لبریز ہیں جو عقل و استقامت کے بالکل مخالف ہیں اور یہ قرآن موجود ہے جسکو ہمارے لوگ خدا کا کلام نہیں جانتے حالانکہ وہ موافقت عقل اور سلامت روی میں فرد فرید ہے

اور کاش یہود و نصاریٰ یہ ہی نہ لکھتے کہ قرآن کے قصوں کو حضرت محمد نے عہد قدیم و جدید سے حاصل کیا ہے اسلئے کہ بیانات قرآن اور عہد قدیم و جدید کے قصوں کے درمیان میں باہم

۱۱ (رجسٹرڈ نمبر ۱۷۷۷۱)

الواعظ

مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کا ماہوار علمی رسالہ

حجۃ الاسلام حضرت نجم العلماء

مدیر

حکیم سید قاسم علی صوفی البجنوری عمدۃ الافاضل

باہتمام داروغہ سید محمد عرف مچھو صاحب منیجر مطبع

مصباح الاسلام و الواعظ اردو پریس لکھنؤ میں چھپ کر

مدرسۃ الواعظین لکھنؤ سے شائع ہوا

مقاصد

(۱) مذہب اسلام کا اکمل الادیان ہونا
(۲) پیغمبر اسلام کا افضل الخلائق ہونا
(۳) اسلامی شریعت کی حکمت اور اسکی جامعیت
(۴) اسلامی اخلاق و آداب کی تفصیلات
(۵) اسلامی تمدن کی فوقیت
(۶) اسلامی احکام و قوانین شریعت
(۷) ائمہ طاہرین کے کمالات و ہدایات
(۸) سلف صالحین کے تاریخی حالات
(۹) قرآن مجید کا افضل الکتب ہونا
(۱۰) اثبات اصول اسلام بالادلہ عقلیہ و نقلیہ
(۱۱) فلسفۂ جدید و قدیمہ اور دیگر مذاہب کے مقابلہ میں حمایت اسلام و ازالۂ شبہات
(۱۲) انکشافات جدید و حقائق اسلام
اخبار علمیہ

قواعد

(۱) یہ رسالہ بالفعل ہر انگریزی ماہ کی آخری تاریخ کو بلیں شایع ہوا کریگا
(۲) ہر خریدار کو کم از کم ایکسال کے لیئے رسالہ خریدنا ہوگا
(۳) نمونہ کا پرچہ ۲ کے ٹکٹ آنے پر روانہ ہو سکتا ہے
(۴) جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے
(۵) اشتہارات کی اجرت بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتی ہے
(۶) علمی معاملات کے متعلق خط و کتابت و ارسال مضامین بنام مدیر اور دیگر امور کے متعلق بنام منیجر ہونا چاہیئے
(۷) شرح قیمت: ...
روسائے و والیان ملک سے جو رقم مرحمت فرمائیں عام خریداران سے ...
پتہ: دفتر الواعظ ...

ہدایات

(۱) مقاصد رسالہ کا لحاظ رکھکر مضمون لکھا جائے ورنہ درج نہ ہو سکے گا،
(۲) مضامین حتی الامکان مختصر ہونا چاہئیں، اڈیٹر کو تغیر و تبدل و اصلاح کا اختیار ہوگا،
(۳) عبارت حتی الامکان سلیس اور عام فہم ہو
(۴) مضامین صاف خط میں تحریر کیے جائیں اور عبارات عربیہ پر اعراب لگائے جائیں نیز عربی عبارات کا دوسرے کالم میں ترجمہ ہونا چاہیے
(۵) حتی الامکان کتب منقول عنہا کا حوالہ دیا جائے
(۶) ناقابل اشاعت مضمون واپس نہ ہوگا اگر ضرورت ہو تو صاحب مضمون کو ٹکٹ بھیجنا چاہیئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ

سورۂ آل عمران

الواعظ

نمبر ۷ بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۲۹ء مطابق ماہ جمادی الاول سنہ ۱۳۴۸ھ جلد ۸

شذرات

جناب مولوی فضل علی صاحب واعظ علاقہ پنجاب کے دورہ کا تتمہ

جناب ممدوح سیدکی سرائے سے ۲۷ ستمبر کو گجرانوالہ واپس آکر ۵ اکتوبر ۲۸ء تک وہیں تشریف فرما رہے اور اس عرصہ میں آپ نے یہ انتظام رکھا کہ نماز صبح کے بعد ہر روز آدھ گھنٹہ تک خود مسائل فقہیہ بیان کرتے رہے اور ڈیڑھ گھنٹہ مسائل فقہیہ کے جوابات دینے کے لئے وقف رکھا اور تین بجے تک مسائل کلامیہ اسلامیہ پر گفتگو کا وقت دیا اور سہ پہر کا وقت دوسرے مذہب والوں سے ملنے کے لیے معین کیا اور عشرہ محرم میں جو کشیدگی یہاں کے مومنین میں باہم ہوگئی تھی اس کی اصلاح میں کوشش کرتے رہے اور ۶ اکتوبر سے پھر دورہ کے لیے کمر ہمت کو مستحکم کیا،

رجوعہ ۶ اکتوبر صبح نو بجے گجرانوالہ سے روانہ ہو کر شام کے چھ بجے چنیوٹ اسٹیشن پر پہونچے اور وہاں سے بذریعہ تانگہ قریب نو بجے شب کے رجوعہ پہونچکر عالی جناب محمد شاہ صاحب کے مہمان ہوئے ۸ اکتوبر کی سہ پہر کو محترم میزبان کے امام باڑہ میں مجلس وعظ منعقد ہوئی جو ہر طرح کامیاب رہی،

وعظ کے قبل و بعد کا زمانہ حضرات مومنین کی ملاقاتوں اور مختلف مسائل کے جوابات میں بسر ہو گیا،

عالیجناب سردار حسین شاہ صاحب ممبر اسمبلی کی تشریف آوری کے وقت مستقل ہیڈ ماسٹر کے قیام کا مسئلہ طے ہو کر مدرسۃ الواعظین کے انتخاب پر موقوف رکھا گیا جناب مولوی غلام مصطفیٰ صاحب تلمیذ جناب مولوی حشمت علی صاحب قبلہ خیر اللہ پوری سے نماز جمعہ کے متعلق گفتگو رہی اور بالآخر انھوں نے تسلیم کیا کہ یہی جوابات جناب صدر المحققین دام اللہ ظلہ نے بھی تحریر فرمائے تھے،

موضع پکھی ۱۰ اکتوبر کو بتعمیل ارشاد جناب غلام عباس صاحب رئیس رجوعہ موضع پکھی کا ارادہ کیا اور دریائے چناب کو عبور کر کے موضع مذکور میں وارد ہوئے محترم داعی جو جناب واعظ کے پہونچنے سے پہلے یہاں آگئے تھے ایک ضرورت سے سرگودہا چلے گئے لہذا جناب نور الزماں شاہ صاحب ذیلدار نے میزبانی فرمائی شاہ موصوف نہایت سادہ مزاج اور ضرب المثل دیندار ہیں ۱۱ اکتوبر کو ممدوح بھی چنیوٹ تشریف لے گئے جہاں سے واپس آکر آپ نے شب کو وقت اہل دیہ کو جمع کیا مذہبی بات چیت شروع ہوئی مذہب حق کے دلائل پیش کیے گئے بعض نے تو اپنے مولوی صاحب سے دریافت کرنے کا حوالہ دیا جنکو مختصر سوالات بتا دیے گئے

بعض نے اس موضوع میں مذہب شیعہ کو جدید بتایا جس کے جواب میں شاہ صاحب نے قدامت ثابت فرمائے اور
ان کاوش کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک شخص جو پہلے سے مذہبی تحقیق کا شائق تھا مطمئن ہو گیا،

رجوعہ کی واپسی ۱۲ اکتوبر کو مع جناب غلام عباس صاحب جج صبح کو سرگودہا سے واپس آگئے تھے رجوعہ کی
طرف روانہ ہو کر شام کو وہاں پہونچ گئے ۱۳، ۱۴ اکتوبر کو رجوعہ میں قیام رہا رؤسائے رجوعہ نے جنوری میں
مدرسہ کی امداد کا وعدہ فرمایا، محترم میزبان نے بیس روپیہ زاد راہ کے لیئے مرحمت فرمائے اور مدرسہ کے سالانہ
جلسہ میں تشریف لاکر مستقل پیشوا زکو جناب سرکار صدر الشریعہ کے انتخاب پر محمول فرمایا،

شاہ جیونہ ۱۵ اکتوبر کو رجوعہ سے روانہ ہو کر جھوٹا درجمر ایکسپریس لائل پور اور شورکوٹ سے مرور
کرتے ہوئے ۱۶ اکتوبر کی صبح کو شاہ جیونہ اسٹیشن پر پہونچے بعد نماز صبح بذریعہ تانگہ پانچ میل کا
خام راستہ طے کر کے شاہ جیونہ کی بستی میں وارد ہوا جہاں پہونچکر معلوم ہوا کہ حضرت حیات شاہ صاحب
شیر گڈھ تشریف لے گئے ہیں شیر گڈھ یہاں سے چار پانچ فرلانگ ہے وہاں پہونچکر ممدوح سے ملاقات
کی جو مدرسہ کے نام سے بھی ناواقف نکلے مختصر لفظوں میں مدرسہ کا اور اپنا تعارف کرایا شب بھر وہاں مقیم رہے
اور مزید قیام کو عبث اور بیکار پاکر ۱۷ اکتوبر کو وہاں سے روانہ ہو گئے،

جھنگ شہر ۱۷ اکتوبر کو شاہ جیونہ سے روانہ ہو کر اسی روز شہر جھنگ میں پہونچکر عالیجناب نواب مولاداد
خانصاحب آنریری مجسٹریٹ کے مہمان ہوئے، ممدوح نے مدرسہ کا نام بھی سنا تھا لیکن تعارف کے بعد اپنی
اپنی سادگی و اخلاق کا گرویدہ بنالیا اور ۱۹ اکتوبر کو اپنے امام باڑہ میں وعظ کا انتظام کیا شہر میں منادی
کرائی گئی سنی شیعہ مرزائی حضرات جمع ہوئے وعظ ہر طریقے سے کامیاب رہا پندرہ بیس آدمی جو بوجہ اختلاف
باہمی شریک وعظ نہیں ہوئے تھے ان کے مکان پر خود جناب واعظ تشریف لے گئے ان حضرات خود جناب واعظ
کے منتظر تھے اور عدم شرکت پر متاسف تھے نماز مغربین سب نے جناب واعظ کے ساتھ ادا کی اور نواب صاحب
کے مکان تک پہونچ گئے جناب واعظ نے اصلاح کی فکر کی مگر چونکہ نواب صاحب کے صاحبزادگان جن سے اس اختلاف
کی بنیاد پڑی تھی موجود نہ تھے لہذا فی الحال یہ کاروائی عبث معلوم ہوئی،

گجرانوالہ کی واپسی ۲۰ اکتوبر کو جھنگ سے روانہ ہو کر لائل پور میں ایک شب سردار محمد اکبر صاحب بیرسٹر کے
دولتخانہ پر قیام کر کے ۲۱ اکتوبر کو گجرانوالہ پہونچ گئے چونکہ بیرسٹر صاحب اور حکیم غلام جیلانی صاحب باہر
گئے ہوئے تھے اسی وجہ سے لائل پور کا قیام نامناسب معلوم ہوا،

انجمن فاطمیہ گجرانوالہ

یہ انجمن معزز و محترم مستورات و مخدرات نے بے پردگی کی مخالفت اور پردہ کی موافقت اور عموبی نسوان کے محاسن

ذہن نشین کرانے اور پردہ داری بیوں کا پردہ قائم رکھنے اور انھیں بے پردگی سے بچانے کے لئے قائم فرمائی ہے۔ جناب شبیر حسین صاحب وکیل کی اہلیہ اسکی صدر ہیں اور ماسٹر محمد دین صاحب تاجر کی صاحبزادی فرائض نظامت انجام دیتی ہیں۔ انجمن کی خدمتیں بہت زیادہ قابل ستائش ہیں اور بالکل بجا طریقہ پر کہا جا سکتا ہے کہ یہاں کی عورتیں مردوں سے زیادہ دینی خدمتیں ادا کر رہی ہیں صدر انجمن زنانی مجلسوں میں نہایت عمدہ طریقہ سے وعظ فرماتی ہیں سیکڑوں عورتیں ان معظمہ کے بیانات سنکر مذہب حق کی سچائی سے متاثر ہوگئیں مالی امداد کی حیثیت سے بھی آپ اس انجمن کی حماتی زبر سرپرست ہیں اور ہر حیثیت سے اس عہدہ کی بہترین اہل ہیں، انجمن کی ناظمہ بھی انجمن کی تقویت کا بڑا سبب ہیں نوحہ وغیرہ پڑھنے کی خدمت انجمن کی طرف سے وہی انجام دیتی ہیں اور طبقہ نسواں میں ان دونوں خاتونوں کی وجہ سے نہایت عمدہ طریقہ پر ترویج وتبلیغ ہو رہی ہے خداوند عالم جزائے خیر کرامت فرمائے اور اپنے توفیقات کو رفیق رکھے،

۲۸ راکتوبر کو انجمن مذکور کی طرف سے پہلے زنانی مجلس ہوئی جسمیں صدر انجمن نے پنجابی زبان میں پردہ کے متعلق تقریر فرمائی پھر انجمن کی ناظمہ نے پنجابی زبان میں نوحہ پڑھے بعد مغرب اسی انجمن کی طرف سے مردانی مجلس ہوئی جس کے لئے جناب واعظ کے علاوہ جناب مولوی مرزا احمد علی صاحب بھی لاہور سے بلائے گئے تھے، جناب واعظ نے پردہ پر تقریر کرتے ہوئے پہلے آیات قرآنی سے پردہ کے احکام اور اسکا عنوان بیان کیا اس کے بعد پردہ کے عقلی محاسن اور بے پردگی کے عقلی نتائج کسیقدر تفصیل سے بیان کئے اور پردہ ترک کرانے کو مردوں کی خود غرضی پر صرف محمول ہی نہیں بلکہ ثابت کر دیا عورتوں نے اس بیان کو نہایت پسند کیا اور انپر اس بیان کا کافی اثر ہوا،

مدرسۃ الواعظین کی مصلحانہ روش

بڑا مزا اُس ملاپ میں ہے جو صلح ہو جائے جنگ ہو کر

پٹھان کوٹ میں اصلاحی و اتحادی کارروائی ۲۷ راکتوبر سے ۲ رنومبر تک اگرچہ مختلف مقامات میں دورہ کرتے رہے لیکن گجرانوالہ میں بہ نسبت دیگر مقامات کے زیادہ قیام پذیر رہے ۲۸ رنومبر کو پٹھان کوٹ کے ارادہ سے روانہ ہو کر قریب شام لاہور پہونچے اور وہاں مناظرہ کے ضروری کتب کا انتظام کرکے دوسرے روز پٹھان کوٹ کی طرف روانہ ہوکر ۲۹ رنومبر کو بعد زوال ۲ بجے کے قریب وہاں پہونچ گئے مومنین کافی تعداد میں استقبال کے لئے موجود تھے جو بکمال تعظیم وتکریم قیام گاہ تک لائے جہاں پہونچکر معلوم ہوا کہ یہاں سنی شیعہ کا جھگڑا معمول سے زیادہ بڑھ گیا ہے جسکی وجہ ایک سنی مولوی صاحب کا اثنائے وعظ میں شیعوں پر حملہ اور عالی جناب مولوی مرزا احمد علی صاحب کا یہاں تشریف لاکر وعظ کہنا اور سنی مولوی صاحب کے حملہ کا

جواب :- موضوعات مناظرہ طے ہو چکے ہیں اور تاریخ مناظرہ بھی یکم دسمبر قرار پا چکی ہے،

چونکہ مدرسۃ الواعظین کا نصب العین اتحاد فریقین اور باتفاق مسلمین دفع اعتراضات معترضین اور غیر مسلم اقوام کے مقابلہ میں اثبات حقیت اسلام ہے لہذا جناب واعظ نے ان حالات کو معلوم کرتے ہی رفع نزاع کی کوشش شروع کر دی اور فریقین اسلام کو جمع کر کے مسلمانوں کی موجودہ حالت پر متنبہ کر کے انکو سمجھایا کہ یہ زمانہ باہمی جنگ وجدال کا نہیں ہے اسلام بتیس دانتوں کے اندر کی زبان ہو رہا ہے اور اس لیئے ہم سب کو باہمی اتحاد سے حفاظت اسلام کی ضرورت ہے اور یہی ہم سب کا پہلا فریضہ ہے اور اگر ایک فرقہ اپنے کو برسر حق سمجھکر دوسرے فرقہ کو ناحق کوش جانکر اُسے گمراہی سے بچانا چاہتا ہے تو اُس کے لیئے ایسی صورتیں مفید نہیں ہو سکتیں آپس میں رواداری داخلاق کا برتاؤ کر کے وقتاً فوقتاً محبت اور نرمی سے دلیل و برہان کے توسط سے ایک دوسرے کو حق کی دعوت دیتا رہے جب بات سمجھ میں آجائیگی تو خود حق کی جانب جذب ہو جائے گا تو تو میں میں اور مکابرہ اور اس قسم کے مناظرہ کا کوئی نتیجہ نہیں ہے مناظرہ اگر اپنے صحیح معنوں میں ہو تو بہت خوب اور مطلوب مرغوب امر ہے مگر افسوس کہ جو طرز اختیار کیا گیا ہے وہ مناظرہ کے صحیح عنوان سے کوسوں دور ہے،

یہ تقریر کافی اثر سے روشناس ہوئی ۳۰ نومبر کو مجلس وعظ منعقد ہوئی باوجود بارش و برد مجمع ناقابل شکایت تھا شیعہ مرزائی غرضکہ ہر طبقہ کے مسلمان تشریف فرما تھے موضوع تقریر حقیت اسلام کا اثبات اور ضرورت اتحاد مسلمین تھا تقریر نہایت مؤثر اور امید افزا ہوئی فریقین کے جوش تھم گئے اور بجائے غیر ضروری مناظرہ کے اتحاد کا چہرہ رونما ہو گیا، فالحمد اللہ علی ذالک،

جناب مولوی سید ممتاز حسین صاحب واعظ راجپوتانہ میں،

جناب ممدوح نے اوائل ستمبر سے آخر دسمبر ۱۹۳۶ء تک جن جن مقامات کا دورہ کر کے فرائض تبلیغ ادا کیے ہیں اُن کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

ریاست جیپور یکم ستمبر ۱۹۳۶ء کو لکھنؤ سے روانہ ہو کر ۲ ستمبر کو علی الصباح جیپور پہونچ گئے اور بوجہ عدم شناسائی بنگش سرائے میں اسباب رکھکر جناب مولوی الطاف حسین صاحب کا دولتکدہ دریافت کرتے ہوئے ایک مرد مومن کی رہنمائی سے ممدوح کے مکان پر پہونچے معلوم ہوا کہ وہ کہیں باہر تشریف لے گئے ہیں یہ سنکر رہنمائے مذکور جناب مولوی تصدق حسین صاحب کے مکان پر لے آئے ممدوح بہت خلق سے ملے باصرار تمام کھانا کھلایا اور شب کے لیئے وعدہ لے کر فرمایا کہ مولوی الطاف حسین صاحب کل یا

پرسوں تک آ جائیں گے آپ اُنکے آنے تک قیام فرمائیں چار بجے تک جناب واعظ وہاں تشریف فرما رہکر سرائے میں واپس آ گئے اور شام کو بعد حسب وعدہ جناب مولوی صاحب کے مکان پر آئے معلوم ہوا کہ ممدوح نے بغرض اطلاع مومنین مجلس کی بنا فرمائی ہے چنانچہ کھانے سے فارغ ہو کر مجلس شروع ہوئی اور یہی ابتدائی اور مختصر خوانندگی سے قلوب مومنین میں شوق پیدا ہو گیا جناب سید آغا حسن صاحب سررشتہ دار اور جناب سید ابرار حسین صاحب بہادر پوری جو جناب واعظ کی خبر سُنکر سرائے میں بھی تشریف لے گئے تھے بعد مجلس ممدوح سے ملے اور اسی شب کو جناب مولوی الطاف حسین صاحب بھی تشریف لے آئے ممدوح ایک مقدس اور مجمع صفات پسندیدہ بزرگ ہیں رات زیادہ آ گئی تھی اسوجہ سے تشریف نہ لا سکے صبح کو سرائے میں پہونچکر جناب واعظ کو اٹھا لائے اور اُسی روز سے مجالس مواعظ کا سلسلہ شروع ہو گیا،

۴ ستمبر جناب آغا حسن صاحب سررشتہ دار نے محفل میلاد جناب سرور کائنات منعقد کی اور تمام شہر کے معتقد اور معزز حضرات اہلسنت کو مدعو کیا، دس بجے ذکر خوانی شروع ہو کر گیارہ بجے ختم ہوئی سامعین نہایت محظوظ و متاثر ہوے،

۵ ستمبر محفل مذکور کے ختم پر راج کالج کے ایک پروفیسر نے جو حال ہی میں داخل دائرہ ایمان ہوئے ہیں اعلان کیا کہ جناب مولانا مدرسۃ الواعظین کی طرف سے تشریف لائے ہیں آپکے مواعظ عام موضوعات اسلام پر ہونگے مجلسی حیثیت مواعظ میں نہ ہوگی چنانچہ کل میرے یہاں مسئلہ توحید پر لکچر ہوگا۔ دوسرے روز دس بجے بجے تقریباً ایک ہزار آدمی ہر طبقہ کے جمع ہو گئے اور دس بجے تقریر شروع ہو کر ساڑھے بارہ بجے تک جاری رہی آخر میں بانی مجلس کی فرمائش سے کیفیت فلسفہ شہادت کو بھی بیان جس سے تمام سامعین خصوصاً برادران اہلسنت نہایت متاثر اور مدّاح ہوے،

۶ ستمبر مذکورۂ بالا لکچر ختم ہونے کے بعد جناب دیوان مقبول حسین خانصاحب منتظم اعلی محکمہ خیر کی طرف سے اعلان کیا گیا اور دوسرے روز ممدوح کے یہاں بھی اُسی پیمانہ پر مجلس وعظ منعقد ہوئی جناب واعظ نے دلائل عقلیہ و نقلیہ سے نبوت جناب رسالتمآب کو ثابت کرتے ہوے آریہ صاحبان کے اعتراضات کو جو وہ نبوت و اسلام پر وارد کیا کرتے ہیں نہایت خوبی سے رد کیا اور سلسلہ کلام گوشت خوری کے جواز تک پہونچ گیا اور اُسکو بھی نہایت قابل قبول طریقہ سے استدلالاً ثابت کر دیا جسکا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

جواز گوشت خواری کے استدلال کا خلاصہ

دنیا میں کل اجناس موجودات تین قسموں میں منقسم ہیں، جمادات، نباتات، حیوانات، اور اُنکے بہت

سے انواع ہیں جو انھیں تینوں کے فروع اور انھیں کے اقسام ہیں اور ہر ماتحت اپنے مافوق پر نثار ہونے کو تیار ہے اور اُسکا کمال اسی میں ہے کہ ترقی کرکے اپنے کو مافوق ہستی میں فنا کردے اسی جہت سے اعلیٰ ہستی ادنیٰ ہستی کو اپنے تصرف میں لاتی ہے، جمادات نباتات کی غذا واقع ہوتے ہیں اور نباتات حیوانات کی غذا میں صرف ہوتے ہیں کیونکہ نباتات جمادات سے افضل ہیں اور حیوانات نباتات سے بہتر ہیں لہذا ہر افضل اپنے مفضول پر تصرف کرتا ہے نظام کائنات اسی رفتار پر جاری ہے اور فطرۃ عالم اسی کا سبق دے رہی ہے اور ہم روزانہ اسکو مشاہدہ کیا کرتے ہیں، اعلیٰ اپنے علو کی وجہ سے سافل کو فطرۃً اپنے میں جذب کرتا ہے اور سافل فطرۃً اعلیٰ میں جذب ہو جاتا ہے پھر کوئی وجہ نہیں کہ انسانی ہستی جو تمام کائنات سے افضل ہے وہ اپنے ماتحت پر تصرف نہ کرے ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا ورنہ نظام کائنات جسکو نیچر سے تعبیر کرکے غیر متغیر اور غیر زائل کہا جاتا ہے اُسکو متغیر ماننا پڑیگا جو مشاہدہ اور ہدایت کے خلاف ہے، اور اگر اس تصرف کو ظلم سے تعبیر کیا جائیگا تو جتنے تصرفات انسان کے جمادات و نباتات و حیوانات پر ہوتے ہیں وہ سب ظلم ہو جائینگے اور انسان کو کوئی حق جمادات کے کھودنے اور تراشنے اور پارہ پارہ کرنے اور نباتات کے کھانے اور حیوانات سے مختلف خدمتیں لینے کا باقی نہ رہیگا اور جانوروں سے بارکشی کی خدمت لینا اُنپر سوار ہونا چھکڑے اور گاڑیاں کھچوانا زراعت کے کام لینا انکا دودھ نچوڑ نچوڑ کر پینا اور اُن کے بچوں کی غذا میں حصہ لگانا سب ظلم و قبیح ہو جائیگا یہ سارا نظام مطابق فطرۃ ہے اور خالق عالم قرآن مجید میں اسی نظام کی تصریح میں خلق لکم ما فی الارض جمیعًا ارشاد فرماتا ہے اور چونکہ یہ تعلیم کتاب جدی عالم سے مطابق و موافق ہے لہذا قرآن کی حقیت اور اُس کے منزل من اللہ ہونے اور اُسکے حامل و مہبط کے صدق و راستی اور اُسکی نبوت و رسالت کی بڑی مستحکم اور قوی دلیل ہے،

یہ تقریر نہایت کافی و مؤثر ثابت ہوئی اور ہر طبقہ نے اسکو کافی توجہ سے سنا آخر میں حسب فرمائش بانی مجلس فلسفہ شہادت کو بھی مختصرا بیان کیا اور کتب تاریخ وحدیث سے اثبات شہادت کے بعد اعلان کردیا کہ اگر کسی کو کوئی شبہ ہو تو وہ پیش کر سکتا ہو مگر صدر لے برخواست آخر تقریر کو آگے بڑھا کر واقعہ شہادت کے بیان پر مجلس کو ختم کیا، اس مجلس سے جو اثر اہل مجلس کے قلوب پر ہوا گو کچھ ان کے متاثر ہونے سے ظاہر ہی تھا لاکھ لاکھ شکر کا مقام یہ ہے کہ بانی مجلس حقیقت وحقیت کی طرف مائل ہو گئے فالحمد للہ علیٰ ذلک حمدًا کثیرا،

جناب واعظ مقامی حالات کے لحاظ سے اور اپنی ناسازی طبع کی وجہ سے ایک ماہ تک یہاں قیام پذیر رہے اور ۱۱ اکتوبر کو اہل جیپور کے مشورہ سے اجمیر کی طرف روانہ ہو گئے مومنین نے نہایت اعزاز

واکرام سے رخصت کیا،

اجمیر — یہاں کوئی مقامی شیعہ نہیں ہے باعث کے حضرات بعنوان ملازمت تقریباً سو آدمیوں کی تعداد میں ہوگئے جو آج تک اپنے کو پوشیدہ رکھتے تھے مگر چند روز سے انجمن امامیہ کے قیام اور ہفتہ وار مجلسوں کی برکت سے ایک کو دوسرے کے حالات سے اطلاع ہوئی اور باہمی اتحاد کی وجہ سے اپنے مذہب کے اظہار کا موقع ملگیا جناب واعظ کے پہونچنے پر باقاعدہ اشتہار دیکر مجلس وعظ کی بنا کی گئی اور موضوع تقریر یعنی نبوت عامّہ وخاصہ بھی درج اشتہار کر کے تمام شہر اور تمام اطراف وجوانب میں اطلاع کردی غرض کہ ۱۳ اکتوبر روز یکشنبہ کو مجلس منعقد ہوئی مجمع برادران اہلسنت کا بہت زیادہ تھا ۸ بجے تقریر شروع ہو کر دس بجے ختم ہوئی اور کامل توجہ سے سُنی گئی سامعین نہایت متأثر ومحظوظ ہوے مدرسۃ الواعظین کا تعارف بھی باحسن وجوہ کرادیا،

تار اگڈھ — سادات کی بستی ہے مگر دو جماعتوں میں منقسم اور آپس میں بے انتہا نفاق وناچاقی جناب واعظ ۱۵ اکتوبر کو وہاں تشریف لے گئے شب کو مجلس منعقد ہوئی سمجھانے بجھانے سے دونوں جماعتیں شریک ہوئیں ڈیڑھ گھنٹہ تک مسئلہ امامت پر تقریر فرمائی اور اسی کے ضمن میں اتفاق ونفاق کے متعلق بھی تقریر کی جسکا بہت اچھا اثر ہوا اور سامعین متأثر ہو کر رو دیے ۱۱ بجے مجلس ختم ہوئی ۱۶ اکتوبر تک وہاں مقیم رہے، ۱۷ اکتوبر کو انجمن اسلامیہ کو انجمن معین الواعظین کی صورت میں تبدیل کردیا دستور العمل کے لیئے مدرسہ کو اطلاع دی،

احمد آباد — ۱۷ اکتوبر کو احمد آباد روانہ ہو کر ۱۸ کو وہاں پہونچ گئے خوجہ مسجد میں قیام کیا حاجی ولیسی نے اپنا مہمان کیا ۹ روز تک قیام رہا روزانہ شب کو مجلس موعظہ منعقد ہوتی رہی احکام اسلامیہ کی توضیح ہوا کی اثر بہت اچھا نمایاں ہوا،

دیرم — ۲۶ اکتوبر کو احمد آباد سے دیرم آئے ایک مجلس منعقد ہوئی، ۲۷ کو کچھ بھوج کا ارادہ کیا (باقی آئندہ)

معذرت

نمبر ۲ جلد ۸ بابت اپریل ۱۹۲۹ء میں مجلس خواتین حیدرآباد دکن کی بابت جو نوٹ ہم نے تحریر کیا تھا وہ وہاں سے آنے والی رپورٹ میں پردہ کا ذکر نہ ہونے سے زمانہ کی آب وہوا کو دیکھتے ہوے ہماری غلط فہمی کا نتیجہ تھا جو بعد کے اطلاعات سے واضح ہوئی اور معلوم ہوا کہ تمام خواتین کرام جو اُس مجلس میں تشریف فرما تھیں وہ سب محجوب ومستور تھیں لہٰذا ہم بکمال ادب انتہائے ندامت کے ساتھ اُن تمام مخدرات ومحذرات اور ان کے اولیا سے معافی خواہ ہیں اور خداوند عالم سے بکمال لجاج اُنکے پردہ کے بقا وثبات کے لیئے متدعی ہیں

(ناچیز مدیر)

الواعظ کے محترم خریداروں سے ایک ضروری گذارش

نمبر۲ جلد۸ بابت ماہ فروری ۲۹ء میں ہمنے ایک دھیمی آواز سے الواعظ کے ہفتہ وار کرنے کی ضرورت ظاہر کی تھی اور صرف ۷ سالانہ میں اس بار عظیم کو اپنے ناتواں کاندھوں پر اُٹھانے کا ارادہ کرلیا تھا، الحمدللہ کہ یہ آواز ہماری بالکل تو بیکار ثابت نہیں ہوئی بلکہ اکثر حضرات خصوصاً خریداران حیدرآباد دکن نے سب سے پہلے اُسکے جواب میں ہماری تائید اور اپنی پسندیدگی و منظوری کا اظہار فرماکر ہمیں شکر گذار فرمایا مگر آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جبتک الواعظ کے تمام خریدار اس تحریک کو منظور فرماکر اپنے ساتھ اپنے حلقۂ اثر سے بھی کم از کم ایک ہزار درخواستیں دفتر الواعظ میں روانہ کرادیں سوقت تک اس اہم خدمت کی انجام دہی میں اقدام کرنا ایک ذمہ دار شخص کا کام نہیں ہے، الواعظ ایک ماہوار رسالہ ہے اور ماشاءاللہ مدرستہ الواعظین کے سترہ واعظ اطراف ملک میں دورہ کررہے ہیں جن کی رپوٹیں مع دیگر مضامین کے بارہ نمبروں میں کیونکر سما سکتی ہیں اور رپورٹوں کا انبار جمع رہنے کے علاوہ کیا نتیجہ برآمد ہوسکتا ہے الواعظ نے اپنی ہشت سالہ اشاعت میں جو علمی و دینی خدمات ادا کیئے اور جس عنوان سے اس واحد ادارۂ علمی و تبلیغی (مدرستہ الواعظین) کی ترجمانی کرتا رہا اور جس نوعیت کے مضامین اس میں شائع ہوتے رہے وہی اُسکی توسیع اشاعت کا موجب ہے اور ہمارے واعظین کے علاوہ اکثر ہمدردان اسلام نے بھی از خود اُسکے دائرۂ اشاعت کی توسیع میں گرانقدر کوششیں فرماکر ہمکو شکر گذاری کا موقع مرحمت فرمایا مگر دفتر الواعظ نے کبھی اپنے خریداروں سے توسیع اشاعت میں کوشش فرمانے کی استدعا نہیں کی بتیس صفحکی جگہ چالیس صفحہ کا حجم کردیا مگر اضافہ قیمت کا خواستگار نہیں ہوا مگر اب چونکہ مدرسہ کی بڑھتی ہوئی ضرورتیں بجائے ماہوار کے ہفتہ وار کرنے کی سخت متقاضی ہیں لہٰذا بکمال تمنا استدعا ہے کہ اگر آپ مدرستہ الواعظین کے حالات ہر ہفتہ ملاحظہ فرمانا چاہتے ہیں اگر آپ کو اس اسلامی درسگاہ سے کچھ دلچسپی ہے ،،، اگر آپ واعظین کے ہفتہ وار کارنامے دیکھنے کے شائق ہیں اگر آپ ہر ہفتہ بہتر سے بہتر مضامین علمی و تبلیغی کے مطالعہ کے خواہشمند ہیں تو جلد سے جلد اپنی منظوری سے اطلاع دیجئے اور اپنے حلقۂ اثر سے بھی قابل وثوق درخواستیں روانہ کرانے کی کوشش فرماکر شکر گذاری کا موقع مرحمت فرمایئے، سال قریب ختم ہے اور نئے سال سے الواعظ کا نئے عنوان سے آپکی خدمت میں حاضر ہونا صرف آپکی ادنیٰ توجہ پر منحصر ہے، آریہ۔ عیسائی قادیانی کس زور شور سے اپنے اخبار ہفتہ وار بلکہ روزانہ شائع کررہے ہیں مگر افسوس کہ تمام ہندوستان کے واحد ادارہ تبلیغ سے صرف ایک ماہوار رسالہ اور وہ بھی جن دقتوں سے شائع ہورہا ہے اُسکو

مقالات

آریہ مسلم گفتگو

ساتویں ملاقات پبلک لائبریری میں

بسلسلہ نمبر ۹ جلد ۸ بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۹ء

آج پھر آریہ و مسلم دونوں سہ پہر کے وقت پبلک لائبریری میں جمع ہوئے اور اس طرح سلسلہ مکالمت شروع ہوا

مسلم ۔ کہیے پنڈت جی کل جو منتر میں نے پیش کیے تھے انہیں آپ نے کچھ غور فرمایا ؟

آریہ ۔ جی ہاں خوب غور کر لیا اب آپ ارشاد فرمائیے کہ انہیں اور ہیاۃ قدیم و جدید میں کیا مخالفت ہے اور ہمیں ان منتروں کو ویدانتی فلسفہ لکھنے کا حق کیوں نہ حاصل ہونا چاہیئے ؟

مسلم ۔ آپکے سوال کے تین جزو ہیں ہیاۃ قدیم کی مخالفت، ہیاۃ جدید کی مخالفت، مذکورہ منتروں کو ویدانتی فلسفہ لکھنے کا حق حاصل نہ ہونے کی وجہ، لہٰذا ہم ان تینوں جزوں کو الگ الگ بیان کرینگے،

آریہ ۔ بہت اچھا پہلے جزو کی بابت ارشاد فرمایئے،

ہیاۃ قدیم کی مخالفت

مسلم ۔ تمام ماہرین علم ہیاۃ نے لکھا ہے کہ فلک قمر کے نیچے کرۂ آتش ہے اور اسکے نیچے کرۂ ہوا اور اسکے بعد کرۂ آب اور اسکے بعد کرۂ خاک جو مرکز عالم ہے دیکھو تصریح اور شرح چغمنی وغیرہ وغیرہ) اور آپ کے یجروید کی تعلیم کلیۃً اسکے خلاف یوں کہتا ہے کہ پہلا کرہ پانی کا دوسرا ہوا کا تیسرا بادل کا چوتھا آب باراں کا پانچواں ہوا لطیف کا چھٹا ایک دوسری طرح کی ہوا کا ساتواں بجلی کا دیکھو یجروید ادھیائے ۶ منتر ۱۵)

(۱) چار کرہ کی بدلہ سات کرہ بتلائے پھر بھی کرۂ آتش اور کرہ خاک کا ذکر نہیں حالانکہ کرۂ خاک ہی پر ہم آپ بسے ہوئے ہیں،

(۲) پانی کے کرہ کو پہلا کرہ بتلایا حالانکہ وہ بسبب ثقل مضافہ کے طالب جہت مرکز ہے اور اسیوجہ سے آب و خاک دونوں بمنزلہ کرۂ واحدہ ہیں مگر پانی کے کرہ نے خاک کے کرہ کو پورا پورا احاطہ نہیں کیا بلکہ ایک سطح زمین کا پانی سے کھلا ہوا ہے جسکو ربع مسکون کہتے ہیں،

(۳) ہوا خفیف مضاف ہے لہذا طالب جہت محیط ہے اور کرۂ آتش کے نیچے واقع ہے اسکو ثقیل مضاف دیانی ہے کے نیچے بتلایا اور اُس کے تین کرہ قائم کئے حالانکہ ہوا کا کرہ ایک ہی ہے جس کے چار درجہ ہیں (۱) ہوا ء بسیط جو کرۂ آتش کے متقرین ہی (۲) ہوا دخانی (۳) ہوا بخاری جسکو زمہریر بھی کہتے ہیں (۴) ہواء کثیف جو سطح آب و خاک تک ہے،

(۴) بادل اور آب باراں کا کوئی کرہ نہیں ہی بلکہ جو بخارات زمین سے بلند ہو کر زمہریر یا اسکے قریب تک پہونچکر مجتمع اور منعقد ہو جاتے ہیں انھیں کو بادل کہتے ہیں اور جو ٹپک جاتے ہیں ان کو باراں (مینہ) کہتے ہیں،

(۵) بجلی کا بھی کوئی کرہ نہیں ہے بلکہ جو دخان زمین سے بلند ہو کر دُہنیت کے سبب بمقتضائے حرارت متحرک ہو کر مشتعل ہو جاتے ہیں اگر لطیف ہیں تو بسرعت بجھ جاتے ہیں اور وہی بجلی ہے اور اگر غلیظ ہیں اور زمین تک پہونچے بغیر نہیں بجھتے تو وہی صاعقہ ہی،

یہ بحثیں بہت طولانی ہیں اجمالاً بقدر ضرورت عرض کی گئیں اور صرف مخالفت دکھلا دی گئی ادلہ و براہین سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا،

ہیأۃ جدیدہ کی مخالفت

آریہ۔ ہم بھی صرف مخالفت ہی کو دیکھنا چاہتے ہیں ادلہ و براہین کو سننا نہیں چاہتے آپ ہیأۃ جدیدہ کی مخالفت کو ارشاد فرمایئے،

مسلم۔ بہت اچھا سنیئے اور غور سے سُنیئے،

(۱) آپکے وید کے مطابق ہوا کے تین کرہ ہیں دوسرا، پانچواں، چھٹا، اور ہیأۃ جدیدہ کی تحقیق کے موافق صرف دو قسمیں ہیں ایک وہ کہ جو زمین سے متصل ہی دوسری وہ کہ جو زمین سے کوسوں دور اور بہت سرد ہی جہانتک بخارات ارضیہ پہونچکر جم جاتے ہیں اور بادل کی کیصورت اختیار کر لیتے ہیں،

(۲) آپکے وید کی تعلیم یہ ہے کہ بادل کا ایک کرہ ہے اور ہیأۃ جدیدہ کی تحقیق یہ ہے کہ بادل بخارات ارضیہ و مائیہ کے منجمد ہو جانے کا نام ہے،

(۳) آپکے وید کی تعلیم کے مطابق تیسرا کرہ بادل کا ہے اور چوتھا کرہ آب باراں کا حالانکہ بادل کا ایک مستقل کرہ تسلیم کرنے کے بعد آب باراں کے لئے کوئی مستقل کرہ مقرر کرنا ہماری عقل سے بعید ہے اسلئے کہ آب باراں ابر سے نازل ہوتا ہے اور اصل اُسکی وہی بخارات ہیں جو منجمد ہو کر منجمد (ابر)

سے ٹپکتے ہیں، اور جب آب باراں کا ایک مستقل کرہ ہے تو بادل کا ایک مستقل کرہ تسلیم کرنا بیکار ہے

(۴) آپکے وید کی تعلیم یہ ہے کہ بجلی کا ایک کرہ ہے اور ہیأۃ جدیدہ کی تحقیق کے موافق بجلی اُس روشنی کا نام ہے جو ابر کے دو ٹکڑوں کے باہم ٹکرانے سے پیدا ہوتی ہے،

یہ جو کچھ کہ عرض کیا گیا صرف ایک منتر کی بابت تھا حالانکہ ایسے بہت سے منتر ہیں جو فلسفۂ قدیم و جدید دونوں کے مخالف ہیں مگر آپکی سامعہ خراشی کا لحاظ اُن کے تذکرہ کا مانع ہے،

آریہ۔ نہیں نہیں کچھ تو ارشاد فرمائیے؟

مسلم۔ اچھا سنیے اور بغور سماعت فرمائیے:۔

"زمین اور سورج اور چاند وغیرہ دیگر کرے انترکش (خلاء) کے اندر حرکت کرتے ہیں" (یجروید ادھیائے ۹ منتر ۲)

"مذکورہ بالا زمین اپنے مدار پر گردش کرتی ہے" (رگوید آشٹک ۱ ادھیائے ۲ ورگ ۱ منتر ۱)

"اُسی طرح سورج اور زمین بھی اپنے اپنے محور پر گردش کرتی ہے"

(رگوید آشٹک ۱ ادھیائے ۱۲ ورگ ۳ منتر ۳)

زمین کی گردش ہیأۃ قدیم کے خلاف ہے اور سورج کی گردش ہیأۃ جدیدہ سے اختلاف رکھتی ہے اُسکی نزدیک آفتاب تمام سیاروں کے درمیان میں واقع ہے وہ ہرگز گردش نہیں کرتا بلکہ دیگر سیارہ اُس کے چاروں طرف گردش کرتے ہیں اور آپکے وید کی تعلیم یہ ہے کہ سورج اور زمین اپنے مدار و محور پر گردش کرتی ہے،

اِن منتروں کو ویدانتی فلسفہ نہیں کہہ سکتے

آریہ۔ اچھا اب یہ ارشاد فرمائیے کہ جس طرح اہل اسلام کو باوجود فلسفۂ قدیم و جدید کی مخالفت کے اسلامی تعلیم کو اسلامی فلسفہ کہنے کا حق حاصل ہے اُسی طرح ہمیں بھی وید کی تعلیم کو ویدانتی فلسفہ کہنے کا حق کیوں نہ حاصل ہونا چاہئیے؟

مسلم۔ اسلامی تعلیم میں تخالف نہیں ہے جو تعلیم ایک مقام پر دیگئی ہے ناممکن ہے کہ اُسکی مخالفت دوسری مقام پر پائی جائے بسم اللہ کی (ب) سے سورہ ناس کے آخری (س) تک تلاوت کر جاؤ مگر تمہیں کوئی ایک آیت بھی ایسی نہ ملیگی جو دوسری آیت کے خلاف ہو برخلاف ویدانتی تعلیم کے جسکا تخالف اظہر من الشمس ہے گویا ایک منتر کا دوسرے منتر کے خلاف ہونا کوئی بات ہی نہیں ہے یجروید کے اسی منتر

کوجس پر ہم بحث کر رہے ہیں رگوید منڈل ۱۱ سوکت ۳۲ منتر ۵ اسے بغور ملاحظہ کیجئے یجروید میں بادل کا ایک کرہ ہی رگوید میں وہ پاش پاش ہو کر زمین پر گر پڑتا ہے یجروید میں بجلی کا ایک مستقل کرہ ہی رگوید میں بجلی ابر کے اندر رہتی ہی، یجروید میں زمین اور چاند اور سورج وغیرہ دیگر کرے خلاء کے اندر حرکت کرتے ہیں رگوید میں اپنے اپنے مدار و محور پر گردش کرتے ہیں، بھلا اس اختلاف کی کوئی حد بھی ہی؟ پنڈت جی وقت بہت آگیا ہے ورنہ ابھی کچھ اور عرض کر سکتے تھے مگر خیر ایک عجیب وغریب بات اور سنتے جائیے۔

آریہ۔ بیشک وقت بہت آگیا ہے مگر میں مشتاق ہوں ارشاد فرمائیے؟

مسلم۔ وید نے ایک جھگڑا اٹھایا ہے اور سورج اور بادل کی لڑائی بیان کی ہے اور جس بادل کو یجروید نے ایک مستقل کرہ بتایا تھا اسکو رگوید نے سورج کی کرنوں سے مار کر زمین پر گرایا ہے ملاحظہ ہو:

"میں اندر (سورج) کی قوت وجلال کو بیان کرتا ہوں جس سے اول سورج کا جو (روشنی و قوت) ہی اس نے بادل کو مار کر گرا دیا اور اسکو زمین پر پھیلایا"

(رگوید منڈل ا سوکت ۳۲ منتر ۱)

کیوں جناب کرات عالم میں سے ایک وہ پاش پاش ہو کر زمین پر گرے اور سورج جو اپنے مقام پر قائم ہے اور تمام سیارہ جس کے گرد گھوما کرتے ہیں وہ آمادہ جنگ ہو کر ابر کے ٹکرے ٹکرے کر ڈالے!! کیا آپکی عقل اسکو قبول کر سکتی ہے؟ معلوم نہیں وید نے اس جھگڑے کے بیان کرنے میں کونسا فائدہ یا ہدایت مدنظر رکھی ہے پھر لطف یہ کہ یہ جھگڑا ایک ہی مقام پر نہیں ہے بلکہ متعدد مقامات اس نزاع سے بلو ہیں ملاحظہ ہو:۔

"سورج نے اہی (بادل) کو مار کر گرایا اور اس نے اہی کو مارنے کے لیئے اہی میں رہنے والی اور اپنی کرنوں سے پیدا ہونے والی بجلی کو کڑکایا جس سے بادل پاش پاش ہو کر زمین پر گر پڑا زمین پر گرنے کے بعد وہی پانی کے ذرہ پھر بخارات بنکر آکاش کو چڑھے"

(رگوید منڈل ا سوکت ۲۳ منتر ۲)

اس منتر میں سورج اور بادل کی جنگ کے علاوہ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ یجروید میں بادل اور بجلی کا تیسرا اور ساتواں کرہ تسلیم کیا گیا تھا اور اس منتر میں بجلی کا سورج کی کرنوں سے پیدا ہونا اور بادل میں اسکا مقام بتلایا گیا اور بادل کی خلقت کا مادہ پانی کے ذرات کا بخار بنکر آکاش کو چڑھنا تسلیم کیا گیا جو اس منتر کے آخری فقرہ سے واضح ہی اور بادل اور بجلی کا مستقل کرہ نہ ہونے کی بین دلیل ہے، ابھی اور ملاحظہ فرمائیے!!

"اندر (سورج) وجر کے ذریعہ سے نہایت زبردست بادل کو شکستہ یا پاش پاش کرکے مار گراتا ہے"
(رگوید منڈل ا سوکت ۳۲ منتر ۵)

"وہ بادل وجر کی کرنوں سے شکستہ و پاش پاش ہو کر اس طرح زمین پر گرتا ہے جس طرح کسی انسان کے اعضا کو تلوار سے کاٹ کاٹ کر گرا دیتے ہیں سورج اسکو شکستہ دست و پا کرکے زمین پر گرا دیتا ہے اور بادل کو مار کر زمین پر سلا دیتا ہے"
(رگوید منڈل ا سوکت ۳۲ منتر ۷)

دیکھا آپنے کیسی گھمسان کی جنگ سورج اور بادل میں چھڑی ہوئی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں بڑے بہادر پہلوان اور جنگجو جوان ہیں،

"بادل کے جسم میں پانی بھرا ہوا نہایت سیاہ معلوم ہوتا ہے سورج بادل کو زمین پر گرا لیتا ہے اور بارش کا پانی زمین پر لمبے پاؤں پسار کر سو جاتا ہے" (رگوید منڈل ا سوکت ۳۲ منتر ۱۰)

اب فرمائیے آب باراں کا مستقل کرہ کہاں رہا اس منتر سے تو آب باراں کا مخزن بادل ثابت ہوتا ہے جسمیں وہ بھرا ہوا تھا،

آریہ - یہ تو آپنے اچھا قصہ سنایا جس کی بابت بغیر دیکھے بھالے میں کچھ نہیں کہہ سکتا،
مسلم - ضرور دیکھئے گا اور ساتھ اسکے رگوید کے اس منتر کو بھی دیکھ ڈالیئے گا:-

"بادل ہزار گونا گوں شکلیں بنا کر جھنڈ لاتا اور امنڈتا ہوا آتا ہے بجلی بھی کڑکتی ہے مگر یہ اندر پر غالب نہیں آسکتی بادل اور سورج کے درمیان لڑائی گرم ہوتی ہے جب بادل غالب ہوتا ہے تو سورج کی روشنی کو دبا لیتا ہے اور جب سورج کی حرارت کی فوج زوروں پر آتی ہے تب بادل کو شکست دیتی ہے اور سورج بادل پر فتحیاب ہوتا ہے آخرکار بادل شکست کھاتا ہے اور فتح سورج کے ہاتھ رہتی ہے"۔
(رگوید منڈل ا سوکت ۳۲ منتر ۱۳)

اس منتر نے تو اس جنگ میں اور بھی زور پیدا کر دیا بادل شکلیں بدل بدل کر پینترے اور جنگ کے تیور بدلتا ہے اور بجلی کو بھی جسے یجروید میں ساتواں گرہ بتلایا گیا تھا اپنے ساتھ لاتا ہے اور بادل اور بجلی کے دو کرہ ملکر سورج سے جنگ کرتے ہیں مگر فتح سورج ہی کے ہاتھ رہتی ہے ور وید مقدس سورج اور بادل اور بجلی میں جنگ و پیکار کی روح پھونک کر لڑائی کا پورا مرقع کھینچ دیتا ہے مگر کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس نزاع کا نتیجہ کیا ہے اور کون سے ہدایت اس سے مقصود ہے۔

آریہ - اب غور کرکے عرض کرینگے سردست تو کچھ نہیں کہہ سکتے، اچھا اب اجازت ہے؟

مسلم - بہت اچھا آپ بھی ... تشریف لائیے ...

اسلام حفظ صحت کا حامی ہے

کوئی مذہب دنیا کے طول و عرض میں ایسا نہیں ہے جسنے روزانہ کے ضروریات کو دائرہ مذہب میں لاکر انپر عمل کرنے کے بہترین طریقہ بتائے ہوں اور پھر جزا کا بھی وعدہ کیا ہو تاریخ عالم دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ مذاہب صرف چند معینہ اصول سے عبارت ہوا کرتی ہے جنسے خدا کی بندگی کا ثبوت ملتا ہو اور بس اسکے علاوہ ضروریات زندگی میں اُنسے مذہب کو کوئی لگاؤ نہیں،

ہمارے ہادیان دین چونکہ اخلاقی اور تمدنی اور معاشرتی لحاظ سے انسان کامل تھے لہذا اُنکی زندگی کا کوئی عمل بیکار نہ تھا اُنکی سیرت قابل اتباع اُنکے اقوال لائق تعمیل تھے اُنھوں نے جو کچھ ہمکو بتایا از راہ عقل ہماری طرز معاشرت اور زندگی کے بہترین اصول تھے۔ اگر کوئی اور ہادی بھی ایسا ہی کامل ہوتا تو اُسکے بھی بتلائے ہوے اصول عین عقل ہوتے لیکن اس حد کمال کا قرعہ انتخاب تو صرف خانوادۂ نبوت و رسالت ہی کے نام نکلا تھا اُنھوں نے ہر اچھائی کا سبق دیا اور ہر برائی سے روکا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اُنکے قانون کی ایک مہتم بالشان دفعہ بنائی گئی تھی جس پر یہ حضرات سب کے سب عامل تھے انھیں کی سیرتیں ارباب عقل و دماغ میں مقبول عام ہوئیں اور انھیں کے اقوال واجب العمل قرار پائے اور خدا نے بھی قرآن مجید میں ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کہکر اُسکی تاکید فرمائی ہماری جسمانی ترقی کے لیے بہترین چیز جسکی ضرورت تھی وہ حفظ صحت کے اصول تھے ناممکن تھا کہ اسلام اس سے غفلت کرتا ہادیان اسلام نے اپنی قول و فعل دونوں سے اسکے سبق دیے کیونکہ موعظہ قلوب میں اُسی وقت جگہ پیدا کرتا ہے جب واعظ خود میدان عمل میں قدم رکھ چکا ہو ان حضرات کی روحانیت محض اگرچہ حفظ صحت کے اصول کی محتاج نہ تھی لیکن ہماری نشو و نما کے لیے اُنھوں نے خود جو طریقہ نشو و نما کے اختیار کیے وہ اُنکے نقوش عمل کو قابل اثر تسلیم کرانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ علم الادیان کی طرح علم الابدان کے بھی بہترین ماہر تھے،

ان حضرات کا اُن امراض میں مبتلا ہونا جو لوگوں کے تنفر سے کار تبلیغ کو نقصان پہونچائے وہ تو خصائص عصمت میں ایک خداداد وصف تھا لیکن معصومین میں انتہائے روحانیت کو دیکھتے ہوے ہمیں درد چشم یا دیگر معمولی امراض بھی من حیث ہو دلہ نظر نہیں آتی اور نہ آنا چاہیئے تھے بلکہ اُسکا سبب ہمسے ظاہری مماثلت بمقاد انا بشر مثلکم تھا کیونکہ اگر کوئی معمولی بیماری بھی ان حضرات کو لاحق نہ ہوتی تو پھر عبد و معبود میں کوئی فرق نہ تھا باایں ہمہ عوام جہال اُنکی ربوبیت کی قائل ہو گئی

لہذا عقلی ضرورت تھی کہ بعض مواقع پر یہ حضرات ظاہر نظر میں مریض معلوم ہوں یہ تو طے ہے کہ مرض الموت انکا زہر خورانی یا قتل بالسیف تھا۔

طول حیات کا معیار اگر قطع نظر کیجائے اُن تمام مصالح شرعیہ سے جنکے سبب سے رب العزت نے اپنے بعض بندوں کو غیر معمولی طول عمر دیا اور حکماء کا یہ بیان صحیح سمجھ لیا جائے کہ جب تک انسان کا مزاج اعتدال پر رہتا ہے موت قریب نہیں آتی اور نقطۂ اعتدال سے طبیعت ہٹی امراض کا غلبہ ہوا اخلاط روییہ نے جسم کو فنا کر دیا تو بھی ہم طبی نقطۂ نظر سے ہادیان مذہب میں ایک ایسی معتدل المزاج ہستی پاتی ہیں جسنے اسوقت تک اپنی عمر شریف کے ایکہزار سال سے زیادہ طے کیے یعنی ہمارے امام عصر عجل اللہ ظہورہ یہ دلیل قوی ہے اصول صحت کے ماہر ہونے کی،

دربار علوی کا ایک واقعہ امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں ایک اعرابی حاضر ہوا اور عرض کیا مجھے تین طرح کی بیماریاں پریشان کیے ہیں علت نفس، علت فقر، علت جہل حضرت نے جواب دیا اے بھائی علت نفس کو طبیب کے سامنے پیش کرا ور علت جہل کو عالم پر اور علت فقر کو کریم پر اعرابی نے کہا:۔

یا امیر المومنین انت الکریم — اے امیر مومنان کریم تو آپ ہی ہیں اور عالم و

انت العالم و انت الطبیب (جامع الاخبار) — طبیب بھی آپ ہی ہیں۔

یہ سنکر اُو بجناب نے حکم دیا اسکو تین ہزار درہم بیت المال سے دیے جائیں اور ارشاد فرمایا کہ ایکہزار درہم علۃ نفس میں صرف کر اور ہزار علۃ جہل میں اور ایکہزار علۃ فاقہ میں اس سیرت علویہ سے آنحضرت کے روح و جسم دونوں کے طبیب ہونے کا ثبوت ملتا ہے یہ پہلی امداد تھی جو حفظ صحت کیلئے بارگاہ ولایت سے دی گئی اور یہی پہلا عطیہ تھا جو تعلیم پر مرحمت ہوا۔

بالجملہ اس واقعہ نے تو حضرت کا طبیب ہونا ثابت کیا انشاء اللہ آئندہ ایک مستقل عنوان میں ہم یہ بھی ثابت کر دینگے کہ "علیؑ" حکیم تھے گو جن معنوں میں اُن جناب کو حکیم سے تعبیر کیا گیا ہے وہ طبیب کے مرادف نہیں ہیں لیکن وہ اتنی وسیع حکمت ہے جسکا ایک جز طب بھی ہے اس محل پر مجملاً اتنا اور یاد دلاؤں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکی بارہ میں فرمایا تھا انا دار الحکمۃ و علیٌ بابہا میں حکمت کا شہر ہوں اور علی اُسکے دروازہ ہیں لہذا ہمارا دل چاہتا ہے کہ علی مرتضیٰ روحی لہ الفدا کے حکیمانہ اقوال سے آج پھر یہ ثابت کریں کہ اسلام حفظ صحت کا حامی ہے الصراط لکھنؤ کے کالموں ہمنے یہ بحث کی تھی کہ اسلام نے صحت و سلامتی کا بیڑا اوٹھایا ہے محترم ناظرین الواعظ کے خدمت میں مثال کیلئے یہ عرض

کرنا ہے کہ اکل و شرب انسانی زندگی کے وہ لوازمات ہیں جنکے بغیر حیات ناممکن ہے اور تمام بیماریاں بھی انہیں دونوں کی خرابی سے پیدا ہوتی ہیں،

غذا معدہ ام الامراض تھا تو ہمارے طبیبان روحانی نے حکم دیا:۔

اقلل طعاماً تقلل سقاماً (غرر الحکم) کھانے میں جتنی کمی کرو اتنی ہی بیماریاں کم آئیں (غرر الکلم)

پانی خانوادۂ رسالت نے پانی پینے کے اصول جن اعلیٰ فوائد پر مشتمل کر کے تعلیم دیے ہیں وہ ایک بسیط بحث چاہتے ہیں جنمیں سے چند باتیں حوالۂ قلم ہیں

(۱) ایک سانس اور دفعہ واحدہ میں سیراب ہونے سے ممانعت فرمائی ہے اور تین مرتبہ کر کے اس طرح پانی پینے کی تعلیم دی ہے کہ پہلی مرتبہ قبل سیر ہونے کے منھ ہٹائے اور حمد کرے پھر پئے اور بغیر سیراب ہوئے ہی منھ ہٹائے اور پھر حمد الٰہی بجالائے اسکے بعد پیاس بھر کے پانی پئے یہ وہ حکیمانہ تعلیم ہے جس پر عامل ہونے والے دفعۃً معدہ میں برودت پہونچنے والے آفات سے قطعاً محفوظ رہ سکتے ہیں۔

(۲) جدید تحقیقات نے ثابت کیا ہے کہ فی زماننا انواع و اقسام کے حمیات مچھروں کی زہریلی اثرات سے پیدا ہو رہی ہیں یہ بھی مشاہدہ ہی کہ ظروف آب پر مچھروں کا ہجوم ہوتا ہی اسلام نے اس سے بچنے کیلئے حکم دیا کہ ظروف آب کھلے نہ رہیں،

(۳) آجکل ڈاکٹری اصول سے تپ زدہ مریضوں کو معالج آب سرد دیے جانیکی ہدایت کرتے ہیں اور ٹھنڈا پانی نفع رساں سمجھا جاتا ہے اسلام نے آج سے بہت پہلے ہی حکم دیا تھا لیکن دنیا اسکی آواز کو نہ سنے تو کیا چارہ ہی آنحضرت کا ارشاد ہے:۔

"تپ از بوے جہنم است فرو نشانید حرارت آنرا با آب سرد (ترجمہ مصباح کفعمی)"

تطہیر ظروف کا مسئلہ منجملہ اُن حکمتوں کے جو طہارت میں ودیعت فرمائی ہیں یہ بھی ایک سر ہی کہ ظروف طاہر جنسے نجاسات دور کر دیے گئے ہوں وہ کثافات سے محفوظ ہونیکی جہت سے حفظ صحت میں بھی کافی مدخلیت رکھتے ہیں اور طاہر کیے ہوئے برتن یقیناً بیماریوں سے بچانے کا ایک آلہ ہیں اور مرض کا حفظ ماتقدم اُنکے ذریعہ سے بہترین طریقہ سے ہو سکتا ہی لیکن اس جگہ ایک امر قابل غور ہو وہ یہ کہ معمولی نجاستوں سے متنجس ہونیوالی ظروف ازالہ نجاسات کے بعد ایک مرتبہ یا دو مرتبہ فقط آب قلیل یا کثیر سے طاہر کرنے سے طاہر ہو جاتے ہیں مگر جسے کتے یا سور نے چاٹ لیا ہو وہ پانی کے ساتھ مٹی سے بھی مانجھا جائیگا اور آب قلیل یا کثیر میں سات مرتبہ دھوئے جانیکی ضرورت ہی یہ تمام نجاسات معمولی طریقہ سے پاک کرنے میں طاہر ہو جائیں لیکن یہاں آب و گل دونوں کو طہارت میں صرف کیا جائے یہ کیا امریکہ کے ڈاکٹروں نے اس

راز کو اپنی تحقیقات سے انکشاف کیا اور بتایا کہ کتے کے کاٹنے میں جو زہریلے اثرات مضمر ہیں اُنکی بہترین دافع مٹی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اسلام نے بہت پہلے سگ و خوک کے سمیات سے با خبر ہو کر اُسکے چھوٹے برتن کو زہریلے اثرات سے دہونیکے لیئے مٹی تجویز کی تھی ۔

(فقیر باب المبیت آغا مہدی رضوی)

رد ھدم اجنبۃ البقیع در معاہدۂ حجاز و ایران

معزز معصر حبل المتین نے اپنی ایک تازہ اشاعت میں معاہدۂ ایران حجاز کے متعلق جو فاضلانہ نوٹ دیا ہے اُسکا ترجمہ ناظرین الواعظ کی آگاہی کے لیئے درج ذیل ہے :۔

دولت شاہنشاہی ایران نے اُسی توجہ سے کام لے کر جس سے اُس نے استقلال عراق و مصر کے معاملہ میں کام لیا ہے، ملک حجاز و نجد کی آزادی اور اُسکی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ نمائندگان کا جن احترامات کے ساتھ خاک ایران میں خیر مقدم کیا گیا۔ شاید اتنے احترام کے ساتھ ابن سعود کے نمائندگان کہیں بھی استقبال نہ ہوا ہو، امید ہے کہ ایران کے اس صمیمانہ خیر مقدم کا حکومت نجد و حجاز پر خاص اثر پڑا ہو اور اُنھوں نے اُسکی قدر دانی کی ہو جس سے آپس میں مزید صفائی کے سامان بہم پہنچ سکیں، ہم دولت شاہنشاہی ایران کو مکرر آگاہ کر چکے ہیں، کہ اُسے ابن سعود ملک حجاز سے مراودات میں تمام مسلمانان دنیا اور خاص کر شیعوں کے احساس کا لحاظ کرنا چاہیے، اور اُسے نظر انداز نہ ہونا چاہیے،

مذہبی جذبات ہر قوم میں موجود ہیں۔ ان اختلافات کو سائر ملل کی توہین و دلشکنی کا سبب نہ ہونا چاہیے، روابط بین الملی سیاست کی بناپر قائم ہونے چاہیئں، نہ کہ معتقدات مذہب کی بناپر ہم جمیع مسلمانان عالم کے احساسات سے شاہنشاہ معظم کو مطلع کرتے ہیں، کہ معاہدہ ایران و حجاز و نجد میں جو کہ عنقریب مرتب ہوگا، بقاع متبرکہ بقیع و قبور اولیائے کرام کی تعمیر کا بھی بندوبست کیا جائے دولت شاہنشاہی ایران جس طرح استقلال حکومتہائے اسلامی میں جدوجہد کرتی ہے، اُسی طرح اُسے چاہیے کہ شیعوں کے مذہبی تحفظ میں بھی وہ مسلمانوں کی سرپرستی فرمائے۔

ایران کیلئے تازیانۂ عبرت

مشاہد مشرفۂ عراق میں فونوگراف کی ممانعت

اور

مشہد مقدس کی پاک سرزمین پر تھیٹر اور سینما کی عمارت

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

عراق میں ایک زمانہ وہ تھا جب خالص اسلامی پرچم لہرا رہا تھا اور عثمانی ترک اپنے قدیم روایات کے ساتھ سریر آرائے حکومت تھے لیکن زمانہ نے ورق اُلٹا اور دفتر قدیم کے اجزا خوب پریشان ہو کر منتشر ہو گئے انقلابی تغیرات کے بعد العراق للعراقیین کا اصول اگرچہ کامیاب ہوا لیکن حجاز کے شریفی خاندان سے ایک فرد کے برسر حکومت بنا دیے جانے نے ظاہری صورتوں میں عراق کے اندر ایک عربی حکومت کی تشکیل کر دی اور اسکی وجہ سے سطحی نظر سے دیکھنے والے افراد کی بہت حد تک اشک شوئی ہو گئی،

ترکی حکومت کے رخصت ہوتے ہی اگرچہ ایک طرف بدامنی کے دور کا خاتمہ ہوا اور راستوں میں پورے طور سے امن و امان قافلوں کی حفاظت کا پورا سامان پیدا ہوا جو آجکل کی منظم دولتوں کا طرۂ امتیاز ہے لیکن دوسری طرف خارجی انتداب کے برکات سے تمدن جدید کا آغاز ہو گیا اور وہ عرب جو ایک سادہ زندگی بسر کرنے کے عادی تھے اور قناعت و کفایت شعاری لیکن مہمان نوازی میں ضرب المثل، اُن کی دولت و ثروت کے حدود عراق سے خارج کرنے کے لئے مختلف قسم کے کھیل تماشہ، تھیٹر سینما کے اسباب بہم پہونچا دیے گئے جس کو دیکھکر نا تربیت یافتہ اور سادہ لوح عربوں کے حواس باختہ ہو گئے تمام دور اندیشیوں، مصلحت بینیوں پر فاتحہ پڑھکر اجانب کی سیاست کے لیے آلہ کار بنے اور بہت بلند حوصلگی کے ساتھ اپنی دولت کو اس راہ میں نثار کرنا شروع کر دیا،

بغداد کا کوئی گلی کوچہ، محلہ رستہ ایسا نہ ملسکتا ہوگا جہاں کوئی جاذب نظر شئے نظر نہ آئے شہر کوں پر جا بجا تھیٹر اور سینما کی عمارتیں پورے ساز و سامان کے ساتھ دعوت شرکت دینے کے لیئے موجود، گلیوں میں عام طور پر شراب کی دوکانیں، اشتہاروں میں مختلف قسم کی تصویر ابن لبنت بنت العنب کی تعظیم دلچسپیوں کے ان اسباب کا مہیا کرنا جس طرح اقتصادی مصالح میں پورا دخل رکھتا تھا اُسی کے ساتھ

تبلیغی کارگزاریوں میں کامیابی کاراز بھی بہت حد تک مضمر تھا اور مختلف تماشوں کے ذریعہ سے بے خبر اور ناواقف مسلمانوں کے عقائد کو متزلزل کرکے اپنے مقاصد کی تحصیل بھی خاص اہمیت رکھتی تھی،

دارالحکومت یا پایہ تخت کے ان حالات سے قرب جوار کے مقامات کا متاثر نہ ہونا قطعی ناممکن تھا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مشاہد مشرفہ یعنی مقامات متبرکہ آستان ائمہ علیہم السلام میں بھی روحانیت کی جگہ مادیت نے لینا شروع کی اور کم کم اسلامی روایات فنا ہوتے نظر آنے لگے۔ بالخصوص کاظمین کہ جو دارالحکومت بغداد سے صرف دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے ان حالات سے بہت کچھ متاثر ہوا کوئی قہوہ خانہ، کوئی دکان ایسی نہ تھی جہاں فونوگراف رکھا ہوا نہو اور اُسکے اردگرد کثیر جمعیت مشغول نشاط نظر نہ آئے، ادعیہ اوراد کی جگہ باجے کی نشاط انگیز صداؤں نے حاصل کی اور شبہائے جمعہ حرم اقدس کے بجائے قہوہ خانہ کی فضا پر نظر آنے لگی، بے فکری نے اپنا عمل پورے طور پر جمالیا اور عاقبت سے بے خبر افراد دنیا و مافیہا سے غافل ہوکر شب و روز فونوگراف کی شمع جمال کا پروانہ بنگئے،

تھوڑے عرصہ میں اسکا اثر کربلائے معلّیٰ میں بھی پہونچا اور وہاں کے قہوہ خانہ عام شاہراہیں بھی فونوگراف کی دلفریب صداؤں سے خالی نہ رہیں،

یقیناً یہ حالات ایک اسلامی متبرک بلکہ مطاف خلق مقام کے لیئے بالکل نامناسب اور مذہبی روحانیت کے یکسر فنا ہوجانیکا ذریعہ تھے اس لحاظ سے سب کے پہلے کاظمین میں خوش عقیدہ اور پابند مذہب افراد کو اس کا احساس پیدا ہوا اور موثر احتجاج کرتے ہوے ارباب حکومت کو صورت حال پر توجہ دلائی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جلالۃ الملک ملک فیصل کی طرف سے حکم امتناعی صادر ہوا کہ کاظمین اور اُسکے حدود میں فونوگراف کی سخت ممانعت اور خلاف ورزی پر خاص سزا مقرر کی گئی، اسکی کامیابی کو دیکھکر اہل کربلا کو بھی جوش پیدا ہوا اور مرکز حکومت کو توجہ دلانے پر کربلا کے اطراف میں بھی اس خلاف آداب اسلامیت مظاہرہ کی سختی سے ممانعت ہوگئی اب مشاہد مشرفہ میں کسی قہوہ خانہ یا عمومی مقام پر فونوگراف دکھای دینا ناممکن ہوگیا ہے،

کون نہیں جانتا کہ عراق کی حکومت کا رسمی مذہب شیعہ نہیں ہے لیکن باوجود اسکے بھی شیعی افراد کے جذبات کا اتنا احترام صرف قابل شکرگذاری اور مورد امتنان ہے

لیکن جب ہم ان حالات کے مقابلہ میں شیعیان عالم کی واحد سلطنت ایران کی حالت پر نظر کرتے ہیں تو ہماری حیرت کی انتہا نہیں رہتی وہ سرزمین جو ایک وقت میں شریعت اسلامیہ کا گہوارہ اور احکام ملت جعفریہ کا سرچشمہ تھی، جہاں سے شیعیت کا علم بلند ہوا اور دنیا کے سامنے حقیت کا آفتاب طالع ہوا شیعی دنیا کی تمام امیدیں اوسی کے ساتھ وابستہ اور سب تمنائیں اُسی ایک سلطنت سے متعلق تھیں افسوس ہے کہ اسی سرزمین

پر مذہبی خصوصیات اس طرح فنا ہو رہے ہیں کہ اگر حالات اسی رفتار پر باقی رہے تو بہت کم عرصہ میں اس ملک کے شرق و غرب کے اندر اسلامی روحانیت ایک افسانہ ماضی کی حیثیت رکھتی نظر آئے گی،

اسمیں شک نہیں کہ ہندوستان اجنبی سلطنت کا حلقہ بگوش ہونے کے بعد سے مغربی تمدن و اخلاق سے پوری طرح متاثر ہوا اور کسی زمانہ کے حالات کو دیکھتے ہوئے زمین و آسمان بدلا ہوا نظر آئے گا لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ عراق و ایران کی خاک میں خارجی اثرات سے متاثر ہونیکا امکان بہت زائد ہے، اودھ میں اٹھارہ سو ستاون یا اس کے پہلے سے آج تک بہتر سال کی طویل مدت اور دوسرے مقامات پر اس سے زیادہ کا زمانہ گذرا ہے کہ پورے طور پر اجنبی سلطنت برسر اقتدار ہے اور اس طرح کے مختلف حیلوں سے ہندوستان کے اخلاق عادات کو خراب کرنے کا سامان بہم پہونچائے جاتے ہیں اسکے برخلاف عراق میں صرف سات آٹھ سال کی قلیل مدت انتداب اور ایران میں صرف مجاورت و اتحاد یا دیکھی جن تغیرات کا ظہور ہوا ہے اُن کو دیکھتے ہوئے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اگر ان ممالک میں ہندوستان کے مثل ایک طویل مدت یہی حالت پر گذر جائے تو کیا حالت ہوگی ؟

"قیاس کن زگلستان من بہار مرا"

بقول شخصے ابھی تو ابتدا ہے انجام کی خبر خدا جانے۔

اعلیٰحضرت شہنشاہ پہلوی خلد اللہ ملکہ کے دور حکومت میں ایران نے جو سیاسی و نظامی محیر العقول ترقی کی اس سے کسی شخص کو انکار کی گنجائش نہیں ان راستے جو کسی زمانے میں قزاق اور مسلح ڈاکوں سے پر تھے جہاں دن دہاڑے قافلے لٹ جایا کرتے تھے جہاں کی زمین کتنے بیگناہوں کے خون سے روزمرہ گلنار بنائی جاتی تھی آج انھیں لق و دق میدانوں میں اتنا امن و امان ہے کہ آدھی رات گذرنے کے بعد ایک بچہ تنہا کوسوں کی مسافت طے کرے کیا مجال کہ اُس کو کسی قسم کا صدمہ پہونچ جائے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان پانچ چھ سال کے واقعات پر ایک سرسری نظر ڈالی جائے تو شواہد و ادلہ کی ایک مسلسل فہرست سامنے لیجائیگی جو بتلاتی ہے کہ ایران ، سے مذہبی احساس کا بہت کچھ نقصان ہوتا جا رہا ہے ،

سب سے پہلا اور اہم ترین مسئلہ مظالم حجاز کا ہے، یہ وہ مصیبت تھی جس نے دوست و دشمن سبھی کے دل پر اثر کیا شیعی دنیا میں تو اس سے جو تلاطم برپا ہوا وہ کسی اہمیت کیساتھ ذکر کرنیکا مستحق نہیں لیکن وہابیوں کے علاوہ دیگر فرق اسلام نے بھی اس حادثہ کا پورا اثر لیا ہے صدائے احتجاج بلند کی اور عملی حیثیت ابن سعود سے ترک موالات اور مقاطعہ کا کافی مظاہرہ کیا حضور پرنور نظام حیدرآباد نے بھی سعودی اخبارات کے مقاطعہ کے ساتھ شاہ مخرب حجاز کی تعمیر کیلئے مؤثر اقدامات کیے اگرچہ اُن کو کامیابی نہوئی اور سب نیا۔

قبور کا منہدم کرا دینے والا ابن سعود کسی طرح ان کے دوبارہ تعمیر پر رضامند نہ ہوا۔

ممالک خارجہ کی اصطلاح کے موافق ہندوستان غلام ہے اور اسکی زنجیر اسیری طاقت در اجنبی ہاتھ میں ہو مگر اس غلامانہ زندگی اور سلسلہ غل و زنجیر کے باوجود بھی ہندوستان پورا اور پوری طرح اس نے اپنے مقدور بھر جدوجہد سے کام لیا اسکو حرکت مذبوحی سمجھو یا طائر کا تنگ قفس میں پھڑ پھڑانا لیکن اس نے ثابت کر دکھایا کہ اگر میرے بازوؤں میں سکت یا پاؤں میں دم ہوتا تو حجاز اس طرح نجد کے خونخوار وحشیوں کے پنجہ ظلم میں باقی نہ رہتا اور بنی فاطمہ کے شکستہ مزارات اس طرح شمع و گل کے محتاج نہ ہوتے لیکن زمانہ کی انقلابی رفتار اور ہواے دہر کی مخالفت سے کیا بس چل سکتا ہے کہ دل میں درد ہے مگر ہاتھوں میں سکت نہیں اور بازوؤں میں قوت ابھی ہو تو قبضہ میں تلوار نہیں، اسی برس کی حکومت نے حوصلہ پست کر دیے، اور نظام قانونی کے قیود نے زنجیر پا ہو کر تمام مقاصد کے حصول سے مجبور کر دیا اب سوائے اسکے کہ آشیاں جلتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں چارہ ہی کیا ہے، اتنا ضرور ہے کہ اگر ان احتجاجی جوش جو پہلے سال تھا قائم رہتا تو کچھ نہ کچھ تاثیر ظاہر کر کے رہتا مگر اس کو بھی ہم قانون فطرت کے بالکل مطابق سمجھتے ہیں کہ جب کسی طرف سے آواز تائید بلند نہوئی اور کسی آزاد اسلامی حکومت نے ہمدردی کا اظہار بھی گناہ سمجھا تو ہمتیں پست ہوگئیں اور ولولے جاتے رہے اور جو حسرت جوش جو ایک مرتبہ پیدا ہو گیا تھا، رفتہ رفتہ فرو ہو گیا، اب سوا اس کے کہ کبھی کبھی اخبار کے صفحات پر المحسن آثار متبرکہ حجاز کا نام نظر آجاتا ہے یا اسکی کوئی اپیل شائع ہو جاتی ہے جنۃ البقیع کے متعلق کوئی جنبش نظر نہیں آتی، کیا اسکے بعد یہ امید کی جاسکتی ہے کہ ہم دنیا میں کسی عزت کو حاصل کر سکتے ہیں؟

شیعی دنیا کی امیدیں ایران سے وابستہ تھیں اور ہونا چاہیے تھیں .... مگر اس نے اس معاملہ میں کیا کیا؟ کتنے احتجاجی جلسے کئے، دنیا کی متمدن سلطنتوں کو انسانیت و تمدن کے نام پر توجہ دلائی گئی؟ مجلس اقوام میں مظالم حجاز کی شکایت کی گئی؟ ابن سعود کے حلیف یا بقول بعض سرپرست حکومت کو تنبیہ کی گئی، ان چیزوں کا جواب "کچھ نہیں" کے علاوہ نہیں ہو سکتا۔

ہم نہیں کہتے کہ ایران اپنی تمام فوجی قوت کو لیکر ابن سعود کے مقابلہ پر میدان جنگ میں کیوں نہ نکل آیا اور اس نے حجاز کو اپنے قواے حربیہ کا جولانگاہ کیوں نہ بنا دیا؟ ہم اسکے داخلی مشکلات اور اسکی جنگی طاقت سے واقف ہیں، یہ بھی معلوم ہو کہ اپنی داخلی کمزوریاں سے فنا کے قریب ہو چکر دوبارہ اُسنے حیات ثانیہ حاصل کی ہے اور اگرچہ امراض زائل ہو گئے مگر طاقت آنے کے لیے ابھی برسوں کی ضرورت ہے اور اگر یہی رفتار ترقی قائم رہے تو ایک عرصہ کے بعد وہ اس قابل ہو سکتا ہے کہ کسی خارجی قوت کے خلاف جارحانہ اقدام کر سکے۔ مگر کیا وہ ان واقعات پر اظہار نفرت و احتجاج سے بھی عاجز

تھا کیا ان طریقے جن کا ہمنے تذکرہ کیا ہوائی جہاز اور توپ و تفنگ کے محتاج ہیں اور ایک خود مختار شیعی سلطنت کی جانب سے اسی قسم کے احتجاجات یقیناً دنیا کے سیاسیات میں انقلاب پیدا کرنے کے لیئے پوری اہمیت رکھتے ہیں۔

ان توقعات کے بالکل برخلاف اخبارات بتلا رہے ہیں کہ حکومت ایران سلطنت ابن سعود کے ساتھ روابط اتحاد و اتفاق قائم کرنے میں منہمک ہو اور اپنے شیعی بلکہ اسلامی جذبات کو بالکل پس پشت ڈال کر ایسی ہستی سے معاہدہ مودت مرتب کرنے پر تیار ہے جس نے اسکی ملی عزت اور قومی خودداری کو پوری طرح پامال کر دیا ہے اور اولاد رسول کے ساتھ اپنی عداوت دیرینہ کو صاف دکھلا دیا ہے۔

سرفراز میں اسکے متعلق بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور اگر ایرانی اخبارات ترجمانی کے فرض کو ادا کریں اور جو آجکل خلاف توقع ہے تو بہت کچھ اہل حل و عقد ایران کے متنبہ ہونے کے لیئے کافی ہے،

اسکے بعد ایران کے اندرونی حالات پر نظر ڈالی جائے تو افسوس کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ مشہد مقدس کی پاک سرزمین پر جو مطاف خلق اور مزار حضرت ثامن الائمہ حضرت امام رضا سلام اللہ علیہ کی وجہ سے تمام شیعیان عالم کا روحانی مرکز ہے اس میں تھیٹر و سینما کے لیئے خاص عمارت کا طیار کیا جانا اور اس مقدس مقام کو ان منافی روایات اسلامیہ کے مظاہر کا مرکز قرار دینا جس طرح ایران کی مذہبی کمزوری کی دلیل ہے اسی طرح اسکی ملی غیرت داری کے بھی بالکل منافی ہے

اقوام عالم اپنے متبرک مقامات کے احترام محفوظ رکھنے کے لیئے اپنے جان و مال کی قربانی تک کرنے میں دریغ نہیں کرتے، یورپ جو اسوقت مادیت و دہریت کے سامنے سر تسلیم خم کیے ہوئے ہے وہ بھی اپنے مخصوص مقدس مقامات کی عزت کی نگہداشت کرنا اپنا فرض اولیں سمجھتا ہے لیکن ایک شیعی سلطنت میں اسکے مقدس ترین آثار کے ساتھ .... اس بے اعتنائی کا مظاہرہ قابل افسوس ہے۔

ایران کے اس طرز عمل کا مقابلہ اگر عراقی حکومت میں شیعی جذبات کے احترام کے ساتھ کرو تو تعجب کی انتہا نہ رہے گی۔

عراق میں مشاہد متبرکہ کے حدود میں فونوگراف کی ممانعت ہو جائے اور مشہد مقدس کی پاک سرزمین پر تھیٹر و سینما کے لیئے خاص طور پر عمارت قائم کی جائے ؎

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

(مولانا) السید علی نقی النقوی از نجف اشرف

(سرافراز)

آیۂ حقیقت

امیرالمومنینؑ کے آستانہ فیض سے ایک اپاہج کی شفا

ہزاروں آدمیوں کا مشاہدہ

موجودہ زمانہ میں جبکہ کفر و الحاد کی آندھی تیزی کے ساتھ چل رہی ہے اور خارجی دراندازیوں سے متاثر ہوکر عام اسلامی افراد کے عقائد کمزور ہوتے جاتے ہیں مصلحت الٰہیہ کا اقتضا ہے کہ ایسے مشاہدات قدرت ظاہر ہوتے رہیں جن سے متزلزل شدہ عقائد کا استحکام اور مضطرب قلوب کی تسکین ہو اور مشاہد مشرفہ اہلبیتؑ معصومین علیہم السلام ہمیشہ ایسے مظاہر قدرت کا مرکز رہے ہیں۔

سال گذشتہ حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کے آستانۂ مقدسہ سے سید مصطفیٰ بغدادی کی بصارت عود کرنے کا واقعہ جو انگریزی، عربی، فارسی، اردو، زبان کے اخبارات میں شایع ہوچکا ہے ناظرین کو یاد ہوگا، آج ہم باب مدینۃ العلم مظہر العجائب والغرائب امیرالمومنینؑ علی ابن ابیطالب کے روضۂ مقدسہ کے ایک حیرت انگیز اعجاز کی اشاعت کا شرف حاصل کرتے ہیں، طویل مدت کا ذکر نہیں بلکہ اس وقت جبکہ میرا قلم صفحۂ کاغذ پر رواں ہے شہر میں چراغاں اور کوچہ و بازار میں جشن مسرت قائم ہے اور محافل و مجالس سرود کا سلسلہ ابھی ختم نہیں ہوا ہے۔

..مرکز ناصریہ بصرہ سے چند فرسخ کے فاصلہ پر ایک مقام ہے جو عربوں کا مسکن ہے انکی زندگی کا دارمدار زراعت پر ہے اور خود اپنے ہاتھوں سے کھیتی کرنا اور اس سے گذر اوقات کرنا انکا شعار ہے اس مقام کے رہنے والوں میں غالی ابن معود ایک کمسن بارہ برس کا لڑکا اپنے باپ ماں و بعض قرابتداروں کی معیت میں کل بروز سہ شنبہ ۲۰ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ موٹر پر سے اُتارا گیا اسکا ایک پاؤں خلقۃً بیکار اور خشک تھا چلنا پھرنا بالکل ناممکن، ماں باپ نے کتنی کوشش کی مگر لڑکے کی کوئی صورت نظر نہ آئی سراسر دوش اور زندگی وبال ہوگئی جب ہر طرف سے مایوسی ہوئی تو دل کو قبلۂ مقصود کی طرف توجہ پیدا ہوئی اور اتنی دور دراز مسافت سے صعوبت سفر برداشت کرکے صرف آخری توقع پر نجف اشرف وارد ہوا۔ موٹروں کے مرکز سے صحن حرم کے دروازہ تک گود میں لایا گیا اور اس کے بعد اتار دیا گیا اور دو آدمیوں نے بازو پکڑ کر ہاتھوں کے سہارے سے قبر مطہر تک پہونچایا، تمام امیدیں منقطع ہونے کے بعد اس قبلۂ امید پر جس اضطراب و درد تڑپ کا ظہور ہوا اسکا اندازہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

ایک طرف ماں باپ بلک بلک کر دعائیں کر رہے تھے اور دوسری طرف وہ خود نیم بسمل کی طرح زمین پر تڑپ رہا تھا، آدھ گھنٹہ کا عرصہ گذرا ہوگا کہ اُس کو اپنے جسم میں بجلی کی سی طاقت دوڑ جانے کا احساس ہوا اور ایک مرتبہ کھڑے ہو کر ضریح سے دوڑ جاکر دوڑ کر ضریح مطہر سے لپٹ گیا، یہ واقعہ عربی سات بجے کا ہے جو ہمارے ہندوستان کے حساب سے ایک بجے دن کا واقعہ قرار پاتا ہے حرام اقدس میں جتنے زوّار مشغول زیارت تھے دوڑ پڑے، تبرک کی غرض سے لباس کے ٹکڑے کرڈالے گئے دو مرتبہ کپڑے پہنائے گئے لیکن پارہ پارہ ہوگئے، سیکڑوں آدمیوں نے اس واقعہ کا مشاہدہ کیا۔ لوگوں کے ہجوم سے گھبراکر اُس کو پولیس کے انتظام میں کوفہ پہونچا دیا گیا مگر خبر وہاں پہونچ چکی تھی، اور وہاں بھی پورے جوش مسرت کا اظہار ہوا، آخر آج نجف واپس لائے اور صبح کو صحن اقدس میں ہزارہا آدمیوں نے اُس کے چلنے پھرنے اور طرز رفتار کا معاینہ کیا۔

یہاں ایسے لوگ بے شمار ہیں جنھوں نے مرض وصحت دونوں حالتوں کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے، دو شبوں سے تمام شہر میں چراغاں اور ہر طرف جشن مسرت ہے کتنے افراد کے آئینۂ قلوب سے شکوک وشبہات کا غبار زائل ہوا اور مذہبی عقائد میں استحکام پیدا ہوگیا۔ وللہ الحجۃ البالغۃ

(مولانا السید علی نقی النقوی عفی عنہ از نجف اشرف ۹ ربیع ۲۹ ۱۳۴۹ھ)

(سرفراز)

البدایہ

شیعہ لڑکوں اور لڑکیوں کی ابتدائی دینی تعلیم کا نہایت مفید اور قابل دید رسالہ ہے جس میں بچوں ہی کو سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے اور انھیں کی سمجھ کا اندازہ کرکے پہلے ایک مقدمہ میں اجمالاً اصول دین اور کلمۂ اسلام و ایمان کو بتلایا ہے پھر پہلے باب میں اصول دین کی ہر اصل کو بہت چھوٹی چھوٹی دلیلوں سے ذہن نشین کرایا ہے اور دوسرے باب میں فروع دین کی ہر ہر فرع کے معانی و مطالب بیان کرکے ہر ایک فرع کو تفصیل سے عملی عنوان پر سمجھایا ہے اور ان تمام مطالب کو ۱۸/۲۲ کے بادامی کاغذ پر ۲۰ صفحہ میں جلی قلم سے ادا کیا ہے قیمت فی رسالہ ۱۔ علاوہ محصول فی ۱۲ رسالہ مع محصول عہ

(منیجر دفتر الواعظ لکھنؤ سے طلب فرمایئے)

شیعہ آفس قائم کرنیکی تجویز

مکرمی جناب اڈیٹر صاحب رسالۂ الواعظ دام مجدکم۔ تسلیم۔ نمبر ۴ جلد ۷ بابت ماہ اپریل ۱۹۲۹ء میں صفحہ ۱۲ لغایت صفحہ ۲۴ تک جو نوٹ آپنے تحریر فرمایا ہے اسکے حرف حرف سے اصولاً مجھے اتفاق ہے مگر اسکو عملی صورت میں لانے کے لیئے کیا تدبیر اختیار کی جائے؟ یہ ایک غور طلب امر ہے اور میں جہاں تک اس امر میں غور کر سکا ہوں وہاں تک ذیل کی تدبیر سے بہتر کوئی تدبیر میری سمجھ میں نہیں آتی براہ کرم اس ناچیز تجویز کو رسالۂ مبارکۂ الواعظ میں درج فرماکر ممنون فرمائیے اور اگر اپنی رائے نذیں بھی اس تجویز کے متعلق درج فرمائیے تو موجب مزید امتنان ہو،

(۱) ہندوستان کی شیعہ مردم شماری کے لیئے ایک مرکزی کمیٹی مدرسۃ الواعظین لکھنؤ میں قائم کی جائے اور اسکی مساعدت کے لیئے ہر شہر اور ہر ضلع میں ایک ایک ماتحت کمیٹی اس غرض کے لیئے بنائی جائے کہ وہ اپنے شہر اور ضلع اور اسکے تمام محلہ جات و مفصلات کی مردم شماری کرکے مرکزی کمیٹی کو ارسال کرتی رہے تاآنکہ ہندوستان کے تمام بلاد و اضلاع کی مکمل مردم شماری ہو کر چندہ مجوزہ کی تحصیل میں سہولت پیدا ہو،

(الف) ماتحت کمیٹیاں مقامی ممبروں سے مرتب کی جائیں اور ضروری اخراجات کے لیئے مقامی حضرات ممبران سے بقدر ضرورت چندہ بھی لیا جائے،

(ب) مردم شماری کے لیئے جو رجسٹر بنائے جائیں وہ ذیل کے ضروری مدات پر مشتمل ہوں:۔

نام شہر یا ضلع یا تحصیل یا گاؤں، نام محلہ، نمبر مکان، نام افسر خاندان مع ولدیت تعداد ذکور و اناث مع تصریح شادی شدہ و غیر شادی شدہ، خواندہ و ناخواندہ پیشہ، ماہوار آمدنی، کیفیت،

(ج) دفتر مردم شماری مکمل ہو جانے کے بعد انہیں ماتحت کمیٹیوں کے ذریعہ فی کس ۱؎ چندہ وصول کرکے چندۂ مجوزہ کی تکمیل کی جائے اور جو ۱؎ سے زائد دینا چاہیں وہ انکی خوشی پر منحصر رہے،

اس تدبیر سے امید ہے کہ دو کرور سے زائد ہی روپیہ وصول ہو جائے گا اور مدرسۃ الواعظین ہمیشہ کے لیئے اپنی ضرورتوں میں غیر کسیکا دست نگر نہ رہیگا، اور اگر ان رجسٹروں سے بیٹا بیٹی کی شادی اور تعلیم

وغیرہ میں کام لیا جائے گا تو بھی نہایت سہولت ہوگی اور اگر اس بیت المال سے ایک کوآپریٹو بنک کھولدیا جائے اور جو لوگ قرض سے پریشان ہیں اُن کو بلا سود قرض دیدیا جائے تو ایک ضرورت یہ بھی پوری ہو سکیگی، امید کہ حضرات مومنین اپنی رسالے اس امر میں عطا فرماکر حقیر کو ممنون و شکر گذار فرمائیں

سید ذکی رضا
سب رجسٹرار مرشدآباد عظیم گنج (بنگال)

الواعظ یہ پہلی تجویز و تحریر ہے جو ہمارے متذکرہ نوٹ کے نسبت ہمیں وصول ہوئی ہے اور ہم بکمال شکرگذاری اسکو درج کرکے دیگر مومنین سے بھی توجہ کے امیدوار ہیں۔ تجویز مذکور قابل صد تحسین ہے اور اگر عملی صورت میں آجائے تو اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں ہے، اس دفتر کے مکمل ہو جانے سے مدرسۃ الواعظین کے لیے اعانت حاصل ہونے کے علاوہ بہت سی ضرورتیں نکل سکیں گی اور بہت سے امور میں یہ دفتر ممد و معاون ثابت ہوگا مگر سوال یہ ہے کہ اس تجویز کو عملی صورت میں لانے کے لیے کیا صورت اختیار کی جائے؟ مدرسۃ الواعظین کی مینجنگ کمیٹی قائم ہے جو اس خدمت کو بھی بخوبی انجام دے سکتی ہے اس لیے کسی جدید کمیٹی کا قائم کرنا تحصیل حاصل ہے اب رہا ماتحت کمیٹیوں کا قائم کرنا تو وہ البتہ قابل غور ہے مدرسۃ الواعظین کے سترہ واعظ بالفعل اطراف و اکناف میں دورہ کر رہے ہیں اگر ماتحت کمیٹیوں کا قائم کرانا بھی اُنکے متعلق کیا جائے تو فرائض تبلیغ میں حرج ہونے اور بعجلت کام کے انجام نہ پانے کے علاوہ واعظین کی یہ مختصر تعداد اس امر اہم کے واسطے کافی بھی نہیں ہو سکتی ضرورت ہے کہ اس امر کے لیے خاص ایجنٹ مقرر کیے جائیں یا ہر ہر شہر اور ہر ہر ضلع کے مومنین میں اہمیت تبلیغ کا احساس ہو کر خود ایک جوش پیدا ہو جائے جو انھیں اس دینی خدمت کے لیے آمادہ کردے۔

تبلیغ کی اہمیت کا احساس حضرت رسول خدا اور حضرات ائمہ صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کا اسوہ حسنہ اور انھیں کے اتباع کا ایک کا ثمرہ ہے وہ حضرات دنیا میں اسی کام کے واسطے آئے تھے اور جسطرح انھوں نے اس فرض کو ادا کیا وہ انھیں سے مخصوص تھا ہم اگرچہ اس عنوان کے اختیار کرنے سے قاصر ہیں مگر چونکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہم پر بھی واجب ہے اسلیئے ہم بھی اُن حضرات کے نقش قدم پر چلنے کے متمنی اور اپنے تمام بنی نوع کو اسی راستہ پر لگانے کے آرزو مند ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو قصر ہدایت ہمارے ہادیان دین نے تعمیر کیا تھا اُسمیں اپنے تمام بنی نوع کو داخل ہونے کی دعوت دیتے ہیں حالانکہ ہمارے پاس نہ ویسا نفس نفیس ہے نہ اتنی بلند ہمت البتہ پہلو میں ایک دردمند دل ہے جو اسلام کے ضعف و اضمحلال سے بیچین ہو رہا ہے اور اسلیئے ہم چاہتے ہیں کہ یہ احساس ہماری قوم کی ہر ہر فرد میں پیدا ہو جائے علاوہ اسکے ذہبی بھی آہ خوبی

کا مقتضا بھی یہی ہے کہ انسان جس راہ کو اپنے لیئے موجب نجات سمجھکر اختیار کرے اُسمیں اپنے بنی نوع کو بھی شریک کرے اور اس صورت سے اُس منعم حقیقی کا شکریہ ادا کرنے پر مستعد ہو جائے جسنے وہ نعمت ہمکو عطا فرمائی ہے،

تمام ہندوستان کی شیعہ ڈائرکٹری کا مکمل ہو جانا کوئی چھوٹا سا کام نہیں ہے ہمارے مرحوم دوست سید عشرت حسین صاحب اڈیٹر سرمۂ روزگار آگرہ نے انتہا سے بہت سے کام لیکر صرف ممالک متحدہ آگرہ اودھ کی ڈائرکٹری تیار کی تھی مگر افسوس کہ میرے پاس اسکا کوئی نسخہ نہیں ہے تاہم اسکا بہم پہنچانا کچھ زیادہ مشکل نہیں ہی،

بہرحال مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مدرسۃ الواعظین کے سالانہ جلسہ میں جو غالباً آخر دسمبر میں منعقد ہوگا اس مسئلہ کو پیش کر کے کوئی مختتم رسالے قائم کی جائے جسکے لیئے جناب محرک کا تشریف لانا بھی منجملہ ضروریات ہے،

ہم محترم محرک کے ہر ہر فقرہ سے متفق ہیں لیکن مروجہ بینک کی تجویز جو کہ شرعی نقطۂ نظر کے خلاف ہی اور جو روپیہ ایک غرض خاص کے لیئے ان وقتوں سے جمع کیا جائے اُسکو قرض میں پھنسا کر اُسکی وصول یابی کے انتظار میں اُس ضروری غرض کو معرض التوا میں ڈالنا بھی مناسب نہیں ہے لہذا اس جزو آخر سے ہم اتفاق نہیں کر سکتے ہیں (راقم مدیر)

الہادی

حکیمانہ و فلسفیانہ مذاق کا ایک موقر رسالہ ہے جو اہل اسلام کو قرآن مجید اور احادیث شریفہ کے نکات و رموز حکیمانہ سے واقف کرنے اور کتاب خدا کو تمام علوم جدیدہ کا منبع ثابت کرنے اور حضرت رسول اور بزرگان دین کے سوانح، در حمایت اسلام اور فلسفہ، مذہب اسلام اور حقیقی اخلاق اسلامی کی توضیح کے لیئے زیر ادارت جناب سید محمد حسین صاحب محوی کانپوری بازار رام نرائن کانپور سے بکمال آب و تاب شایع ہونا شروع ہوا ہے نمبر ۳ جلد ۱ ہمارے پیش نظر ہے سرورق پر ظاہر کیے ہوے مقاصد کی رفعت کے ساتھ مضمون نگاروں کی جلالت اور مضامین مندرجہ کی متانت تکمیل مقاصد کی ضمانت کے لیئے کافی معلوم ہوتی ہے حجم مع سرورق ۲ ۱/۲ جزو کاغذ کتابت طباعت دیدہ زیب قیمت تین روپیہ سالانہ منیجر رسالہ مذکور سے بہ نشان سطور طلب فرمائیے، امید کہ یہ رسالہ اردو زبان کے

اسلامی لٹریچر میں ایک بیش بہا اضافہ ثابت ہوگا (راقم مدیر)

علی ثانی یا آدم ثالث کا عالم نشر و ظہور

سفینۂ نوح اور ذریت آل محمد کا منصوص ارتباط

خاتم المرسلین کی کشتی نسل کو گرداب انقطاع سے بچانیوالا اولوالعزم

تعامل بین اللہ و بین العباد کا اعلیٰ اکمل اسوہ

شہریار اسلام علی بن الحسین کے مختصر سوانح

سوانح نویسی ایک فن ہے مستقل اسکے متعلق ہم اپنی ذاتی خیالات شاید کسی بسیط مضمون میں پیش کرسکیں فی الحال ہم موضوع بتذکرہ صدر یعنی آدم ثالث کا ظہور پر قلم اٹھاتے ہیں اور چونکہ آدم ثالث کا مفہوم اسوقت تک سمجھ میں نہیں آسکتا جبتک آدم اول و ثانی کا تذکرہ نہ کیا جائے اسلئے ہم اجمالی تمہید سے ضیافت کرتے ہیں،

آدم اول سلالۃ الانسان یا انسانی مورث اعلیٰ حضرت آدم ابوالبشرؑ کا تذکرہ تقریباً ہر مذہبی کتاب میں ہے ہر قوم ایک خاص نام سے آپکو یاد کرتی ہے آپکے نزول دنیا اور عمر وغیرہ کے لیے بحار و حیات القلوب صفحہ ۱۶۹ ملاحظہ ہو مگر سب سے بڑا سوال جو عام طور سے ذہن میں پیدا ہوتا ہے اور جسکا ہمارے موضوع سے گہرا تعلق ہے وہ یہ ہے کہ صفی اللہ کے بقاء نسل کی کیا صورت ہوئی؟ اسکے جواب میں بہت سے اسباب بتائے جاتے ہیں، بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہابیل کے بیٹے اور آدم کے پوتے ہبۃ اللہ سے سلسلۂ نسل باقی رہا جسکے وقوع کی یہ صورت ہوتی ہے کہ فرزند آدم (شیث) کی بیٹی (حورا) اور ہبۃ اللہ کے علاقۂ ازدواج سے اولاد پیدا ہوئی اور گیتی کی گود اولاد آدم سے بھر گئی، (حیات القلوب صفحہ ۱۰۱، اخبار الدول صفحہ ۳)

آدم ثانی یہ مبارک لقب حضرت نوحؑ کا ہے جنکے نام اور حلیہ اور عمر اور جملہ حالات کے لیے حیات القلوب صفحہ ۱۲۶ و ۱۳۷ بحار اور اخبار الدول صفحہ ۱۰ ملاحظہ ہو، آپ کا ذکر بھی تقریباً تمام کتب میں موجود ہے اور سب سے اہم واقعہ آپکے دوران

ع۔ تورات پیدائش باب ۱ و ۲ خلقت آدم کا مفصل ذکر موجود ہے انجیل میں بھی مسیح کو ابن آدم کہا گیا ہے متی باب ۱۲ و ۱۶ قرآن میں بھی آپکے متعلق دس مقام پر کافی بیانات موجود ہیں دیکھو سورہ بقرہ، آل عمران، اعراف، حجر، بنی اسرائیل، کہف، طہ، ص، حجرات، ع۔ دیکھو قرآن مجید سورہ آل عمران، انعام، اعراف، یونس، ہود، ابراہیم، بنی اسرائیل، انبیا، مومنون، فرقان، شعرا، عنکبوت، صف، ذاریات، النجم، قمر، حدید، حاقہ، نوح، اور تورات پیدائش باب ۶ تا ۱۰

حیات کا حادثہ طوفان ہے جسمیں تعلق علماً ساری دنیا غرق ہوگئی اور بعد اسکے آپکے صلب سے از سر نو دنیا پیدا ہوئی
اور اسی وجہ سے آپکو آدم ثانی کہتے ہیں (اخبار الدول صفحہ ۲۳

جہاز اُمت کا جو تھا ناخدا

ہوگیا حاصل تمسک جبکہ فخر نوح سے
کشتیاں عمر رواں کی زیب ساحل ہوگئیں

آدم ثالث ... کے بعد دو طرح کے فلک پیما طوفان آئے جنکی عظمت طوفان نوح کو بے حقیقت کر رہی تھی ایک طوفان امت جو عام مخلوق سے متعلق تھا اور دوسرا طوفان سے خاص خاتم المرسلین کے گھرانے کو سابقہ تھا، اول الذکر طوفان عمایت وضلالت اور حق فراموشی کا طوفان تھا اور ثانی الذکر نسل امامت کے انقراض کا طوفان تھا لیکن ان دونوں طوفانوں سے دونوں گروہوں کو ایک معصوم ہستی نے اپنی جان بازانہ سعی سے بچا لیا اُسنے سابق الذکر جماعت کو سفینۂ نوح کی مثال بنکر محفوظ رکھا اور اس ہلاکت آفریں طوفان میں اہلبیت رسول کی اس قابل فخر ہستی نے ایک عالم کی مایوسانہ غرقابی سے اُنکو نجات دلاکر مشہور حدیث سفینہ کی معجزانہ پیشینگوئی کی تصدیق کردی، حدیث مذکور کو امام احمد، ابو نعیم، ابن جریر، حاکم، خطیب خوارزمی، مغازلی، محب الدین طبری وغیرہ نے ابوذر، ابن عباس، براء ابن عازب، عبد اللہ بن زبیر سے نقل کیا ہے،

اور ثانی الذکر طوفان کربلا کے میدان میں آیا تھا وہ بھی اسی ذات کی وجہ سے فرو ہوا، رسول اللہ کی نسل کی کشتی ظلم وجور کے بھنور میں آکر ڈوب گئی، اور اہل بیت رسول کے وہ تمام افراد جن سے نسل رسول چلنے کی توقع ہوسکتی تھی شہید ہو چکے تھے اور قریب تھا کہ رسول کی نسل کا سلسلہ فنا کی آخری تہ تک پہنچ بھی جائے آپکی ذات نے نسل رسول کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو نکال کر ایک طرف سورہ کوثر کے کلام الٰہی ہونے کو منوا دیا اور دوسری طرف امیر المومنین کے حقیقت آمیز کلام بقیۃ السیف ابقی عددا کی ابدی مثال قائم کردی آج دنیا یک زبان ہو کر کہہ رہی ہے کہ یہ معصوم ہستی خاندان رسول کے صفحۂ ارضی پر وجود تمکن کی پہلی کڑی ہے، کوئی شخص بجز امام زین العابدین کے اولاد امام حسین میں باقی نہیں رہا اور جناب حضرات ائمہ کے پدر عالی قدر تھے جو اگلوں کے سید وسردار تھے (تاریخ ابن خلکان مناقب ج ۲ صفحہ ۱۲۰،

یہ آدم ونوح کا سرتاج درحقیقت اہلبیت رسول کے لیے آدم ثانی ہو کر رہا، آپ امام حسین کی اولاد میں سب سے بڑے تھے کربلا میں بیماری ع کی وجہ سے جنگ نہ کرسکے اسلئے لوگوں کو آپکے صغر سن کا

ع آپنے ایک ذرہ کربلا میں پہنی تھی جو کچھ بڑی نکلی آپنے حصہ مزید کو ٹکڑے کر ڈالا جسپر آپکو نظر لگ گئی اور یہی بیماری کی وجہ تھی (مناقب صفحہ ۱۴۴)

کا اشتباہ ہوا۔ (عمدۃ الطالب صفحہ ۱۷۲)

حضرت رسول اکرم کیجانب سے علی الحسین کا خیر مقدم حضرت امیر المومنین کے واسطہ سے آنحضرت کا ایک پر معنی ارشاد تھوڑے فرق کے ساتھ مختلف مقامات پر ملتا ہے آنحضرت نے امیر المومنین کے شرکا کا تذکرہ فرمایا امیر المومنین نے سوال کیا کہ میرے بعد میرے شرکار کون ہیں؟ فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنکو خدا نے اپنا اور میرا قرب بخشا ہے اور فرمایا ہے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم، امیر المومنین نے عرض کیا کہ وہ لوگ کون ہیں فرمایا کہ وہ میرے بعد میرے اوصیا ہیں یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچ جائیں یہ سب ہادی و مہدی ہیں اگر لوگ انکو چھوڑ دیں تو انکو نقصان نہیں پہونچ سکتا یہ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن انکے ساتھ ہے نہ قرآن انھیں چھوڑے گا نہ یہ قرآن کو چھوڑینگے انھیں کی وجہ سے میری اُمت کی نصرت ہوگی انھیں کی وجہ سے بارش ہوگی انھیں کی وجہ سے بلائیں دور ہونگی، انھیں کی وجہ سے دعائیں قبول ہونگی امیر المومنین نے عرض کی کہ مجھے اُنکے نام بتا دیجیے:۔

فقال النبی ھذا و وضع یدہ علی راس الحسن ثم وضع یدہ علی راس الحسین ثم ابن لہ یقال علی بن الحسین و سیولد فی حیاتک فاقراہ منی السلام

(اکمال الدین و اتمام النعمۃ شیخ صدوق صفحہ ۱۷۱ تفسیر صافی مقدمہ اولی صفحہ ۵ و تفسیر عیاشی)

آنحضرت نے فرمایا کہ یہ میرا فرزند اور اپنا ہاتھ امام حسن کے سر پر رکھدیا پھر اپنا ہاتھ امام حسین کے سر پر رکھدیا پھر فرمایا کہ اسکا ایک فرزند جسکا نام علی بن الحسین ہوگا وہ عنقریب تمھاری حیات میں پیدا ہوگا تو تم میری جانب سے اُسے میرا اسلام پہونچا دینا۔

ولادت آپکی تاریخ ولادت میں اختلاف ہے مگر ۵ جمادی الاول ۳۶ھ زبان زد مشہور ہے

عمر شریف تاریخ ولادت کی طرح آپکی عمر میں بھی اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ آپ ۵۷ برس دنیا میں زندہ رہے جنمیں سے دو برس امیر المومنین کی آغوش شفقت میں بسر ہوئی، دس برس اپنے چچا امام حسن کے ساتھ رہے گیارہ برس اپنے پدر بزرگوار کے ہمراہ رہے (تذکرہ خواص الامۃ) مزید تحقیق کے لیئے تاریخ ج ۷ صفحہ ۲۴۲ جلاء العیون اردو صفحہ ۲۴۸ مناقب ج ۲ صفحہ ۱۳۱ کا مطالعہ فرمائیے

والدہ ماجدہ آپکی شہر بانو بنت یزدجرد بن شہریار بن شیرویہ بن ہرمز بن نوشیروان ملک عادل تھیں اس لحاظ سے آپکو ابن الخیرتین بھی کہتے ہیں (تاریخ ج ۶ صفحہ ۵۴۳) کہا جاتا ہے کہ آپکی

والدہ ام ولد تھیں مگر یہ بالکل غلط ہے یوسف بکنے کے بعد غلام نہ ہو سکے تو جنکی بیع نہ ہو سکے کیونکہ بنات سلاطین کی بیع نہیں ہو سکتی) انکی حریت پر حرف زنی یقیناً تحکم ہے امام حسین سے جناب شہر بانو کے عقد کی تصریح کے لیئے مفصل الخطاب جلاء العیون صفحہ ۲۳ ینابیع المودۃ صفحہ ۱۵ کتاب الخرائج مناقب ابن شہر آشوب عمدۃ الطالب صفحہ ۱۸۱ روائح المصطفیٰ صفحہ ۸۷ جامع التواریخ صفحہ ۹۴ کشف الغمہ اعلام الوریٰ برحاشیہ اخبار ماتم صفحہ ۵۲ کتاب المناقب ناسخ صفحہ ۵۵۰ ملاحظہ ہو جس سے اس خیال کی پوری رد ہو جاتی ہے، اس بحث کو ہمنے کتاب امہات المعصومین میں نہایت شرح و بسط سے تحریر کیا ہے،

آپ کے مختصر سوانح حیات

اس موضوع کو اگر ہم تفصیل سے لکھنا چاہیں تو یہ مضمون ایک مستقل مفرد تالیف ہو جائے گا اسلیئے مناسب معلوم ہوتا ہو کہ ہم انسانی زندگی کے دو اہم شعبوں تعامل بین اللہ و بین العباد کو پیش نظر رکھکر حد اختصار سے متجاوز نہ ہوں،

تعامل بین اللہ اسکا مفہوم یہ ہے کہ بندہ مابین خود و خدا کچھ مخصوص معاملات رکھتا ہے جنہیں غیر خدا کی خبر نہیں ہونے دیتا، اسلام میں جسقدر رشتہ خدا سے مستحکم کیئے جاتے ہیں جسقدر خداوند تعالیٰ سے وابستگی ہوتی ہے جتنی خدا کی یاد کی جاتی ہے عالم کی کسی قوم میں انکی ادنیٰ مثال نہیں ملتی، شرک کی بحث کو جسقدر اسلام نے منقح کیا ہے تمام اقوام عالم کے تعلیمات ملکر اسکا مقابلہ نہیں کر سکتے ہم امام کے تعامل بین اللہ کی مثال میں منجملہ واقعات کثیرہ کے چند واقعہ لکھتے ہیں جنسے آپکی اعلیٰ منزلت کا تصور ہو سکیگا

جب آپ نماز کیلیئے وضو فرماتے تھے تو رنگ چہرۂ اقدس کا زرد ہو جاتا تھا اور جب آپسے اسکا سبب پوچھا جاتا تھا تو آپ فرماتے تھے تمھیں معلوم نہیں کہ میں کسکے سامنے کھڑے ہونے کا ارادہ کر رہا ہوں (احیاء العلوم غزالی کتاب الطہارۃ فضیلۃ الخشوع صفحہ ۸۹ مناقب ج ۴ صفحہ ۱۷۷ روضۃ الصفا فصل العطاء صواعق اخبار الدول صفحہ ۱۰۹ تاریخ احمدی ۱۱۶)

جب آپ نماز کے لیئے کھڑے ہوتے تھے تو لرزہ براندام ہو جاتے تھے اور جب آپسے سبب پوچھا جاتا تھا تو فرماتے تھے تمھیں نہیں معلوم کہ میں کسکے سامنے کھڑا ہوں ؛

(جواہر العقدین سمہودی مناقب ج ۴ صفحہ ۱۱ تاریخ احمدی)

آپ شب و روز میں ایک ہزار رکعت پڑھتے تھے جس سے آپکا رنگ متغیر ہو جاتا تھا اور رکوع میں اسقدر جھکے رہتے تھے کہ پسینہ پسینہ ہو جاتے تھے (مناقب ج ۴ صفحہ ۱ تہذیب الاحکام تذکرۃ الحفاظ ذہبی صواعق تاریخ احمدی صفحہ ۳۱۵)

آپ شب و روز میں ہزار رکعت پڑھتے تھے اور ہوا آپ کو لاغری کی وجہ سے درخت کے خوشہ کی طرح جنبش دیدیتی تھی اور ہر درخت کے نیچے دو دو رکعت پڑھا کرتے تھے اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے تو چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا اور ہر نماز میں اسطرح کھڑے ہوتے تھے کہ جیسے کوئی ذلیل بندہ اپنے جلیل القدر مالک کے سامنے حاضر ہو خوف خدا سے آپکے اعضا کانپ اٹھتے تھے اور اُس رخصت ہونے والے شخص کی طرح نماز پڑھتے تھے جسکو پھر نماز پڑھنے کی آس نہو (مناقب ج ۴ صفحہ ۱۱۸) گھر میں دکسی طرح آگ لگ گئی اطلاع پانی پرھی آپ نماز میں مصروف رہے جب اسکا سبب پوچھا گیا تو آپنے فرمایا کہ آتش جہنم کے تصور نے مجھے اس آگ سے غافل کردیا،

(مناقب ج ۴ صفحہ ۱۱۰ فصل الخطاب، تذکرۂ خواص الامۃ)

امام محمد باقر کنوئیں میں گر گئے گر فخر یعقوب نے باوجود اعزا کی بھینی کے نماز سے مونہ نہیں موڑا، (اخبار الدول قرمانی صفحہ ۱۱۰ مناقب ج ۴ صفحہ ۱۰۹ کتاب الانوار تاریخ احمدی صفحہ ۳۱۰ جلاء العیون صفحہ ۵۸۷ جذب القلوب عبد الحق دہلوی)

جب بھی خدا کی کسی نعمت کو یاد کیا یا قرآن کی تلاوت کی یا نماز سے فارغ ہوئے یا دو شخصوں کے درمیان صلح کرائی تو خدا کے سامنے جبین نیاز ٹیکدی، اور چونکہ آپ بکثرت سجدہ کیا کرتے تھے اس وجہ سے تمام اعضاء سجود پر گھٹے پڑ گئے تھے اور اسی وجہ سے آپکا نام سجاد مشہور ہوا (طبقات الحفاظ مناقب ج ۴ صفحہ ۱۱۲) آپ مشغول نماز تھے شیطان اژدہے کی صورت بنکر آیا لیکن حضرت کے اشتغال میں فرق نہ آیا اُس نے انگوٹھی کو چبالیا پھر بھی حضرت متوجہ نہ ہوئے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ اے ملعون دور ہو، ہاتف نے تین بار آواز دی آپ ہی زین العابدین ہیں،

(مناقب ج ۴ صفحہ ۱۰۹ روضۃ الشہدا صفحہ ۳۸۴ کتاب الانوار جلاء العیون صفحہ ۵۸۶)

طاؤس نقیعہ لکھتے ہیں کہ مینے حضرت کو عشاء سے سحر تک طواف کرتے ہوئے دیکھا جب سب چلے گئے تو آپنے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور بارگاہ رب العزت میں اسطرح مناجات شروع کی:۔

الٰهی غارت نجوم سمٰوٰتک وهجعت	میرے معبود تیرے آسمان کے تارے ڈوب گئے
عیون انامک و ابوابک مفتحات	اور تیرے بندوں کی آنکھیں محو خواب ہیں
للسائلین جئتک لتغفرلی وترحمنی	اور تیرے دروازہ سائلوں کے لیئے کھلے ہوئے ہیں
وتورینی وجه محمد فی عرصات القیمة	میں تیری بارگاہ میں اس لیے آیا ہوں کہ تو مجھے تو بخشدے

ثم بکی وقال وعزتك وجلالك
ما اردت بمعصیتی مخالفتك وما عصیتك اذ
عصیتك وانا بك شاك ولا بنكالك جاهل
ولا لعقوبتك متعرض ولكن سولت
لی نفسی واعاننی علی ذلك ستوك
المرخی بہ علی فانا الآن من عذابك
من یستنقذنی وبحبل من اعتصم ان
قطعت حبلك عنی فواسوأتاہ غداً
من الوقوف بین یدیك اذا قیل
للمخفین جوزوا وللمثقلین حطوا امع
المخفین اجوز ام مع المثقلین احط کلما
طال عمری کثرت خطایای ولم
اتب اما آن لی ان استحیی من ربی ثم
بکی وانشا ثم بکی وقال سبحانك
تعصی کانك لاتراہ وتحلم کانك
لم تعص تتود الی خلقك بحسن الصنیع
کان بك الحاجۃ الیهم وانت یا سیدی
الغنی عنهم ثم خر ساجداً الی الارض

اور مجھپر رحم کر اور قیامت کے میدان میں سرخ
رو بنائے محمد دکھادے پھر آپ رو دیے اور عرض
کیا کہ تیرے ہی عزت وجلال کی قسم میں نے تیری
مخالفت کے ارادہ سے نافرمانی نہیں کی اور جب تیری
نافرمانی کی تو تیری ذات کے متعلق نہ سمجھے کوئی
شک تھا اور نہ تیرے عذاب سے ناواقف تھا اور نہ
تیری عقوبت سے بے پرواتھا مگر میرے نفس نے مجھسے
سازش کی اور تیری پردہ پوشی نے اسپر میری اعانت
کی تو اب تیرے عذاب سے مجھے کون چھڑائے گا اور
اگر تو اپنی رسی منقطع کرلے تو میں کس کی رسی سے
تمسک کروں، کل کے دن تیرے سامنے کھڑے
ہونے کے موقع پر بڑی سخت پردہ دری ہوگی
جب سبکدوشوں سے کہا جائیگا کہ گذر جاؤ اور گراں
باروں کو حکم ہوگا کہ ٹہر و تو میں سبکدوشوں کے ساتھ
گذر جاؤنگا یا گرانباروں کے ساتھ ٹہرا رہوں گا
طول عمر کے ساتھ گناہ بڑہتے گئے مگر میں تائب نہیں
ہوا تو کیا میں بچ جاؤنگا اگر اپنے پالنے والے سے
حیا کروں پھر حضرت رو دیے اور چند شعر انشا فرماکر

پھر آبدیدہ ہوے اور عرض کیا کہ سبحان اللہ کیا کہنا تیری نافرمانی کی جاتی ہے گویا تو اسکا ناظر نہیں ہے اور یوں حلم فرماتا ہے کہ گویا تیری نافرمانی نہیں کی گئی اپنے حسن عمل سے اسطرح اپنے مخلوق سے مودت کرتا ہے کہ گویا تو انکا محتاج ہے حالانکہ تو اُنسے مستغنی ہے یہ کہکر پھر جبین نیاز زمین پر ٹیکدی، طاؤس لکھتے ہیں کہ یہ دیکھکر میں حضرت کے قریب گیا اور حضرت کا سر میں نے اپنے زانو پر رکھکر رو دیا جب میرے آنسو حضرت کے رخسار پر ٹپکے تو سیدھے ہو بیٹھے اور فرمایا کہ کون ہے جو میرے رب کے ذکر میں میرا مزاحم ہوا میں نے عرض کی کہ فرزند رسول میں طاؤس ہوں یہ جزع وفزع تو ہم گنہگاروں کو کرنا چاہیئے آپکے پدر حسین بن علی آپکی دادی فاطمۂ زہرا آپکے نانا رسول خدا پھر یہ آپ کا کیا حال ہے فرمایا کہ اے طاؤس باپ دادا کا مجھسے

ذکرہ کروخلق اللہ للجنۃ لمن الطاعہ ولوکان عبداً حبشیاً وخلق النار لمن عصاہ ولوکان ولداً قرشیاً اللہ نے جنت اپنے اطاعت گذار کے لیئے پیدا کی ہے اگرچہ وہ غلام حبشی ہو اور جہنم نافرمان کے لیئے پیدا کیا ہے اگرچہ وہ سید قرشی ہو (مناقب ج ۴ صفحہ ۱۱۹)

آپ علم وہدایت میں انتہائے مراتب پر فائز تھے اور جو وظائف شب وروز میں آپ پڑھا کرتے تھے انکی طاقت ایک جماعت مردم میں بھی نہیں ہے (ریاض الستطابہ یحییٰ بن علمری تاریخ احمدی صفحہ ۲۱۶) اور ان سب کا مجموعہ زبور آل محمد یعنی صحیفہ کاملہ ہے جو مختلف جہات سے مطلع انظار ہے، جناب جنت مآب رحمہ اللہ کے کتبخانہ میں میں نے ایک قلمی صحیفہ دیکھا ہے جسے شہید اول محمد مکی نے خاص علی بن سکون صحابی حضرت امام جعفر صادق ؑ کے صحیفہ سے نقل کیا ہے تقریباً سات برس کا لکھا ہوا ہے، بلد الامین قلمی میں علامہ شیخ ابراہیم کفعمی نے جو صحیفہ نقل کیا ہے اسمیں تحریر فرماتے ہیں کہ اس صحیفہ کو میں نے اس صحیفہ سے نقل کیا ہے جس پر عمید الرؤسار کا اجازہ ہے اور خط علی بن سکونی سے نقل کیا گیا ہے اور خط شیخ محمد بن ادریس سے مقابلہ کیا گیا ہے، اس صحیفہ کی سندیں جو علماء وشارحین نے تحریر فرمائی ہیں ان پر مطلع ہونے کے بعد اسکے مستفیض بلکہ متواتر ہونے میں کوئی کلام نہیں ہوسکتا (تاریخ ج ۲ صفحہ ۱۰۶ تبیان ظہور صحیفہ شرح سید علی خاں ہمدانی، شرح میر باقر داماد، شرح علامہ مجلسی نور الانوار سید نعمت اللہ جزائری) تعامل بین العباد اسکا مفہوم بندگان خدا کے ساتھ انسان کا وہ سلوک وہ طرز رفتار ہے جس سے اسکے نفسیات کا پتہ چل سکے امام علیہ السلام کا سلوک امراء و رسا قوم کے ساتھ کیسا تھا؟ حکومت سے الگ تھلگ رہنے اور اہل دولت سے کنارہ کش رہنے سے واضح وآشکار ہے، فقراء ومساکین کے ساتھ آپکا حسن سلوک ذیل کے واقعات سے آفتاب کی طرح روشن ہے:۔

اسلام کا یہ چوتھا تاجدار تاریک راتوں میں پشت پر روٹیوں کا پشتارا اور درہم و دینار لیکر نکلتا تھا اور ایک ایک دروازہ کی زنجیر کھٹکھٹاتا تھا اور لوگوں کی حاجت برآری کرتا تھا اور مدینہ کے بہت لوگوں کی بسر اوقات کا یہی ذریعہ تھا اور ان لوگوں کو خود یہ معلوم نہ تھا کہ ان کی کفالت کون کرتا ہے جب اس مقرب بندہ کا انتقال ہوا اور روزینہ بند ہوئے تو معلوم ہوا کہ یہ کسکا فیض تھا،

(معالم الزلفی صفحہ ۲ و مناقب ج ۴ صفحہ ۱۲۰ اخبار الدول صفحہ ۱۱ تاریخ احمدی صفحہ ۳۱۰ صواعق)

بعد وفات پشت پر نشانات پائے گئے بعد دریافت معلوم ہوا کہ حضرت اپنی پشت پر آٹا رکھکر فقراء کو پہونچایا کرتے تھے اسی کی وجہ سے نیل پڑ گئے ہیں (مناقب ج ۴ صفحہ ۱۲۱ صواعق محرقہ)

ع ۵ صاحب تاریخ الملوک نے اس صحیفہ کے اس کثرت ادعیہ کو لکھکر لکھا ہے کہ یہ صحیفہ زبور آل محمد ہے،

ابن عائشہ نے اہل مدینہ کو یہ کہتے سنا کہ علی بن الحسین کے بعد مخفی بخششوں کا دروازہ بند ہوگیا (مناقب ج ۴ صفحہ ۱۲۰) اپنی حیات میں دو مرتبہ اپنا تمام مال راہ خدا میں تقسیم کر دیا،
(مناقب ج ۴ صفحہ ۱۲۰، حلیۃ الاولیاء وغیرہ)

یہ عنوان تو آپکے حسن سلوک اور الطاف وداد ودہش سے متعلق تھا اور جن صفت جس کا تعلق تمام تر یعنی تشخیص مدارج ونعوت کلام اور تصفح ودرگذر سے ہے اُسکے بھی بعض واقعات ملاحظہ فرمایئے اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ اس خیال سے کھانا نہ کھاتے تھے کہ کہیں میرا ہاتھ اُس لقمہ کی طرف نہ بڑھ جائے جسکی طرف ارادی نگاہ میری مادر محترمہ کی پہونچ چکی ہو (امالی ابو عبد اللہ نیشاپوری بحوالہ مناقب ج ۴ صفحہ ۱۲۰)
ایک شخص نے آپکے ساتھ سخت کلامی کی آپ خاموش چلے آئے اسکے بعد مع جماعت اصحاب اُسکے گھر پر تشریف لے گئے راہ میں والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس کی تلاوت کرتے جاتے تھے جب آپ اُسکے مکان پر پہونچے تو وہ سمجھا کہ آپ انتقام لینے آئے ہیں آپنے فرمایا کہ جو کچھ تو نے مجھے کہا اگر سچ ہے تو میں اپنے لیے خدا سے استغفار کرتا ہوں اور اگر غلط ہے تو خدا تجھے بخشدے یہ سنکر اُس نے پیشانی نورانی پر بوسہ دیا اور کہنے لگا قلت فیك ما لیس فیك الله یعلم حیث یجعل رسالتہ
(مناقب ج ۴ صفحہ ۱۳۰، ینابیع المودۃ صفحہ ۳۰، فصل الخطاب، روضۃ الصفا)
ہشام بن اسماعیل مخزومی نے حضرت کو برا کہا یہ خبر اڑتے اڑتے ولید کو پہونچی اُس نے عمر بن عبد العزیز کو لکھا کہ ہشام کی تادیب کی جائے عمر نے آپکا استمزاج کیا آپنے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ میرے سبب سے اُسکو تکلیف پہونچے (روضۃ الصفا ج ۳ صفحہ ۱۴۳)
صواعق محرقہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ آپ بہت کچھ عفو ودرگذر فرمایا کرتے یہاں تک کہ ایک شخص نے آپکو دشنام دی حضرت اُسکی طرف متوجہ نہ ہوئے اُسنے کہا کہ میں آپ ہی کو کہہ رہا ہوں آپنے فرمایا کہ میں تجھ سے چشم پوشی کرتا ہوں اور خدا کے اس قول کی تلاوت فرمائی۔ خذ العفو وأمر بالعرف واعرض عن الجاهلین،

(مناقب ج ۴ صفحہ ۱۲۲، صواعق، تذکرہ خواص الامۃ)

(باقی آئندہ)

(سید مجتبیٰ حسن عفی عنہ)

کشف غطا کا غیر معمولی اثر و عظمت شرف و اختصاص

جنت کے دلکش نظارے

مسکرا کر شہِ والا نے کہا کیا دیکھا　　　　وہ پکارے ثمر العفت مولا دیکھا
جیتے جی جنت فردوس کا جلوہ دیکھا　　　　اپنے گھر دیکھ لیئے سایۂ طوبیٰ دیکھا

دیر اب کتنی ہے مرنے میں ہمارے مولا
جان و دل لے گئے حوروں کے انکھولا

شاعر نے جس مضمون کو ادا کیا ہے وہ اسلام کی مختلف کتابوں میں مذکور ہے شیخ اجل قطب الدین راوندی رہ ابو حمزہ ثمالی رض سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی بن الحسین ع فرماتے ہیں کہ جس شب کی صبح کو میرے پدر بزرگوار جام شہادت نوش فرمانے والے تھے آپ نے اپنے صحابہ کو جمع کر کے فرمایا کہ اس گروہ مخالفت کو بجز میرے اور کسی سے غرض نہیں ہے یہ رات شب حائل ہے تم لوگ مختار ہو میں اپنی بیعت تم سے اٹھائے لیتا ہوں، صحابہ نے ایک زبان ہو کر عرض کیا کہ ایسا تو ہرگز نہیں ہو سکتا امام نے فرمایا کہ کل کوئی نہ بچیگا صحابہ نے کہا شکر خدا کا کہ اس نے ہمیں آپ کے ساتھ شہید ہونے کے لاانتہا شرف سے مشرف و ممتاز فرمایا،

فقال ارفعوا رؤسکم وانظروا فجعلوا	یہ سنکر امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اچھا سر
ینظرون الی مواضعھم ومنازلھم	اٹھا کر دیکھو تو سہی چنانچہ وہ لوگ اپنے مقاموں
فی الجنۃ وھو یقول ھذا منزلک	اور منزلوں کو جنت میں دیکھ رہے تھے اور امام
یا فلان وکان الرجل یستقبل	علیہ السلام فرماتے جاتے تھے کہ اے فلاں یہ
الرماح والسیوف بصدرہ ووجھہ	تیری منزل ہے اور یہ تیری منزل ہے اور اسی
لیصل الی منزلہ فی الجنۃ ۔	وجہ سے وہ لوگ نیزوں اور تلواروں کو اپنے
دالخرائج والجرائح، بحار، شفاء الصدر	سینوں اور چہروں پر روکتے تھے تاکہ جنت میں
(ناسخ ، اسرار صفحہ ۲۶۶ ، ۲۶۹ ، ۲۹۱)	اپنی منزل پر پہونچ جائیں ،

اور مقتل ابو مخنف اور مہیج الاحزان میں ذیل کی عبارت مذکور ہے :-

وقال یا اصحابی ان ھذہ الجنۃ	اور فرمایا کہ اے میرے ساتھیوں یقین جانو کہ یہ
قد فتحت ابوابھا واتصلت انھارھا	جنت ہے جس کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور نہریں

انبعث انمارھا وزینت قصبوھا وتؤلفت ولدانہا وحورھا وھذا رسول اللہ والشھداء الذین معہ وابی وامی یتوقعون قدومکم ویتباشرون بکم وھم مشتاقون الیکم (مقتل ابو مخنف صفحہ ۳۲ ہبیج صفحہ ۹۴)

اُنکی نہریں جاری ہو گئیں اور پھل اُسکے رسیدہ ہو گئے ہیں اور قصر اُسکے مزین ہیں اور حور و غلمان اُسکے آ گئے ہیں اور یہ رسول اللہ ہیں اُن کے ساتھ کے شہدا اور میرے والدین تمھارے آنے کے منتظر ہیں اور تمکو بشارت دے رہے ہیں اور تمھارے مشتاق ہیں۔

صدوق رہ عمارہ کی سند سے علل میں روایت کرتے ہیں کہ صادق آل محمد سے پوچھا گیا کہ حسینی اصحاب مرنے پر اسقدر کمربستہ کیوں تھے فرمایا کہ انکی آنکھوں کے پردے اٹھا دیے گئے تھے تاکہ وہ اپنی آنکھوں سے اپنے منازل دیکھ لیں ہر ایک کی یہ حالت تھی کہ قتل پر اقدام کرتا تھا تاکہ حور العین سے معانقہ کر سکے اور جنت میں اپنی جگہ پر قابض ہو (شفاء الصدور صفحہ ۳۶۱)

معزز اصحاب کی آنکھوں سے پر کدورت دنیا میں تہ بتہ حجاب کا اٹھنا اور انکا جنت کو ایک عمیق نظر سے دیکھ لینا ہماری آنکھوں سے اُن کے فضائل اور خصوصیات کے پردے اُٹھائے دیتا ہے کیوں کہ یہ مشاہدہ عرفا کے اصطلاحی مکاشفہ سے بہت بالاتر تھا اسلیئے کہ مراد عرفا کی مکاشفہ سے یہ ہی کہ جسم برزخی عین کاشفہ کے سامنے آجائے اور یہاں جسم برزخی کا مشاہدہ نہ تھا بلکہ عین جنت آنکھوں کے سامنے تھی،

(اسرار صفحہ ۱۷۲)

اعتراضات وجوابات

(۱) کہا جاتا ہے کہ دنیا میں کوئی جنت کو دیکھ ہی نہیں سکتا جو روایات بتلاتے ہیں کہ جنت دنیا میں دیکھی گئی انکی تائید جبتک قرآن سے نہ ہو اُسوقت تک میزان اعتبار میں انکا کوئی وزن قائم نہیں ہو سکتا

الجواب

بہت سی باتیں ایسی ہیں جنکا تفصیلی تذکرہ قرآن مجید میں نہیں ہے اور معتبر روایتیں اُسکی امانت دار ہیں لیکن اُس سے اُن چیزوں میں جو آج بھی مسلمات میں شامل ہیں کوئی ضعف پیدا نہیں ہوتا صحت روایت خود شے کی حقیقت وجود کی بڑی ذمہ دار ہے جرح و تعدیل سے حقیقت بے نقاب ہو سکتی ہے، علاوہ اُس کے ہمارے پیش کردہ موضوع کے دامن میں آیت کی ناقابل رد دلیل بھی موجود ہے جو حسب ذیل ہے:-

والذین قتلوا فی سبیل اللہ فلن ۔ اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں قتل ہو گئے اُنکی کارگذاری کو

یضل اعمالھم سیھدیھم ویصلح بالھم ویدخلھم الجنۃ عرفہا لھم ؕ	کو اقتدا کارت گرے گا اور عنقریب انکو منزل مقصود پر پہونچا دیگا اور انکی حالت درست کر دے گا اور انھیں جنت میں داخل کر دے گا جسکا انہیں پہلے سے شناسا کر رکھا ہے
(پ۲۶ سورۂ محمد)	

جملۂ عرفہا لھم اس امر پر کہ دنیا میں جنت دیکھنے کا امکان ہے کافی روشنی ڈال رہا ہے اور شہیدوں کے لیے دنیا ہی میں معائنہ جنت کی تجویز کو تقویت دے رہا ہے،

(۲) کہا جاتا ہے کہ ایک انسان اگر جنت کی زیبائشوں سے اپنی چشم بینا کو جلوہ گاہ بنالے تو اسکی حالت مثال ارضی تجاذب اور مقناطیسی و مرکزی کشش ہے یعنی اگر حسینی اصحاب نے جنت کا معائنہ اور حور و قصور کی زیارت کر لی تو انکا جنت کی طرف کھنچ جانا ایک لابدی امر تھا اور ایسی حالتیں انکے کارنامہ خودسے اور اختیار سے نہ تھے بلکہ جو کچھ اس موقع پر کہا جاسکتا ہے وہ جنت کی پرزور کشش ہے مقناطیس اگر لوہے کو کھینچ لے تو اس سے لوہے کی کوئی مدح نہیں کی جاسکتی بلکہ مقناطیس کا زور تجاذب بیان کیا جاسکتا ہے،

الجواب

جنت کے دیکھنے اور انسان کے کھنچ جانے میں کوئی لزوم عقلی نہیں ہے ہو سکتا ہے کہ جنت کا نظارہ قلب میں کوئی تڑپ نہ پیدا کرے حضرت شیطان نے جنت کے زاویوں کا جس طمینانی نظر سے معائنہ کیا ہوگا وہ ظاہر ہے مگر باوجود اسکے جنت اسکو کھینچ نہ سکی اس نے نہایت آزادی سے خدا کی نافرمانی کی اور جنت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خیرباد کہدیا،

قال فاھبط منھا فما یکون لک ان تتکبر فیھا فاخرج انک من الصاغرین (پ۸ الاعراف)	خدا نے کہا کہ تو بہشت سے نیچے اتر جا تیری مجال نہیں کہ تو اسمیں رہکر غرور کرے یہاں سے نکل جا کیونکہ تو ذلیل لوگوں میں سے ہے۔

ہمیں جنت کے جاذب نظر ہونے میں کلام نہیں ہے لیکن اگر کوئی جذب ہونیکا ارادہ نہ کرے تو وہ کشش ذالکر جذب نہیں کر سکتی، اب رہا جذب مقناطیسی پر معائنہ جنت کا قیاس تو وہ یقیناً قیاس مع الفارق ہے، مقناطیس میں قوت جاذبہ ضرور ہے مگر وہ صرف لوہے کو کھینچتا ہے کیونکہ لوہے میں جذب ہونے کی صلاحیت ہے وہ پتھر کو جذب نہیں کر سکتا کیونکہ پتھر میں جذب ہونے کی صلاحیت ہی نہیں ہے ؎ مقناطیس میں قوت جاذبہ ہے لیکن اگر لوہے اور مقناطیس کے درمیان میں کوئی تیسری چیز حائل ہو

اور کبھی لوہا مقناطیس کی طرف اوڑ جانے تو ہم جانیں، معائنہ جنت میں کشش ہے اور اصحاب حسین میں کھنچ جانے کی صلاحیت بھی ہے مگر وصال اور جنت کی شاہ راہ میں تو حب نفس کا بڑا سنگین پتھر حائل ہے، یہ تو گردن کے خون کے ریلے سے اس پتھر کو بہائیں تو منزل مقصود تک پہونچیں پھر قابل غور بات یہ ہے کہ جنت تو ان کو ایک مرتبہ دکھا دی گئی تھی اگر جنت کی تصویر ہمہ وقت ان کے پیش نظر رہتی تو وہ تصور کو ساتھ رکھکر اپنی جان تلف کرکے اپنے خون سے اسمیں رنگ بھر سکتے تھے، حالانکہ یہ بالکل خلاف واقع ہے، ایک نازک بات اقلیدس کے اصول موضوعہ کی طرح یہ امر محتاج دلیل نہیں ہے کہ اگر پتیلی کو لبریز کرکے آگ پر رکھو گے تو وہ ابل پڑے گی، ایک بھوکے کے سامنے لطیف کھانے چن دیے جائینگے تو وہ ٹوٹ پڑیگا، ایک شخص کو اگر اس کے ماحولی حدود امید سے بہت زیادہ بلند بام ترقی پر چڑھا دیا جائیگا تو وہ منتہائے مسرت میں اپنے کو کوٹھے سے گرا کر ہلاک کردے گا وہ مجنوط الحواس ہو جائیگا دیکھو ایک وصال کا بھوکا جب فائز المرام ہوتا ہے تو ایک نعمت غیر مترقبہ کے ملنے کی وجدانی مسرت سے شادی مرگ میں مبتلا کر دیتی ہے چنانچہ غالب نے اس فلسفہ کو ذیل کے الفاظ میں نظم کیا ہے:-

خوش ہوتے ہیں پر وصل میں یوں مر نہیں جاتے
آئی شب ہجراں کی تمنا مرے آگے

اس نظریہ کو پیش نظر رکھتے ہوے جنت کا معائنہ اصحاب کے کمال عرفان اور منتہائے جلالت کی دلیل ہے اگر اس موقع پر کچھ اور تنگ ظرف افراد ہوتے تو وہ اس سے اپنے بہبود کے خلاف جلد بازی سے کام لیکر جنت کے دیدار کا خودکشی سے استقبال کرتے منتہائے شوق بے امتیاز اور غیر معتدل عنوان سے گردنوں کو اپنا اور اس خیال کی اجازت نہ دیتا کہ ہم ابتدا بجنگ کر رہے ہیں علاوہ اسکے ایک بے دین جماعت کہہ سکتی ہے کہ معاذ اللہ یہ بنی ہاشم کی طلسم کاریاں اور ساحرانہ کرشمے ہیں مگر حسینی جاں نثاروں نے خود سے اپنے ہاتھوں اور پیروں میں ہتکڑیاں اور بیڑیاں ڈال لی تھیں اگر اس جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو فرط شوق میں امام سے اجازت کی بھی ضرورت نہ سمجھتا اور اپنے کو لشکر مخالف پر ڈالدیتا امام حسین کے اصحاب کی شان شوق کے عمومی نتائج سے بالکل جداگانہ تھی کوئی شخص بغیر اذن امام کے ایک قدم آگے نہیں بڑھاتا تھا اور اگر اتفاقاً کوئی بڑھ گیا تو فوراً واپس آتا تھا اور امام سے عفو کا طالب ہوتا تھا، لتے بڑے معرکہ میں ان امور کا خیال ایک حیرت انگیز طمانیت اور سکون کا پتہ دیتا ہے، عروہ غلام حر اپنے مالک کی شہادت کے بعد بیخود ہو کر بغیر اجازت امام جنگ کے لیئے چلے گئے تھے جب یہ خیال آیا تو فوراً پلٹے اور عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ مجھے عفو فرمایئے

انجمن مؤید العلوم دار التالیف مدرسۃ الواعظین کی مفید و قابل قدر تصنیفات

فوراً منگا لیجئے قیمتوں میں زبردست رعایت

النبوۃ والخلافہ تصنیف حضرت شمس العلماء نجم الملۃ مدظلہ (صدر انجمن) مسئلہ خلافت و نبوت پر تنقیدی و محققانہ نظر قابل دید رسالہ ہے انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے ۳ر

الموحد رشحہ قلم حضرت شمس العلماء نجم الملۃ مدظلہ (صدر انجمن) جسمیں مسئلہ توحید کو نہایت متقن دلائل سے ثابت کیا گیا ہو عنقریب انگریزی ترجمہ بھی طبع ہو جائیگا ۲ر

خطاء فاحش اردو ترجمہ میزان عادل ترجمہ جناب شمس العلماء مولانا السید سبط حسن صاحب قبلہ نائب صدر انجمن، اسلام اور عیسائیت کے اصول کا مقابلہ ۳ر

مسالک الحکما اردو ترجمہ مناہج الحکما، ترجمہ جناب شمس العلماء مولانا السید سبط حسن صاحب برہمنو کے مذہب کی تفصیل اور انکے خیالات کا رد ۲ر

ید بیضا توریت کی پیشینگوئیوں سے جناب رسالتمآب کی رسالت کا ثبوت از جناب مولوی سید علی غضنفر صاحب نبیرہ جناب سلطان العلماء اعلی اللہ مقامہ ۲ر

ابطال التناسخ مصنفہ جناب مولانا محمد ہارون صاحب قبلہ مرحوم مسئلہ تناسخ پر حکیمانہ لیکن عام فہم بحث روح و مادہ کی قدامت کا ابطال آریوں کی مایۂ ناز کتابوں کا مسکت جواب ار

انسانی قربانی ویدوں کے زمانہ کی انسانی قربانی از جناب خواجہ غلام الحسنین صاحب ۲ر

ویدمت قربانی وید سے قربانی کا جواز از جناب خواجہ غلام الحسنین صاحب

تصدیق رسالت گوتم بدھ کی پیشینگوئیوں سے جناب ختمی مرتبت کی رسالت کا ثبوت از جناب مولوی سید احمد علی صاحب موہانی بی۔ اے ۲ر

اسلام ان دی لائٹ آف شیعزم انگریزی ترجمہ ر

شریعۃ الاسلام حصہ اول ترجمہ جناب شیخ بادشاہ حسین صاحب بی اے اصول و عقائد اسلام کی حقیت دیگر مذاہب کے مقابلہ میں زبردست دلائل سے ثابت کی گئی ہے جلد انگلش فنش ۱۲ر

دی پرافٹ شپ اینڈ دی کیلفیٹ انگریزی ترجمہ النبوۃ والخلافہ ترجمہ جناب لی تقار علی صاحب جلد انگلش فنش ار

ٹریجڈی آف کربلا عزاداری پر انگریزی زبان میں تبصرہ از جناب امیر علی صاحب لکچرار لکھنؤ یونیورسٹی ار

الاعجاز معجزہ کی حقیقت کا انکشاف اور شبہات کی رد از جناب مولانا مولوی محمد ہارون صاحب قبلہ مرحوم ار

المعراج دلائل عقلی سے معراج کا ثبوت از جناب مولانا السید محمد ہارون صاحب قبلہ مرحوم ار

اسلام مغرب کی نظر میں از جناب شہنشاہ حسین صاحب ایم اے ار

شریعۃ الاسلام حصہ اول اصول عقائد مذہب کا با دلائل تذکرہ از جناب مولانا السید محمد صاحب ابن سرکار نجم الملۃ مدظلہ ۳ر

شریعۃ الاسلام حصہ دوم طہارت و صلوٰۃ کے مسائل مصدقہ جناب سرکار نجم الملۃ مدظلہ ۶ر

شریعۃ الاسلام ضمیمہ مستورات کے متعلق ضروری احکام اور دیگر مفید باتیں ار

حضرت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ کے عہد حکومت طاہرہ میں آپکے مخالفین کی
تخریبی سرگرمیوں کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان اختلاف و خانہ جنگی کی جو صورت
رونما ہو گئی ہے اُس پر نظر کرکے اکثر ناواقف و کوتاہ نظر لوگ اس شبہہ میں گرفتار ہو جاتے
ہیں کہ حضرت کی ذات ملکوتی صفات میں سیاست ملک و نظم حکومت کا وہ ملکہ موجود نہ تھا
جو ایک مدبر حکمران میں ہونا چاہیئے اس خلاف واقع خیال کو دفع کرنے کے لیئے فاضل
جلیل جناب مولوی سید **محمد رضی** صاحب زنگی پوری تلمیذ حضرت قدوۃ الکاملین مولانا
السید محمد ہارون صاحب مغفور زنگی پوری نے اس گراں قدر رسالہ کی ترتیب و تالیف میں محققانہ
جد و جہد فرمائی ہے اور بے شبہہ اس موضوع خاص میں یہ رسالہ کم نظیر بلکہ عدیم النظیر
ہے فاضل ممدوح نے دین و دنیا اور اُنکی سیاسیات کا باہمی تعلق اور اہل دنیا کی سیاستوں
کے حقیقی اغراض و مقاصد سے وسعت نظر کے ساتھ بحث کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ
حضرت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ نے نظام حکومت کی بنیاد جن اصول پر قائم فرمائی
تھی اُن سے بہتر کبھی انصاف پیشہ و عدالت شعار و مدبر دماغ میں نہیں آسکتی اور انھیں
اصول میں دین و دنیا دونوں کی فلاح و ترقی کا راز مضمر تھا نیز یہ بھی ثابت کیا ہے
کہ آپ کے عہد میں اختلال و افتراق کے رونما ہونے کے حقیقی اسباب کیا تھے غرض
اس رسالہ کے خصوصیات کا تقاضا یہی ہے کہ اہل ذوق کو اسکے مطالعہ سے دریغ
نہ کرنا چاہیئے قیمت علاوہ محصول ڈاک ۱۲/

ملنے کا پتہ منیجر الواعظ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

(رجسٹرڈ نمبر اے ۱۰۷۷)

الواعظ

مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کا ماہوار علمی رسالہ

زیر سرپرستی

حجۃ الاسلام حضرت نجم العلما

مدظلہم العالی

مدیر

حکیم سید قاسم علی ضوی البحیرنی عمدۃ الافاضل

باہتمام داروغہ سید محمد عرف چھید صاحب منیجر مطبع

مطبع الاسلام والواعظ پریس لکھنؤ میں چھپا

مقاصد

(۱) مذہب اسلام کا اکمل الادیان ہونا

(۲) پیغمبر اسلام کا افضل الخلائق ہونا

(۳) اسلامی شریعت کی حکمت اور اسکی جامعیت

(۴) اسلامی اخلاق و آداب کی فضیلت

(۵) اسلامی تمدن کی فوقیت

(۶) اسلامی احکام و قوانین شریعت

(۷) ائمہ طاہرین کے کمالات و ہدایات

(۸) سلف صالحین کے تاریخی حالات

(۹) قرآن مجید کا افضل الکتب ہونا

(۱۰) اثبات اصول اسلام بدلائل عقلیہ نقلیہ

(۱۱) فلسفۂ جدید و قدیمہ اور دیگر مذاہب کے مقابلہ میں حمایت اسلام و ازالۂ شبہات

(۱۲) انکشافات جدید و حقائق اسلام

اخبار علمیہ

قواعد

(۱) یہ رسالہ بالفعل ہر انگریزی ماہ کی آخری تاریخوں میں شایع ہوا کریگا

(۲) ہر خریدار کو کم از کم ایکسال کے لئے رسالہ خریدنا ہوگا

(۳) نمونہ کا پرچہ ۲ کے ٹکٹ آنے پر روانہ ہو سکتا ہے

(۴) جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیے

(۵) اشتہارات کی اجرت بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتی ہے

(۶) علمی معاملات کے متعلق خط کتابت و ارسال مضامین بنام مدیر اور دیگر امور کے متعلق بنام منیجر ہونا چاہیے

(۷) شرح قیمت:-

رؤسا و والیان ملک سے جو مرحمت فرمائیں عام خریداران سے

پتہ دفتر الواعظ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

ہدایات

(۱) مقاصد رسالہ کا لحاظ رکھکر مضمون لکھا جائے ورنہ درج نہ ہو سکے گا،

(۲) مضامین عموماً مختصر ہونا چاہئیں اڈیٹر کو تغیر و تبدل و اصلاح کا اختیار ہوگا،

(۳) عبارت حتی الامکان سلیس اور عام فہم ہو

(۴) مضامین صاف خط میں تحریر کیے جائیں اور عبارات عربیہ پر اعراب لگائے جائیں نیز عربی عبارات کا دوسرے کالم میں ترجمہ ہونا چاہیے

(۵) حتی الامکان کتب منقول عنہا کا حوالہ دیا جائے

(۶) ناقابل اشاعت مضمون واپس نہ ہوگا اگر ضرورت ہو تو صاحب مضمون کو ٹکٹ بھیجنا چاہیئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھٰذا بیان للناس وھدًی وموعظۃ للمتقین
سورہ آل عمران

الواعظ

نمبر ۱۲ بابت ماہ دسمبر سنہ ۲۹ء مطابق ماہ رجب سنہ ۴۸ھ جلد

فہرست مضامین

ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا
بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

ناظرین کرام و قارئین عظام! سنہ ۲۹ء رخصت ہو رہا ہے سنہ ۳۰ء کے استقبال کی تیاری کیجئے! بارہواں نمبر جلد ۸ کا حاضر ہے! جن حضرات نے ابتدائے سال میں قیمتیں مرحمت فرمائی تھیں وہ بھی ادا ہو گئیں اور جو حضرات درمیان سال میں شریک ہوئے تھے انمیں سے بھی اکثر کا چندہ ادا ہو گیا کیونکہ آنکو شروع سال سے پرچہ بھیجکر پورے سال کی قیمت بذریعہ وی پی وصول کر لی گئی تھی اور جن حضرات کو کل پرچہ دفتر میں باقی نرہنے سے پورے سال کے پرچہ روانہ ہو سکے ان سے قیمت بھی ابتدائے خریداری سے دسمبر تک کی وصول کی گئی تھی جو اس نمبر کے پہونچنے کے بعد ختم ہو جائے گی لہذا حضرات مذکورہ بالا میں سے کسکی قیمت ذمہ دفتر باقی نہیں ہے اور ان سے بکمال تمنا التماس ہے کہ آپ سنہ ۳۰ء بھی اپنی نظر توجہ سے اس پرچہ کو مشرف رکھنا چاہتے ہیں تو براہ کرم و عنایت التم. اس نمبر کے ملاحظہ فرماتے ہی نویں جلد کا پیشگی چندہ بذریعہ منی آرڈر مرحمت فرمائیے ورنہ نمبر ۱ جلد ۹ بذریعہ وی پی حاضر ہوگا جسکا وصول کرنا آپکا اخلاقی فرض ہوگا اور اگر خدانخواستہ کوئی وجہ آئندہ خریداری کی مانع ہو تو براہ ہمدردی قومی ایک کارڈ کے ذریعہ سے مطلع فرما کر وی پی کے بیجا مصارف سے اس قومی ادارہ کو محفوظ رکھکر شکر گذاری کا موقع دیجئے

جن حضرات نے سال گذشتہ عذر فرما کر سنہ ۲۹ء کا چندہ آجتک نہیں بھیجا اور ہم انکے اعتماد پر آجتک پرچہ برابر روانہ کرتے رہے وہ بھی براہ کرم توجہ فرما کر بذریعہ منی آرڈر بقایا و حال کا حساب صاف فرما کر شکر گذار فرمائیں ورنہ انکی خدمت میں بھی بقایا و حال کا وی پی حاضر ہوگا۔ بعض حضرات ایسے بھی ہیں جنکی خدمت میں بعض حضرات و عظیمین کی فرمائش سے بغیر وصول قیمت یا بامید خریداری پرچہ روانہ ہوتا رہا انھوں نے ابتک توجہ نہیں فرمائی وہ بھی براہ کرم متوجہ ہو جائیں اور وصول شدہ پرچوں کی قیمت اور سنہ ۳۰ء کا پیشگی چندہ مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں۔ بعض حضرات کو سنہ ۲۸ء کے آخر میں شروع سال سے پرچہ بھیجکر صرف سنہ ۲۸ء کی قیمت وصول کر لی گئی تھی اور سنہ ۲۹ء کے شروع میں حسب ضابطہ جو وی پی نہیں بھیجا گیا کہ ابھی چند دن قبل وہ حضرات وی پی وصول کر چکے ہیں اتنے قریب زمانہ میں دوسرے وی پی کا روانہ کرنا بار خاطر نہو ان حضرات سے بھی سنہ ۲۹ء اور سنہ ۳۰ء کا چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر شکر گذار فرمائیں ورنہ انکی خدمت میں بھی دو سال کی قیمت کا وی پی حاضر ہوگا۔ اور جن حضرات کو درمیان سال میں ایک ہی پرچہ بھیجکر ایک سال کا چندہ وصول کیا گیا ہے وہ اپنے چندہ

کے ختم ہونے تک مطمئن رہیں جب انکا چندہ ختم ہو جائے گا تو ان کو اطلاع دی جائے گی۔ والسلام۔ منیجر

تبلیغ

جناب مولوی محمد سعید مهدی صاحب ضلع اناؤ میں

جناب ممدوح نے ۱۰ اکتوبر سے ۲۰ اکتوبر ۲۸ء تک ضلع مذکور کے مشہور مقامات کا دورہ کیا جنمیں صرف ایک موعظہ صفی پور میں ہوا جسمیں تعارف رسمی کے بعد اسلام کی حالت سابقہ و حال کے توازن اور اتحاد مومنین کے موضوع پر تقریر ہوئی لوگ متاثر ہوئے مدرسہ کی دینی اعانت کا وعدہ ہوا جسکے ذمہ دار فصیح احمد صاحب قرار دیے گئے و خریدار الواعظ کے بہم پہونچے، جہاں نگر میں بھی ایک موعظہ کی نوبت آئی جسمیں مقامی ضروریات شرعیہ پر زور دیا گیا، بالی پور میں ایک موعظہ کی بھی نوبت آسکی، یہ دونوں بستیاں بہت زیادہ قابل توجہ اور ایک مستقل واعظ کے قیام کے محتاج ہیں نانو خاص میں چار موعظے ہوئے اور کافی اثر سے روشناس ہوئے اور دس خریدار الواعظ و مسلم ریویو کے بہم پہونچے،

جناب مولوی امداد حسین صاحب واعظ ممالک متوسطہ میں

جناب ممدوح سلطان پور سے براہ جبلپور شہر سیونی میں ۱۲ اکتوبر ۲۸ء کو وارد ہو کر ۲۹ اکتوبر تک تشریف فرما رہے اور اس عرصہ میں سات مجلسیں موعظہ کی منعقد ہوئیں اور علاوہ مجالس کے پرائیوٹ تقریریں بھی ہوتی رہیں جنمیں ہر طبقہ کے لوگ ہندو مسلمان سنی شیعہ بوہرے کثرت سے بشوق تمام شریک ہوتے رہے اور مہمات مسائل اسلامیہ پر گفتگو ہوتی رہی اور جو اعتراضات کیے گئے انکا اطمینان بخش جواب دیا گیا اور پادری ہیکلین اسکاٹش چرچ بسبب خاص اُنکے بنگلہ پر مسئلہ خلافت الٰہیہ اور ابنیت و الوہیت عیسیٰ پر گفتگو ہوئی جس سے پادری صاحب بہت خوش ہوئے اور دورۂ ثانیہ میں پھر ملنے کا وعدہ لیا۔

ناگپور ۲۱ اکتوبر کو سیونی سے ناگپور تشریف لا کر ۱۲ نومبر تک حکیم ضیاء حسین صاحب مرحوم کے امام باڑہ میں مہمان رہے اس عرصہ میں چار مجلسیں موعظہ کی منعقد ہوئیں جنمیں اصول اسلامیہ کے علاوہ یہاں کے اہل اسلام کو اُنکے اصلاح طلب اور لائق ترک عادات و اخلاق پر تنبیہ کی گئی اور اسی اثنا میں کامٹی جانیکا بھی اتفاق ہوا جہاں ایک مجلس منعقد ہوئی اور دورۂ اول میں جن بد اخلاقیوں کی روکنے کی فکر کی گئی تھی اُنکی پھر تجدید کی گئی اور معلوم ہوا کہ گذشتہ وعظ کے اثر سے ایک مدرسہ قائم کیا گیا ہے مگر ابھی کوئی تنخواہ دار مدرس معین نہیں ہوا،

ہنگن گھاٹ ۴ نومبر کو ناگپور سے ہمراہی مولوی ذوالفقار علی صاحب ہنگن گھاٹ پہونچکر فاضل بھائی عبداللہ بھائی کے مہمان ہوئے اور ۹ نومبر تک تشریف فرما رہے اس عرصہ میں چار مرتبہ جلسہ عام میں تمدن مسائل اسلامیہ اور ضرورت تبلیغ وغیرہ پر تقریر کی نوبت آئی ہر طبقہ کے لوگ سنی شیعہ بوہرے خوجہ عوام و خواص کافی تعداد میں شرکت کرتے رہے اور عورتیں بھی کافی تعداد میں شریک ہوئیں جن کے بیٹھنے کا انتظام پشت جلسہ پر پردہ کیا گیا یہ تمام مستورات برقعہ پوش اور شرفا اور معزز اشخاص کے گھروں کی تھیں باشندگان ہنگن گھاٹ میں متوسط طبقہ کے لوگ اور غربا اب بہت کچھ مواعظ و مجالس اور مذہبی تقریروں کے شائق ہو گئے ہیں لیکن اہل دولت مطلقاً توجہ نہیں کرتے یہاں کے مواعظ بہت کامیاب ہوئے اور پرائیوٹ گفتگوئیں بھی نہایت موثر ہوئیں

دردرا ضلع چاندہ ۹ نومبر کو ہمراہی جیوا بھائی واحمد بھائی دردرا میں وارد ہوا یہاں صرف ایک گھر ایک خوجہ کا ہے مگر دولتمند بوجہ تنہائی مجلس وعظ کے منعقد کرنے میں بہت تامل کیا لیکن بالآخر حضرات کو ان کے ہمت دلانے سے ایک مجلس وعظ عام بازار میں منعقد کی یہاں کے لوگ نہایت کے متعصب ہیں مگر جناب واعظ کی تقریر سے جو عبادت الٰہی اور ضرورت اتحاد و اتفاق پر مشتمل تھی نہایت خوش ہوئے اور دوسری خاص مجلس عزا کی صورت میں ہوئی جسمیں صرف دس گیارہ مومنین شریک تھے،

امراؤتی صوبہ برار ۱۲ نومبر کو دردرا سے امراؤتی پہونچکر جناب شیخ علی صاحب ڈرائنگ ماسٹر کے مہمان ہوئے حضرات اہلسنت کی طرف سے ایک عام جلسہ گوپی پورہ میں منعقد ہوا

اس دورہ میں جو کامیابی ہمارے واعظ کو حاصل ہوئی ہے وہ ان خطوط سے ظاہر ہے جو مقامات مذکورہ کے معزز حضرات نے سرکار صدر الشریعہ دام ظلہ کی خدمت میں روانہ کیے ہیں جسکا خلاصہ یہ ہے کہ مولانا کی تقریریں نہایت کامیاب ہوئیں اور ان حضرات اہل سنت جنکی مسجد میں کسی شیعہ عالم کو کبھی وعظ کا موقع نہیں ملا اور نہ جو کسی شیعہ عالم کی وعظ میں شریک ہوئے تھے نئی مجلس بنائی وہ سب حضرات بشوق تمام شریک ہوئے اور خود اپنی مسجدوں میں مولانا کو وعظ کی زحمت دی اور مجلس عزا کا اعلان اور مولانا کی تقریروں سے بیحد متاثر ہوئے اور مولانا کے قیام مزید کے خواہشمند ہیں

علاوہ تمام جلسوں اور تقریروں کے صبح و شام مجلس استفادہ و افادہ گرم رہی اور اگر چندے یہ سلسلہ اور قائم

رہا تو بہت سی ہستیاں ظلمات سے نور کی طرف بڑھتی نظر آئیں گی یہ خطوط حضرات اہل سنت کے ہیں جنمیں سے بعض نے کتب مطبوعہ مدرسہ بھی طلب فرمائی ہیں

ناگپور کی واپسی جناب ممدوح اس علاقہ میں ایک عرصہ تک کامیاب دورہ کرتے ہوئے اپریل ۲۹ء میں پھر ناگپور واپس آئے اور ۲ اپریل کو عالی جناب سید ظہیر حسن صاحب کی طرف سے ایک عام جلسہ علی پیمانہ پر منعقد ہوا جسمیں فریقین اسلام بتعداد کثیر شریک ہوئے موضوع تقریر دنیائے اسلام سے اہلبیت کا تعارف اور انکی علمی زندگی تھے سامعین نہایت محظوظ و متاثر ہوئے جسکے بعد ۵ اپریل تک گو کوئی جلسہ نہیں ہوا مگر اکثر اہم حضرات برابر تشریف لاتے رہے اور مشرکین کی نجاست اور انسے سود لینے کے جواز اور آیہ انما المشرکون نجس کی تفسیر اور بعض مسائل فقہیہ پر گفتگو ہوتی رہی

منڈلہ ۶ اپریل کو بہمراہی صاحبین صاحب منڈلہ تشریف لاکر جناب منشی صفدر علی صاحب کے مہمان ہوئے اور چار یوم تک قیام پذیر رہے اس درمیان صرف ایک تقریر دولتخانہ جناب ممدوح پر ہوئی جسکا موضوع سیاست دینیہ و دنیویہ کا فرق تھا ممدوح نے عطر و پان سے تواضع فرمائی،

سیونی کی واپسی اور ۱۲ اپریل ۲۹ء کو سیونی میں واپس آکر مین پور روانہ ہوئے اور جناب منشی اعلام رسول صاحب مین پور کی روانگی اور سید محمود الحسن صاحب جعفری کے مہمان ہوئے شبکو ایک جلسہ عام منعقد ہوا جسمیں تقریباً ڈھائی سو حضرات اہلسنت تشریف فرما تھے موضوع تقریر بعثت رسول کی غرض و غایت اور انتخاب الٰہی و انسانی کا فرق تھا سامعین نہایت محظوظ و متاثر رہے،

سیونی کی مکرر واپسی ۱۴ اپریل کو پھر سیونی میں واپسی ہوئی اور ۲۶ اپریل تک چار تقریروں کی نوبت آئی تین تقریریں جناب مرزا ولایت حسین اور جناب سید اکبر حسین صاحبان کے دولتخانہ پر ہوئیں جسمیں اخلاق رسول و تعلیم رسول و مسلمانوں کی مالی کمزوریاں اور اسکے دفاع کی تدبیریں موضوع تقریر تھا چوتھی تقریر ایک جلسہ عام میں ہوئی جسمیں ہندو عیسائی سنی شیعہ غرض کہ ہر طبقہ کے لوگ بتعداد کثیر شریک تھے اور موضوع تقریر تعلیم اسلام اور اشاعت اسلام کے اسباب و آزادی کا مفہوم اور اسکی تاریخ اور مسلمانوں کی تجارتی کمزوری تھا جس سے حاضرین بہت متاثر ہوئے،

رائے پور ۲۷ اپریل کو سیونی سے روانہ ہوکر دورہ کرتے ہوئے رائپور مومن پورہ کی مسجد میں مقیم ہوکر ایک ہفتہ قیام پذیر رہے اس عرصہ میں مسجد اور بیرون مسجد اور بازار میں تین تقریروں کی نوبت آئی

تیسری تقریر میں ۱۰۰ مسلمانوں کا مجمع تھا اول آ سید صغیر حسین حیدر شاہ صاحب فی سنے جناب واعظ کا تعارف کرایا پھر جناب واعظ نے دو گھنٹہ تک محاسن اسلام اور تعلیم ائمہ اور مسلمانوں کی اقتصادی کمزوری، اصلاح مراسم بیجا مذہب اسراف تمام قوم کی آوارگی مسلمانوں کی غفلت اور انتخاب آلہی اور اسکے نتائج پر تقریر فرماکر تمام حاضرین کو ہمہ تن گوش کردیا یہاں کے مومنین کی اخلاقی اور مذہبی حالت اچھی ہے مگر تعلیم کم ہے ایک مسجد بھی ہے جو آبادی ہے مدرسہ عزاخانہ کوئی نہیں اب مدرسہ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے،

ورنگل کی واپسی ۴ مئی کو ۱۱ بجے ورنگل آکر سید شاہد صاحب رجسٹرار کے مہمان ہوئے ممدوح نے جلسۂ عام کا اعلان کیا حضرات اہلسنت میں سے کوئی شریک نہیں ہوا مجبوراً اتباع رسول کی حقیقت و مصائب سیدالشہداء پر مجلس کو ختم کیا،

ناگپور کی واپسی ورنگل سے ۶ مئی کو پھر ناگپور تشریف لے گئے اور ۱۰ مئی تک تین جلسے منجانب شیخ علی رضا صاحب و شیخ محمد حسین صاحب و محمد شفیع صاحب منعقد ہوئے جنمیں تمدن و اخلاق کے فوائد اور مصائب کربلا اور مالی حالت کی درستی اور قماربازی کے نقصانات اور اہلبیت رسول کی شان اور انکی زندگی کے حالات کفایت شعاری تجارت اور اسکے فوائد پر تقریریں ہوئیں فریقین اسلام کا کافی مجمع تھا سب محظوظ و متاثر ہوئے،

کامٹی ۱۱ مئی کو کامٹی پہونچا تین یوم کے قیام میں دو تقریریں ہوئیں پہلی تقریر جلسۂ عام میں ہوئی جو منجانب آغا محب علی شاہ صاحب اعلیٰ پیمانہ پر منعقد ہوا تقریباً پانچسو مسلمان اور کچھ غیر مسلم حضرات بھی شریک تھے محاسن اسلام، اسباب اشاعت اسلام عصمت انبیا و ائمہ منہیات شرعیہ پر تقریر ہوئی حاضرین بہت متاثر ہوئے دوسری تقریر خاص جلسہ میں ہوئی جسمیں بعض ضروری مسائل و فرائض کی طرف توجہ دلائی گئی اب کی مرتبہ مومنین کامٹی کی حالت کافی تغیر پائی گئی، بد اخلاقیاں بہت کم ہوگئیں مدرسہ جاری ہوگیا جسمیں تقریباً ۵۰ لڑکے دینی و دنیاوی باقاعدہ تعلیم پاتے ہیں مگر ابھی تک مدرسین آنریری ہیں شب کو تین گھنٹہ تعلیم دی جاتی ہے،

رام ٹیک، ۱۴ مئی کو کامٹی سے رام ٹیک پہونچکر سید نعمت حسین صاحب اوورسیر کے مہمان ہوئے رام ٹیک ایک مشہور تاریخی مقام ہے دو مسجدیں اور ایک امباڑہ بھی ہے تقریباً ۵۰ مسلمان حنفی المذہب آباد ہیں جنکا نفاق انتہا کو پہونچ گیا ہے شب کو معزز میزبان نے جلسۂ وعظ کا اعلان کرایا اہل اسلام جمع ہوئے محاسن اسلام، فضائل رسول، اتفاق و اتحاد عزاداری کے فوائد اور اسلامی دنیا میں حسین مظلوم کی شان پر تقریر ہوئی حاضرین بہت متاثر

اور جناب واعظ کی تعمیل ارشاد میں صلح پر آمادہ ہو گئے چنانچہ شام کو بعد نماز تمام لوگ جمع ہوئے اور نہایت عمدہ طریقہ سے صلح کرادی گئی بعد اسکے جامع مسجد میں جلسہ وعظ منعقد ہوا جسمیں سورہ ہل اتی کی تفسیر اور ائمہ کی زندگی اور تعلیم پیش کی گئی جس سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے،

تیسرے روز بھاسکٹ اسکول سے محاسن اسلام پر گفتگو ہوئی، اسلام حقیقی اور رسمی کا فرق بتایا گیا رسول کی مقدس زندگی کو تاریخ کی روشنی میں پیش کیا گیا جسے سنکر ایک صاحب کو ان لفظوں میں بھی اسلام کا اعتراف کرنا پڑا کہ اگر یہی تعلیم اور خوبی اسلام ہے تو اسلام بہت اچھا مذہب ہے،

ناگپور کی واپسی ۲۱ مئی کو پھر ناگپور واپس آکر سید الطاف حسین صاحب کے دولتخانہ پر ایک خاص تقریر فرمائی جسمیں اخلاقی کمزوری اور مالی حالت کی خرابی اور بیکاری پر تبصرہ کیا،

کامٹی کی مکرر روانگی ۲۳ مئی کو پھر کامٹی جانا پڑا اسٹیشن رحمت علی صاحب کی طرف سے جلسہ وعظ منعقد ہوا تقریباً ڈھائی سو مسلمانوں کا مجمع تھا موضوع تقریر اتباع رسول اور فرائض کی انجام دہی اور حسینی شہادت کے اسباب اور اسکا نتیجہ تھا،

سیونی کی مکرر روانگی ۲۴ مئی کو کامٹی سے ناگپور آکر ۲۶ مئی کو پھر سیونی جانا پڑا سیونی میں جناب واعظ نے ایک کتب خانہ بنام امامیہ لائبریری سیونی شاخ مدرسۃ الواعظین حسب تحریک مدرسہ قائم کیا ہے جسکا با کچھ مدرسہ کے ذمہ ہے اور کچھ باشندگان سیونی کے جناب حکیم سید محمد رضا صاحب نے ایک معقول تعداد کتب مذہبی کی اس کتب خانہ کو عطا فرمائی ہیں جنکی قیمت تقریباً سو روپیہ ہوگی جسکے لیئے مدرسہ تہ دل سے شکر گزار ہے بہر حال اس مرتبہ بھی سیونی میں تین تقریریں ہوئیں دو جلسہ خاص تھے جنمیں فضائل امیر المؤمنین اور واقعات غدیر بیان کیے گئے اور ایک جلسہ عام تھا جو ۳۱ مئی کی شام کو سردار احمد خاں صاحب وکیل سنی المذہب کی جانب سے منعقد ہوا مجمع نہایت معقول اور با فہم و علم حضرات کا تھا موضوع تقریر شان رسول اور کمالات رسول اور اخلاق رسول اور آنحضرت کی معراج اور طبقات انبیاء اور عوام الناس کا فرق، اور دین کے محاسن اور بے دینی کے معائب تھے سامعین نہایت محظوظ و متاثر تھے امید ہے کہ پھر وعظ کا اعلان کیا جائیگا،

ابھار یا ۲ جون ۲۹ء کو سیونی سے بیتول پہونچکر ہمراہی سید آل رضا صاحب سب جج ابھاریا تشریف لے گئے ۳ جون کو ایک جلسہ وعظ منعقد ہوا جسمیں مجمع مختصر مگر با فہم حضرات کا تھا صحیفہ فطرۃ اور صحیفہ دیانت

کی مطابقت اور خدا کے قول اور فعل کی تطبیق اور منصب نبوت و امامت کی توضیح موضوع تقریر تھا تمام حاضرین
بالخصوص تعلیم یافتہ حضرات بہت محظوظ و متاثر ہوئے

ایلچپور اور امراؤتی ۸ جون کو عشرہ محرم کے لیے ایلچپور سے طلب کی گئی اور وہاں پہونچنے کے بعد مومنین امراؤتی بھی
مُصِر ہوئے اور بالآخر دونوں مقاموں کے لیے وقت نکالنا پڑا صبح کو ایلچپور میں مجلس ہوتی تھی اور شب کو امراؤتی میں ایلچپور میں
صرف نواب محمود علیخاں صاحب کے یہاں باقاعدہ مجلس ہوتی تھی مومنین بوجہ نزاع باہمی کم شریک ہوتے تھے
لیکن شرفاء اہل سنت و عوام الناس کافی تعداد میں آتے تھے آٹھویں تاریخ تک محاسن اسلام اور فرائض و احکام
اور تحصیل علوم دینیہ کی ترغیب و تحریص موضوع تقریر رہا اور نویں کو یہ آیت انی جاعلک للناس اماما کو عنوان کلام قرار دیکر
مسئلہ امامت و خلافت کو صرف قرآن مجید کی آیتوں سے واضح کیا یہ تقریر نہایت توجہ سے سنی گئی اور ختم مجلس کے
بعد بعض لوگوں نے کچھ شکوک و شبہات پیش کیے جس کا اطمینان بخش جواب دیا گیا،

امراؤتی میں دو روزہ مسابقہ کے اثر سے ایک انجمن حسینیہ قائم ہو گئی تھی جس کی طرف سے ایک مجلس شب کو عزاخانہ کریم بیگ
کربلائی میں برابر ہوتی رہی اور ایک مجلس کا اضافہ اسی انجمن کی طرف سے عزاخانہ نواب مہدی علی صاحب میں کیا گیا دونوں مجلسیں بہت
باقاعدہ منعقد ہوتی رہیں اور باوجود قلت تعداد مومنین کے ہر مجلس میں شرکا کی تعداد بڑھتی گئی حضرات اہلسنت بھی بہت شوق سے شریک ہوتے
رہے ان مجالس میں بھی محاسن اسلام اور فرائض و احکام پر تقریر ہوتی رہی اور آخر کی تین مجلسوں میں مسئلہ امامت و
خلافت کو بھی واضح طور سے مع دلائل و براہین بیان کیا جس سے تمام حاضرین نہایت متاثر ہوئے،

سیونی کی واپسی ۲۴ جون کو سیونی واپس آئے ۲۵ جون کو سیٹھ غلام عباس صاحب اور سید اکبر حسین صاحب
کی طرف سے دو مجلسیں علی الترتیب منعقد ہوئیں پہلی مجلس میں آیات سے ائمہ اثنا عشر کی امامت ثابت
کر کے مصائب ختم کی اور دوسری مجلس میں حدیث شریف الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ کی تشریح کرتے ہوئے
اس امر کو واضح کیا کہ غم حسین میں آنسو بہانے سے جنت کیوں واجب ہو جاتی ہے یہ تقریر تعلیم یافتہ طبقہ میں نہایت
توجہ سے سنی گئی اور حاضرین نہایت محظوظ و متاثر ہوئے،

ہردہ ہوشنگ آباد ۵ جولائی سنہ ۲۹ء سیونی کے قیام اور لاہتا ضلع بالاگھاٹ وغیرہ کے دورے میں بسر کر کے
اوائل اگست سنہ ۲۹ء میں ہردہ ضلع ہوشنگ آباد میں تشریف لے گئے ۱۵ اگست کو ایک عام جلسہ وعظ اعلیٰ پیمانہ پر
مان پورہ کے چوک میں منعقد ہوا تقریباً چار ہزار آدمیوں کا مجمع تھا جس میں ڈیڑھ سو ہندو بھی تھے اور عورتوں کی نشست

کا انتظام بھی پشت جلسہ پر لیس ن کیا گیا تھا، موضوع تقریر حسب فرمائش بانیان جلسہ دو محاسن اسلام اور
بانی اسلام کی مقدس زندگی اور تفصیلات شہادت حضرت سید الشہدا، تھلو گھنٹہ تک تقریر جاری رہی اور
کمال توجہ سے سنی گئی اور سامعین نہایت محظوظ و متاثر ہوئے،

آرسی جکشن ۸ اگست کو آرسی پہونچکر سید فیاض الحسن صاحب سرکل انسپکٹر کے مہمان ہوئے حسینی چوک
میں جلسہ وعظ منعقد ہوا تقریباً چار سو آدمیوں کا مجمع تھا جسمیں کچھ ہندو بھی تھے اور عورتیں بھی علیحدہ
بیٹھی ہوئی تھیں موضوع تقریر عبادات و اخلاق اور اتفاق و اتحاد تھا، جس سے حاضرین بہت
متاثر ہوئے،

سہاگ پور ۱۰ اگست سنہ ۲۹ء کو سہاگ پور پہونچکر سید شریف الحسن صاحب نجر کے مہمان ہوئے اور
اسی شب کو ۹ بجے حسینی چوک میں جلسہ وعظ منعقد ہوا تقریباً تین سو آدمیوں کا مجمع تھا موضوع تقریر تعلیم کے
فوائد اور اتفاق و اتحاد کی ضرورت اور مسلمانوں کی غفلت تھا ڈیڑھ گھنٹہ تک تقریر جاری رہی جو کمال
توجہ سے سنی گئی، دوسرے روز منفرز نبر مان کے دولتخانہ پر مجلس عزا منعقد ہوئی جسمیں اتباع رسول کے فوائد
و مصائب بیان کیے گیے

گاڈروارا ضلع نرسنگپور ۱۲ اگست کو گاڈروارا پہونچکر جناب سید لقا حسن صاحب کے مہمان ہوئے اور چھ روز کے قیام
میں تین جلسہ وعظ کے منعقد ہوئے پہلا جلسہ بعد نماز جمعہ منعقد ہوا جسمیں خلقت حضرت آدم اور صفات نبی اور
اخلاق انبیا کو بیان کیا دوسرا جلسہ اسی مسجد میں بعد جمعہ منعقد ہوا جسمیں خلقت حضرت آدم اور خلقت نور
محمدی اور عصمت انبیا پر روشنی ڈالی تیسرا جلسہ ڈاکٹر محامد حسین صاحب کی طرف سے منعقد ہوا جسمیں حدیث شریف
حسین منی و انا من الحسین کی تشریح فرمائی، تمام تقریریں کامل توجہ سے سماعت کی گئیں اور نہایت مؤثر ہوئیں
اور تمام مسلمانوں کو بوجہ بارش علم جلسہ نہ ہو سکنے کا افسوس رہ گیا،

سہاگ پور کی واپسی دوران قیام میں جناب عبد السلام صاحب ایس ڈی ای او نے ۱۲ اگست کی محفل میلاد
کے لیے باصرار طلب کیا جناب واعظ ۱۸ اگست کو سہاگ پور واپس ہو کر حسب سابق سید شریف الحسن صاحب
کے مہمان ہوئے شب کو محفل میلاد منعقد ہوئی جس کے لیے جناب واعظ کے علاوہ مولوی جمیل الدین صاحب جبلپوری
اور مولوی عبد الحسین صاحب فردوسی اور مولوی نرکس صاحب ساگری بھی بلائے گئے تھے سیرت نبوی موضوع تقریر

تھا ایک گھنٹہ تقریر کا وقت پا گیا اور مولوی عبدالحسن صاحب کے بعد جناب واعظ کی باری آئی آپکی تقریر نے
بہت گہرا اثر ڈالا مگر وقت کے ختم ہو جانے سے تقریر کو ختم کرنا پڑا لیکن پبلک کی خواہش اور صدر جلسہ کی فرمائش سے
مولوی نرگس صاحب کے بعد پھر جناب واعظ اسٹیج پر آئے اور ڈیڑھ گھنٹہ کامل پھر تقریر کرنا پڑی جس سے سامعین
بہت متاثر ہوئے اور دوسرے روز خاص جناب واعظ کی وعظ کا اعلان ہو، حسینی حویلی بیرون کوتوالی کے سامنے جلسہ منعقد ہوا،
موضوع تقریر توحید اور شان نبوت اور پردہ نسواں کے فوائد اور بے پردگی کے معائب تھا دو گھنٹہ تک تقریر
جاری رہی جس سے سامعین بہت متاثر ہوئے

ہرن ضلع ہوشنگ آباد کی روانگی ۔ ۲۰ اگست کو سہاگ پور سے ہرن پہونچکر شمل سابق جناب سید سخاوت
حسین صاحب ناظم ہرن کے مہمان ہوئے ۲۱ اگست کی شب کو باوجود شہر سے دور ہونے کے ہزاروں کا مجمع تھا
جسمیں بہت سے معزز عہدہ دار بھی شامل تھے دو گھنٹہ تک مسئلہ نبوت اور اخلاق محمدی اور نور محمدی پر تقریر ہوتی
رہی جس سے تمام حاضرین نہایت محظوظ و متاثر ہوئے،

نرسنگپور ۲۵ اگست کو ہرن سے روانہ ہوکر ۲۶ اگست ۲۹ء کو نرسنگپور پہونچکر جناب سید غلام حسین صاحب
وکیل ریاست کے مہمان ہوئے چھ روز کے قیام میں دو جلسہ وعظ کے منعقد ہوئے جنمیں مسئلہ خیر و شر و عبادات و عدل
جناب باری تعالیٰ اور اخلاق و عادات حضرات معصومین اور آیات سورہ دہر سے شان اہلبیت کو واضح کیا جس
سے حاضرین نہایت محظوظ و متاثر ہوئے، اور ان دونوں جلسوں کے بعد جناب واعظ حسب الطلب جناب غضنفر علیشاہ
صاحب سیلو تشریف لے گئے،

جناب مولوی فضل علی صاحب واعظ نارووال و سیالکوٹ وغیرہ میں،

جناب ممدوح نے ۶ جولائی ۲۹ء سے آخر ماہ مذکور تک جن جن مقامات کا دورہ کیا ہے اسکی تفاصیل حسب ذیل ہیں۔
نارووال ضلع ۶ جولائی کو گوجرانوالہ سے روانہ ہوکر خیر اللہ پور رہتے ہوئے ۷ جولائی کو نارووال پہونچکر جناب [illegible]
سیالکوٹ تاجر پارچہ کے مہمان ہوئے اور پانچ روز کے قیام میں تین جلسہ وعظ کے بتفصیل ذیل منعقد ہوئے
پہلا جلسہ ۸ جولائی سے مختلف حضرات بغرض ملاقات تشریف لا کر مختلف سوالات پیش کرکے اطمینان
بخش جواب پاتے رہے دوپہر کو محمد وارث صاحب تاجر چوب نے دعوت کی دس بجے شب کو ماسٹر نور الحسن صاحب
کے دولتخانہ پر مجلس وعظ منعقد ہوئی پورے مجمع کیلئے مکان کافی نہ ہوا لوگ دوسرے کوٹھوں پر اور گلیوں میں کھڑے ہو کر

ہوئے موضوع تقریر تعیین اہلبیت تھا سامعین نہایت متاثر ہوئے،

دوسرا جلسہ ۹ جولائی کو مغربی دروازہ کے قریب کھلے میدان میں جلسہ عام منعقد ہوا حسینی ہر فرقہ اور ہر مذہب کے آدمیوں کو خصوصیت کے ساتھ بلایا گیا تھا مجمع بہت کافی تھا موضوع بیان صدق پیغمبر اسلام تھا سامعین نہایت مستفید و مستفیض و متاثر ہوئے،

تیسرا جلسہ ۱۱ جولائی کو منادی کے ذریعہ عام وعظ کا اعلان کیا گیا مغربی دروازہ کے قریب جلسہ کا انتظام تھا عین مغرب کے وقت اگرچہ آندھی کے آجانے سے اُمید کے موافق مجمع نہیں ہوا لیکن پھر بھی اچھا خاصہ تھا موضوع تقریر سر درانبیا او اخلاق ائمہ کا مت پر اثر تھا۔ یہ تقریر بھی کافی اثر سے روشناس ہوئی،

نارووال کی انجمن باہمی نااتفاقی اور کام کرنے والوں کی کمی سے ختم ہوگئی تھی جناب واعظ کی کوششوں سے از سر نو قائم ہوگئی اور مفید کارکنوں کا انتخاب ہو گیا جماعت کی نماز بہت بڑے مجمع کے ساتھ پڑھی گئی اور آخری مجلس میں جناب منشی نور حسن صاحب نے جناب واعظ و جناب سرکار نجم العلماء کا شکریہ ادا کرکے دوام مدرسہ اور سرکار ممدوح کے طول عمر کی دعا کی،،

سیالکوٹ ۱۲ جولائی کو سیالکوٹ پہونچکر منشی عبداللہ صاحب و منشی علی محمد صاحب کے مہمان ہوئے اور ۱۳ جولائی کو ایک مختصر جلسہ وعظ منعقد ہوا موضوع تقریر بعض کتب حدیث اور قرآن کا تصادم تھا جو بہت توجہ سے سنا گیا،

پٹھان کوٹ ۱۴ جولائی کو گجرانوالہ واپس ہوکر ۱۶ جولائی کو پھر سفر کا سامان درست کیا اور لاہور میں ڈپٹی غلام حسین صاحب کے یہاں ایک مجلس پڑھتے ہوئے ۱۹ جولائی کو پٹھان کوٹ پہونچکر جناب لک شاہ صاحب کے مہمان ہوئے اور اسی روز شارع عام پر جلسہ عام کا اعلان کیا گیا حضرت اہلسنت کے بعض علماء بھی باوجود سنی شیعہ نفاق اُدو کے جانے کے جلسہ میں شریک ہوئے اور تقریر کو بہت غور سے سنکر متاثر ہوئے موضوع تقریر پیغمبر اسلام اور آپکا طریقہ تبلیغ اور نرم لب لہجہ میں اعتراضات کے جوابات تھا جس پر چودھری گنڈا صاحب نے نہایت مسرت کا اظہار اور مدح سرائی کی، دوسرے روز پھر اسی مقام پر جلسہ عام کی منادی ہوئی آج کے جلسہ میں برادران اہلسنت کی تعداد بہت کافی تھی اور مولوی خیرالدین صاحب بھی تشریف فرما تھے لیکن باوجود جناب واعظ کی موقع دہی کے کسی کو اعتراض کرنے اور جناب واعظ کے جوابات پر اُنکو ٹوکنے کی جرات نہیں ہوئی اور سامعین بہت اچھا اثر

لیکر اٹھے اور جو کشمکش شیعوں کی ساتھ تھی اسمیں کمی اور باہمی لطف کے آثار نظر آنے لگے،
گرداسپور ۲۲ جولائی کو گرداسپور پہونچکر جناب شیخ محمد حسین صاحب کے مہمان ہوئے منادی کے ذریعہ جلسۂ عام کا اعلان ہوا موضوع تقریر اسلام کی سچائی تھا برادران اہلسنت اگرچہ بہت کم شریک ہوئے مگر جو شریک ہوئے وہ بہت محظوظ و متاثر ہوئے

گجرانوالہ کی واپسی ۲۴ جولائی کو گجرانوالہ پہونچکر ۲۶ جولائی کو چراغ دین صاحب اہل قرآن سے مناظرہ ہوا اور شخص ثالث نے نہایت پرزور الفاظ میں جناب واعظ کے حق میں فیصلہ تحریر کیا جو مقامی اخبارات میں شائع کر دیا گیا،

ساڈھورا ایام عزا کی تعطیل ختم کر کے ۱۰ اگست کو انبالہ پہونچکر جناب آغا حسین صاحب وکیل کے مہمان ہوئے مگر جناب راجہ منظور حسین صاحب کے اصرار سے مجبور ہو کر انبالہ کے قیام کو واپسی پر ملتوی کر کے ۱۱ اگست کو سالانہ مجالس کے لیے ساڈھورہ جانا پڑا اور ۱۲ اگست تک مجالس کا سلسلہ جاری رہا پہلی مجلس اسلامیہ بورڈنگ ہاؤس میں کمال نظم کے ساتھ منعقد ہوئی برادران اہلسنت بھی شریک تھے موضوع تقریر اہلبیت اور قرآن مجید تھا دوسری مجلس ۱۳ اگست کو شب کے وقت اعلیٰ پیمانہ پر ہوئی مسلمانوں کے علاوہ ہندو بھی شریک تھے عورتوں کی علیحدہ مجلس بڑے انتظام سے تھا موضوع تقریر گذشتہ بیان کا بقیہ تھا جو نہایت موثر ہوا اور مجلس بحیثیت مجلس عزا نہایت کامیاب رہی ،

۱۴ اگست کو تعزیہ اور ذوالجناح نکالا گیا جس کے ساتھ دو مقام پر جناب واعظ نے سرراہ مجمع عام میں شہادت مظلوم کربلا اور آپ کے اصحاب کی عبادت کا تذکرہ اور متعدد مقامات پر مولوی اعجاز حسین صاحب مدرس اسلامیہ ہائی اسکول نے تقریر فرمائی،

شملہ ۱۵ اگست صبح آٹھ بجے شملہ پہونچکر جناب ظفر حسین صاحب کے مہمان ہوئے ۱۸ اگست کو حضرات اہلسنت نے سیرت کمیٹی کی طرف سے جلسہ عام منعقد کیا جس کے تین اجلاس ۱۱ بجے سے ڈیڑھ بجے تک اور تین بجے سے ساڑھے پانچ بجے تک اور نو بجے شب سے ۱۱ بجے تک منعقد کیے گئے پہلے اجلاس میں جناب واعظ نے پیغمبر اسلام کی تبلیغ کے موضوع پر تقریر فرمائی جو نہایت دلچسپی سے سنی گئی اور کافی اثر سے پرشاں ہوئی جسے دیکھکر جناب صدر جلسہ نے پسندیدگی اور مسرت فرمائی اور چونکہ وہ کسی ضرورت سے تشریف لیے جا رہے تھے لہذا جناب واعظ کو باصرار تمام

قائم مقام کر گئے، دوسرے جلسہ میں مولوی ثناء اللہ اور مولوی عبدالمجید صاحب قرلبنی کی تقریریں ہوئیں
تیسرے جلسہ میں پہلے جناب مولوی ثناء اللہ صاحب تقریر فرمانے والے تھے مگر لوگوں کے اصرار
سے اس جلسہ میں بھی بجائے مولوی صاحب ممدوح کے جناب واعظ ہی کو تقریر کرنا پڑی......

......جسکا موضوع جلسہ اوّل سکے بیان کی تکمیل تھی، یہ تقریر پہلی تقریر سے بھی زیادہ موثر ہوئی
اور جناب واعظ ۲۰ اگست کو لداخی محلہ میں تبتی حضرات کے امام باڑہ میں ایک مجلس پڑھ کر حضرات اہلسنت میں کافی
اثر چھوڑ کر روانہ ہو گئے،

انبالہ ۲۱ اگست کو شملہ سے روانہ ہو کر انبالہ تشریف لے گئے اور باوجود کسل سفر چودھری ... مومنین انبالہ
کے اصرار سے ۲۲ اگست کو شب کے وقت محفل میلاد شریف میں تقریر فرمائی موضوع تقریر آنحضرت کی ولادت اور
آپکی سیرت تھا جو کافی سے زیادہ توجہ سے سنا گیا،

پنڈی بھٹیاں ۲۳ اگست کو گجرانوالہ واپس ہو کر تین روز وہاں تشریف فرما رہے اور ۲۷ اگست کو وہاں سے روانہ ہو کر
قبل مغرب منزل مقصود پر پہونچگئے ۲۸ اور ۲۹ اگست کو جامع مسجد میں دو وعظ ہوئے مجمع مشترک تھا موضوع بیان اہلبیت
اور تبلیغ اسلام،، تھا جو کافی توجہ سے سنا گیا، دوران قیام میں ایک صاحب نے غیبت امام عصر کے متعلق کچھ
اعتراضات پیش کیے اور بعض حضرات نے خلافت کے بارہ میں کچھ سوالات پیش کیے اور بعض حضرات نے رسالہ الحافظ کے
ایک مضمون کو پیش نظر لیکر قرآن مجید کے متعلق کچھ سوالات پیش کیے جنکو اطمینان بخش جوابات دیدیے گئے اور مصالح
غیبت امام اور تاریخی واقعات سے خلافت کی خرابیاں اور اہلبیت کو کمزور کرنے کے سیاسی ذرائع اور مضمون الحافظ
کی صحت کی وجہ اور اس سے کسی اعتراض کے واقع نہ ہونے کے اسباب سمجھا دیے گئے اور وہاں سے گجرانوالہ واپس آگئے

جناب مولوی اظہار الحسین صاحب مبلغ ضلع ہزاری باغ میں

ممدوح ۱۵ جولائی سنہ ۲۹ء کو ہزاری باغ پہونچکر جناب سید اصغر حسین صاحب تہیا وری ڈاکٹر مولیشیاں
کے مہمان ہوئے اور ۲۲ جولائی تک وہاں تشریف فرما کر تبلیغی مساعی میں مصروف رہے، یہ ضلع بہت کچھ اصلاح تبلیغ
کا محتاج ہے اور یہاں ایک مستقل مبلغ کے قیام کی ضرورت ہے اور تعلیمی حالت نہایت ناقص ہے جہالت غالب ہے
تاہم جناب واعظ کی کوششوں سے بہت سے لوگ بیدار ہو گئے اور چار جلسہ وعظ کے ۱۸، ۱۹، ۲۱، ۲۲ جولائی
کو ہزاری مسجد اور مسجد بکوہ کے متصل حضرات اہلسنت کی طرف سے منعقد ہوئے جنمیں مبحث توحید نبوت اور ولادت

زکوٰۃ کا تذکرہ موضوع بیان رہا۔ سامعین نہایت محظوظ و متاثر ہوئے،

چھترہ ضلع ہزاری باغ ۲۹ جولائی سنہ ۳۰ کو چھترہ پہونچکر مدرسہ فیض الغربا میں قیام پذیر ہوئے اور ۳۱ جولائی تک اس قیام پذیر رہکر تبلیغی کوششوں میں مصروف رہے یہاں بھی اگرچہ جہالت غالب ہے لیکن ہزاری باغ کی سی حالت نہیں ہے بعض لوگوں کو علمی شوق بھی ہے ایک مدرسہ بھی ہے جو چندہ سے قائم ہے اخلاقی و مذہبی حالت بھی بہت غنیمت ہے مالی حالت بھی زیادہ خراب نہیں ہے مسجدیں بھی متعدد ہیں جناب واعظ کے دوران قیام میں چار جلسہ وعظ کے جامع مسجد میں منعقد ہوئے جسمیں جناب واعظ کی تقریریں کافی توجہ سے سنی گئیں اور موضوع تقریرات حقانیت اسلام، اعجاز انبیا، نماز، روزہ، تجارت، زراعت، توحید، نبوت وغیرہ وغیرہ رہے جس سے سامعین بہت متاثر و محظوظ ہوئے اور جناب مولانا رحمۃ اللہ صاحب مدرس اعلیٰ سے بھی بعض اختلافی مسائل پر گفتگو ہوتی رہی جن سے باوجود دعائے علم بے خبر تھے صحیح بخاری کے دکھا دینے کے بعد متعجب ہو گئے اور تحقیق کا وعدہ فرمایا،

چترپور ۱۲ اگست کو چھترہ سے چترپور پہونچکر جناب مولوی عبد المجید صاحب کے مہمان ہوئے یہاں جہالت غالب ہے مگر اخلاقی حالت غنیمت ہے، مذہب کی طرف بھی فی الجملہ توجہ ہے جناب واعظ ایک ہفتہ تک یہاں مقیم رہکر تبلیغی کوششوں میں مصروف رہے، پرائیوٹ گفتگو میں بھی ہوتی رہیں اور جلسہ وعظ کے بھی ۵ر اور ۹ اگست کو منعقد ہوئے جسمیں سے پہلے جلسہ میں مدرسۃ الواعظین کا تعارف اور اپنے آنے کی غرض بیان کر کے نماز کی فضیلت اور اسکی تاکید پر تقریر کی اور دوسرے جلسہ میں حقانیت اسلام اور قرآن مجید کی فضیلت موضوع بیان تھا جس سے سامعین بہت محظوظ و متاثر ہوئے،

رانچی ۱۰ اگست کو یہاں پہونچکر جناب مولوی غلام زین العابدین صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ ساکن حسین گنج ضلع سارن کے مہمان ہوئے یہاں وہ ہر اہل کی کوششوں کے اثر سے امسال عشرہ محرم میں تین مجلسیں روزانہ ہوا کیں اور بعض سال بھر بھی ماہانہ مجلسیں ہوتی رہتی ہیں اور ایک جلسہ بیان تفسیر قرآن کا بھی ہر یکشنبہ کو منعقد ہوا کرتا ہے چنانچہ ۱۱ اگست کو جلسہ تفسیر قرآن میں شرکت ہوئی جسمیں ۱۷ اگست کو ایک عام جلسہ میلاد کی رائے قرار پائی اور ۱۲، ۱۳، ۱۵ اگست کو ماہانہ مجلسوں میں شرکت کرنا پڑی ۱۶ اگست کو مسجد جامع میں نماز و وعظ ہوئی، ۱۷ اگست کو ۱۸ اگست کے جلسہ میلاد کے اشتہار تقسیم ہوئے اور موعودہ جلسہ منعقد ہوا جسمیں جناب واعظ کے لئے دنیا کو بعثت رسول سے کیا فوائد پہونچے کا موضوع تقریر قرار دیا گیا جسے جناب واعظ نے اس حسن و خوبی سے بیان کیا کہ تمام سامعین نے متاثر ہو کر مقررہ وقت دو ایک گھنٹہ کے ختم ہو جانے پر بھی تقریر جاری رکھنے کی خواہش کی اور آپکو آدھ گھنٹہ اور بیان کرنا پڑا اور سامعین

کا اشتیاق کم نہ ہوا، اور اسی دن سہ پہر کو جناب سید فخر الدین صاحب کے یہاں جلسۂ میلاد میں بیان کرنا پڑا، آخر
وقت بہت تنگ تھا مگر آپنے اسی تنگ وقت میں مختلف عبارات سے رسول کی ضرورت و تمام انبیاء کا آنا اور
ہر زمانہ کے موافق معجزات کا دکھانا اور بالآخر آنحضرت کا آنا قرآن مجید کا اعجاز ایسے عنوان سے بیان کیا کہ تمام مجمع
دنگ ہو گیا اور ہر شخص متاثر و محظوظ نظر آیا،

ڈونڈا ضلع رانچی یہ مقام رانچی سے ۴۰-۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے وہاں بھی اسی تاریخ (۱۸) اگست بعد نماز مغرب
جلسۂ وعظ منعقد ہوا اور پورا وقت جناب واعظ ہی کو دیا گیا ممدوح نے انبیاء سابقین کے مختصر حالات بیان
کرتے ہوئے اس امر کو واضح کر دیا کہ اگر ہم ان زمانوں میں سے کسی زمانہ میں ہوتے تو ہمیں اس زمانہ کے نبی پر ایمان
لانا اور ان کی کتاب و شریعت پر عمل کرنا واجب و لازم تھا اسی طرح اگر دیگر خدا کی کتابیں ان لیے جاتیں تو انکے
نزول کے وقت ہمیں انپر بھی عمل کرنا واجب تھا مگر حسب مصالح وقتیہ کے لحاظ سے ان کتابوں اور شریعتیں متغیر و تبدل
ہو گئیں تو دیگر کس شمار میں ہیں اب رہا قرآن مجید تو اسکی حقانیت بھی اسیطرح ثابت ہے جس طرح دیگر کتب و
صحف انبیائے سابقین کی حقانیت ثابت ہے اگلی کتابیں اور شریعتیں صرف اسی زمانہ کی مصلحتوں کے
موافق تھیں جو تغیر مصلحت سے متغیر ہوتی رہیں اور قرآن زمان نزول سے لیکر قیام قیامت تک کی مصلحتوں کے
موافق ہے اور اس لیے اسکے احکام بھی دائمی اور لازوال ہیں یہ تقریر نہایت مستحکم دلیلوں سے مدلل تھی،
مجمع جسکی تعداد تخمیناً دو اور تین ہزار کے مابین تھی ہمہ تن گوش ہو رہا تھا،

الحق یعلو ولا یعلیٰ

جناب سید محمد حسنین صاحب کی نا کردن مجلس منعقدہ ڈونڈا میں ۱۳ اگست کو آیات قرآن مجید سے
فضائل اہلبیت بیان کرتے ہوئے یہ امر واضح کیا گیا تھا کہ قرآن مجید کے موجودہ اعراب و مقامات وقف جامع قرآن
کے زمانہ میں نہیں لگائے گئے یہ بعد کا اضافہ ہے جسکی وجہ سے بے انتہا زحمت کا سامنا کرنا پڑا اور بہت سے نزاعی
مسائل مابین فرق اسلامیہ پیدا ہو گئے یہ تقریر اگرچہ با فہم حضرات کے حلقہ میں بہت توجہ سے سنی گئی اور حد سے
زیادہ قابل مدح قرار پائی لیکن بعض حضرات نے اسکو انتہائے تعجب سے سماعت فرما کر ثبوت کا مطالبہ کیا چونکہ جناب
واعظ کے ساتھ کتابیں تصنیف اور وہاں کوئی کتب خانہ بھی ایسا نہ تھا جہاں سے کوئی کتاب اس موضوع مل سکے
لیکن جو بندۂ یابندہ دریافت کرتے کرتے ایک صاحب کے پاس کتاب کشاف العدنی کا پتہ معلوم ہوا جسکے دیکھنے

ہے معلوم ہوا کہ سب سے پہلے ابو الاسود دؤلی نے ۲۹ سنہ ہجری اس عنوان سے نقطے لگائے کہ جس لفظ کے ادا کرنے میں منہ کھل جائے اسپر نقطہ اور جس حرف کے ادا کرنے میں آواز نیچی ہو اسکے نیچے ایک نقطہ اور جسکے ادا کرنے میں منہ گول ہوجائے اسکے برابر ایک نقطہ ہو بن نقطے سو برس تک اعراب کا کام دیتی رہی پھر سنہ ۱۶۰ ہجری میں خلیل بن احمد نحوی نے زیر زبر پیش کی موجودہ علامتیں ثبت کیں

یہ کتاب ان حضرات کو دکھا کر ان کی تسکین کر دی گئی،

۲۴ اگست کی مجلس میلاد شریف اس مجلس میں تمام اکابر و عمائد تشریف فرما تھے مجمع بھی بے انتہا تھا جناب واعظ کو بوجہ بارش کسیقدر تاخیر ہوگئی اس وجہ سے جناب حفیظ الحسن صاحب نے تقریر شروع کر دی اور دو نے دو گھنٹے تک بیان کرتے رہے جسکے بعد جناب واعظ مجبور کیے گئے اور ممدوح نے صرف ۱۵ منٹ کی تقریر میں آنحضرت کی معراج اور آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے کو ایسے لطیف و شائستہ عنوان سے بیان کیا کہ تقریر سابق کا اثر کلیتہً محو ہوگیا،

کھونئی سب ڈویژن ارکی ۲۶ اگست کو جناب واعظ مع جناب مولوی حفیظ الحسن صاحب مبلغ امارت شرعیہ پھلواری شریف کھونئی تشریف لیجا کر جناب منشی محمد نعیم صاحب و جناب طیب حسین صاحب کے مہمان ہوئے ۲۸ کو مجلس وعظ منعقد ہوئی جسمیں نماز کی تاکید اور اتحاد و اتفاق کی خوبی بیان فرمائی،

دوران قیام میں علاوہ مجالس مواعظ کے پرائیوٹ طور پر بھی اکثر عمائد و اکابر اور باقہم حضرات سے مبادلہ خیالات و گفتگو ہوتی رہی اور مختلف قسم کے سوالات پیش ہوئے جسکے اطمینان بخش جواب دیے گئے نتیجہ یہ ہوا کہ تین شخصوں نے راہ حق اختیار کی اور پانچ چھ آدمی غور و فکر میں مصروف ہیں اور امید ہے کہ وہ بھی صراط مستقیم کے رہرو بن جائینگے، مدرسہ کی خبر ہر شخص کے کانوں تک پہونچ گئی بعض حضرات نے الواعظ و مسلم ریویو کی خریداری منظور فرمائی انجمن معین الواعظین قائم ہوگئی جسکے لیے آٹھ روپیہ ماہوار کا چندہ بھی مقرر ہوگیا اور بابت اگست وصول بھی ہوگیا،

جناب واعظ کی یہ محنتیں اور کاوشیں ان کو بزور شکریہ کا مستحق ثابت کر رہی ہیں اور ہم انکے مساعی جمیلہ پر تہ دل سے انکی خدمتمیں مبارکباد پیش کرتے ہیں،

(ناچیز)

(مدیر)

مقالہ

محترم سلسلۃ الذہب

فیما

وقع فی شہر الرجب

يسئلونك عن الشهر الحرام قتال فيه قل قتال فيه كبير

ارشاد رب العزت ہے، اے پیغمبر! تم سے محترم مہینوں میں لڑائی کی بابت سوال کرتے ہیں کہہ دو کہ ان مہینوں میں لڑنا گناہ کبیرہ ہے۔

سیرت نبوی دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ کفار عرب نے آنحضرت سے مختلف مواقع پر چند سوال کیے ہیں اور یہ آیہ دستہ الہدایہ انھیں آیات میں سے ہے چنانچہ ابن عباس کا بیان ہے:-

ما كان قوم اقل سوالا من امة محمد سئلوا عن اربعة عشر حرفا فاجيبوا (لوامع التنزیل صفحہ ۳۲)	کوئی قوم ایسی نہ تھی جس کے سوالات امت محمد سے کم ہوں ان کی پوچھی ہوئی باتیں صرف چودہ ہیں جس پر مجاب ہوئے،

کتب تفسیر میں سوالات جن کا آغاز یسئلونک سے ہوا ہے درج ہیں ہم انکی تفصیل کرنا نہیں چاہتے عرب نے معاشرتی اور تمدنی اور تاریخی امور میں سوال پر سوال کر کے معلومات بہم پہنچانا چاہتے ہیں استفسارات میں شہر حرام کی جنگ کا مسئلہ بھی تھا جسے زیر بحث لائے ہوئے تھے قل قتال فیہ کبیر کے جواب التعمیل حکم نے ان مہینوں میں جہاد کو گناہ کبیرہ بتا دیا،

مشہور ہے کہ جاہلیت میں عرب قبل بعثت حضرت ختمی مرتبت جنگ و جدال سال کے چار مہینوں میں حرام سمجھتے تھے لیکن ارباب تحقیق کے اقوال دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ رسم دنیا میں ابتدائے حضرت آدم کے عہد سے جاری ہے اور بعض عصر خلیل یعنی حضرت ابراہیم کے وقت سے اس رسم کی ابتدا بتاتے ہیں اور پابندی کی حد یہاں تک پہونچی تھی کہ:-

لو ان رجلاً لقی قاتل ابیہ او اخیہ لم یتعرض لہ بسوء (لوامع)	اگر کوئی مرد اپنے باپ یا بھائی کے قاتل کو پاتا تھا تو اس سے بدی کے ساتھ پیش نہ آتا تھا،

اس سے صاف ظاہر ہے کہ قدیم الایام سے شہر حرم محترم مہینے سمجھے گئے ہیں اور وہ عرب جنہیں تعلیم کا جوش نسلیں گذرنے کے بعد بھی نہ آیا تھا ان مہینوں کو اتنا محترم سمجھتے تھے کہ باپ اور بھائی کے قاتل کو سزا دیئے بغیر چھوڑ دیتے میرے نزدیک اس سے زیادہ عظمت و وقار کی دوسری دلیل نہیں ہو سکتی،

غیبت امام میں جہاں بہت سی چیزوں سے ہم محروم ہیں ان کے حکم بھی ہم سے متعلق نہیں ہیں اسلئے کہ شرائط جہاد مفقود ہیں لیکن بہر حال اتنا تو ضرور ہے کہ ان مہینوں کی معرفت حاصل کریں اسی مقصد کو کامیاب بنانے کے لیے ناچیز نے رسالۃ الذہب میں از جملہ اشہر حرم ماہ رجب کے چالیس سے زیادہ تاریخی اور مذہبی واقعات بطور فہرست بیان کیے تھے تاکہ اہل قلم ان مجملات کی تفصیل پر متوجہ ہوں چنانچہ میرے محترم دوست فاضل جلیل مولانا مجتبیٰ حسن صاحب فاضل قم نے گذشتہ سال مسجد کوفہ کے ربیع ان کو موضوع قرار دیکر قلم اٹھایا تھا ان شاء اللہ الرحمن مجھے توقع ہے کہ آئندہ باقی فہرست کی تفصیل پر توجہ دی جائے گی اس نمبر میں رجب کے تشریعات اور فہرست و واقعات کو ختم کر دینا چاہتا ہوں رجب وہ مہینہ ہے جسکے متعلق اہل فضل و کمال نے مستقل کتابیں لکھی ہیں چنانچہ

فضائل رجب کی قدیم کتب

علامۃ العلماء ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی کے رشحات اقلام کا نتیجہ ہے جسکی تدوین کا تذکرہ آپ نے اپنے بعض تو الیف میں فرمایا ہے:-

حدثنا محمد بن الحسن قال حدثنی الحسن بن الحسین بن عبد العزیز بن المهتدی عن سیف بن المبارک	خبر دی ہم کو محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا حسن بن حسین بن عبد العزیز بن مہتدی نے سیف

بن يزيد مولى ابي الحسن موسى عن ابيه عن ابي
الحسن ع ان نوحا ركب السفينة اول يوم
من رجب فذكر الحديث مثله سواء وقد اخرجته
بتمامه في ثواب صوم رجب في كتاب فضائل رجب

(الخصال)

(ج ۲ صفحہ ۹۳)

پسر مبارک بن یزید غلام ابی الحسن موسیٰ نے اپنے باپ سے
اور انھوں نے حضرت امام رضا سے فرمایا اور حضرت نے کہ
بالتحقیق نوح یکم رجب کو کشتی پر سوار ہوئے اور اس حدیث کو بھی
مثل حدیث سابق کے ذکر کیا اور پوری روایت میں نے بیان کی ہے
اسے میں نے روزہ رجب کے ثواب میں کتاب فضائل رجب میں
خارج کیا ہے"

اس سے واضح ہے کہ یہ موضوع اس قدر عظیم الشان تھا کہ ہمارے محدثین کرام اس پر بہت پہلے قلم اٹھا چکے ہیں لیکن افسوس ہے کہ امتداد زمانہ نے ان پاک کتبوں کو معدوم کر دیا انھیں افراد کے تصانیف کا تتبع ہمارا کام ہے ابتدائے کلام میں کچھ فضائل رجب کے بیان کئے جاتے ہیں

رجب کی عظمت کرنیوالے شوکت شاہانہ میں

عن الصادق ع اذا كان يوم القيامة نادى
مناد من بطنان العرش اين الرجبيون فيقوم اناس
يضيء وجوههم للجمع على رؤسهم تيجان الملك مكللة
بالدر والياقوت مع كل الف ملك عن يمينه
والف ملك عن يساره كلهم يقولون هنيئا لكم كرامة الله
يا عباد الله فيأتي النداء من عند الله جل جلاله عبادي
وامائي وعزتي وجلالي لاسكننكم احسن مسكن

ذخائر المعاني في غرائب المعاني للشيخ عبد الله
بن صالح البحراني السماهيجي

امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جب روز قیامت ہوگا تو عرش
کی طرف سے ایک منادی ندا کریگا کہاں ہیں رجبی لوگ پس کھڑی
ہوگی ایک جماعت جو میدان حشر کو اپنے نور سے چمکا دیگی انکے
سروں پر تاج شاہی ہونگے جس میں موتی اور یاقوت ٹکے ہونگے
اور ہر ایک کے ساتھ ہزار ملک ہونگے داہنے طرف ہزار بائیں
طرف سب پکارتے ہونگے کہ اے بندہ خدا تجھکو گوارا ہو
رحمت الٰہی پس فرمائیگا خدائے برتر اے میرے بندو
اور میری کنیزو مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم تمہیں بہترین
مکانوں میں ساکن کر دونگا،

ثابت ہوا کہ رجب کا احترام کرنیوالے سروں پر تاج لیے ہوئے ملائکہ کے گرد میں مبارکباد کی صدائیں سنتے ہوئے شاہانہ انداز سے نکلیں گے"

رجب کا احترام اور طاقت پرواز

یوں تو مطولات میں ماہ رجب کے صیام اور صائمین کے فضل و شرف علماء نے خوب بیان کی ہیں لیکن ہم نے ان تمام اخبار میں بلند تر شرف منتخب کیا ہے جو بلحاظ اصل طویل حدیث نبوی کا ایک جزء ہے،

من صام من رجب ایاماً عشرة جعل الله له جناحین اخضرین منظومین بالدر والیاقوت یطیر بهما علی الصراط کالبرق الخاطف الی الجنان وبدل الله سیئاته حسنات وکتب من المقربین القوامین بالقسط فکانه عبد الله الف عام صابراً قائماً محتسباً

(معالم الزلفی فی النشأة الاخری)

(صفحہ ۹۴)

جو رجب میں دس دن روزہ رکھے قرار دے گا خدا اسکے لیے دو پر سبز جنمیں یاقوت اور موتی جڑے ہونگے وہ انسے صراط پر پرواز کرے گا مثل برق جہندہ کے جنت تک اور خداوند عالم اسکے گناہوں کو نیکیوں سے مبدل فرمائیگا اور اسے ان تقرب یافتہ لوگوں میں لکھے گا جو ہر کہ عدالت پر قائم ہیں گویا کہ اسنے خدا کی ہزار برس عبادت کی درآنحالیکہ وہ صابر تھا اور قائم تھا اور طالب ثواب تھا،

ہم سمجھتے تھے کہ اہل جنت میں منصب پرواز صرف دو ذاتوں تک محدود تھا ایک جعفر طیار سلام اللہ علیہ دوسرے حضرت ابی الفضل العباس ابن علی ابن ابیطالب صلوات اللہ وسلامہ علیہ لیکن یہ حدیث بتاتی ہے کہ صراط پر پرواز کیلئے رجب کے احترام کرنیوالوں کو پر دیے جائینگے ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء،

رجب اور اخبار ائمہ ع

کتب اخبار و احادیث کی سیر کرنیوالا اندازہ کرسکتا ہے کہ ہمارے ائمہ معصومین صلوات اللہ وسلامہ اجمعین کے حاشیہ نشین و صحبت یافتہ راوی آنحضرات سے اخبار نقل کرتے وقت بسا اوقات دن و تاریخ کا بھی تذکرہ کردیا کرتے تھے چنانچہ ہمارے پیش نظر بکثرت وہ اخبار ہیں جو اسی ماہ رجب میں نقل کیے گئے ہیں از انجملہ ایک خبر اس جگہ درج کیجاتی ہے جسمیں التماہن کا تذکرہ ہے،

حدثنا حمزة بن محمد بن حمزة بن احمد بن جعفر بن محمد بن زید بن علی بن الحسین بن علی

خبر دی ہمکو حمزہ بن محمد بن حمزہ بن احمد بن جعفر بن محمد بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ع

ابی طالب علیہم السلام تقیمو فی رجب سنة تسع وثلثین وثلثمائة قال الخبرنی علی بن ابراہیم بن ہاشم فیما کتب الی سنة سبع وثلثمائة قال حدثنی یاسر الخادم قال کان الرضا اذا خلا جمع حشمه کلهم عنده الصغیر والکبیر فیحدثهم ویانس بهم ویؤنسهم وکان علیه السلام اذا جلس علی المائدة لا یدع صغیرا ولا کبیرا حتی السائس والحجام الا اقعده معه علی مائدته۔

(عیون الاخبار)

نے رجب ۳۳۹ھ میں کہا انھوں نے خبر دی مجھے علی بن ابراہیم بن ہاشم نے اس کتابہ میں جسے انھوں نے ۳۰۷ھ میں مجھے لکھا تھا کہا انھوں نے بیان کیا مجھ سے یاسر خادم نے کہ امام رضا جب تخلیہ میں ہوتے تھے تو اپنی تمام خدام و حشم کو خواہ چھوٹے ہوں خواہ بڑے سب کو جمع کرتے تھے اور ان سے حدیث بیان فرماتے تھے اور انسے مانوس ہوتے تھے اور مانوس فرماتے تھے اور جب وہ حضرت دسترخوان پر بیٹھتے تھے تو ہر بڑے اور چھوٹے کو یہاں تک کہ سواس ہونیوالے اور پچھنے لگانیوالے کو بھی اپنے ساتھ اسی دسترخوان پر بٹھاتے تھے

رجب اور شاہ خراسان

یہ امر محتاج بیان نہیں کہ افراد خاندان نبوت و رسالت درجات شہادت پر فائز ہونیکے بعد بھی بمفاد "بل احیاء" زندہ ہیں اور انکے مشاہد مقدسہ ارباب عقیدت کیلئے نہ صرف زیارتگاہ بلکہ انجاح مرام کا ذریعہ ہیں

چنانچہ علامہ جلیل شیخ ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی فرماتے ہیں

لما استأذنت الامیر السعید رکن الدولة فی زیارة مشهد الرضا ع اذن لی فی ذلک فی رجب من سنة اثنتین وخمسین وثلثمائة فلما انقلبت عنه ردنی فقال لی هذا مشهد مبارک قد زرته وسألت الله تعالی حوائج کانت فی نفسی فقضاها فلا تقصر فی الدعاء لی هناک والزیارة عنی فان الدعاء فیه مستجاب فضمنت ذلک له ووفیت به فلما عدت من المشهد علی ساکنه التحیة والسلام دخلت علیه قال لی فقلت نعم قال احسنت فقد صح لی ان الدعاء

جب میں نے امیر سعید رکن الدولہ سے زیارت مشہد امام رضا علیہ السلام کی اجازت طلب کی تو انھوں نے مجھے رجب ۳۵۲ ہجری میں اجازت دی اور جب میں ان سے رخصت ہوا تو پھر مجھکو واپس بلا کر کہا کہ یہ مشہد مبارک ہے میں بھی اسکی زیارت کر چکا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اپنی قلبی حاجتوں کا سوال کر کے کامیاب ہو چکا ہوں تو تم وہاں پہنچکر میرے لیے دعا کرنے میں اور میری جانب سے زیارت پڑھنے میں کمی نہ کرنا اس لیے کہ دعا اس مشہد میں مستجاب ہے چنانچہ میں نے وعدہ کر لیا اور اسے وفا کیا پھر جب میں مشہد سے

فی ذلک المشہد مستجاب

(عیون اخبار الرضا قلمی صفحہ ۲۶۲)

دعا اس مشہد میں مستجاب ہے“

واپس آیا اور میں کے پاس گیا تو انھوں نے مجھ سے کہا کہ خدا کی قسم تم نے مجھ پر احسان کیا اور مجھ پر ثابت ہو گیا کہ

رجب اور سواد اعظم اسلام

رجب صرف شیعی نقطۂ نظر سے مرکز فضائل ہے بلکہ عام اسلامی نقطۂ نگاہ سے بھی یہ مہینہ مذہب و ملت کی ایک یادگار ہے جیسا بعثت و معراج ایسی اسلامی عیدین اس کو وقیع بنا چکی ہیں علاوہ ان کے مخصوص حضرات اہلسنت و جماعت کے لیے بھی یہ مہینہ اُن کے بعض نامور ہستیوں کے وفات پر مشتمل ہونے کی حیثیت سے لائق تعظیم ہے اور حسب ذیل اکابر اہلسنت کی اسی ماہ میں وفات واقع ہوئی“

(۱) حسن بصری نے یکم رجب ۱۱۰ھ ہجری میں وفات پائی“

(۲) علامہ سراج الدین سکاکی کا وصال بھی رجب ۶۲۶ھ ہجری میں ہوا“

(۳) شیخ عبدالقاہر جرجانی مشہور عالم اہلسنت نے اسی رجب ۴۷۱ھ ہجری میں رحلت کی“

نہج البلاغہ اور رجب

وسیع النظر اور علم دوست افراد پر یہ امر بھی مخفی نہ ہوگا کہ بہت سی کتب دینیہ و تاریخیہ ارباب تصنیف کے ہاتھوں تنقیحات الٰہیہ سے اسی ماہ میں مکمل ہوئی ہیں جن کی فہرست بھی موجب تطویل ہے لیکن یہ کسی طرح فروگذاشت کے قابل نہیں کہ ”مولود رجب“ یعنی ماہ رجب کے پر تاثیر کلمات و خطب کا مجموعہ مقدسہ جو نہج البلاغہ کے نام سے مشہور ہے اسی ماہ مبارک میں تالیف ہوا چنانچہ مؤلف علام اپنی آخر کتاب میں فرماتے ہیں“:-

هذا حين انتهاء الغاية بنا الى قطع المختار من كلام أمير المؤمنين عليه السلام (الى ان قال) وما توفيقنا الا بالله عليه توكلنا وهو حسبنا نعم الوكيل وذلك في رجب سنة اربعمائة من الهجرة وصلى الله على سيدنا

یہ وقت امیر المومنین کے کلام منتخب کے پورا کرنے میں ہماری مراد کی انتہا کا ہے اور ہماری توفیق کا انحصار خدا ہی کی ذات پر ہے اسی پر ہم نے بھروسہ کیا اور وہی ہمارے لیے کافی اور بہترین کارپرداز ہے اور یہ رجب ۴۰۰ھ میں ہوا اور رحمت اللہ کی سیدنا محمد پر جو رسولوں کے خاتم

محمدؐ نبی الرسول الہادی الی خیر السبل الاہد — کہ رسول ایسے تھے اور انکی آل پاک پر اور انکے اصحاب رضی

الطاہرین والصحابۃ نجوم الیقین — سماء ایمان کے ستارے تھے"

نہج البلاغہ ج ۲ صفحہ ۲۲۱ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۲ھ

رجب اور بعض اکابر قوم

اس محترم مہینہ کو چند مشاہیر قوم سے اختصاص ہے جنکو اس نمبر میں لکھنے کیلئے منتخب کر چکے ہیں"

(۱) علامہ حر عاملی یعنی محمد بن حسن بن علی بن حسین جنکا شمار ارباب حدیث و درایت میں از جملہ محدثین مشہور اسلام کی آٹھویں تاریخ شب جمعہ کو ۱۰۳۳ سنہ ہجری میں پیدا ہوئی (امل الآمل و قصص العلماء)

(۲) آیۃ اللہ العظمیٰ جناب علام حضرت مولانا سید دلدار علی صاحب غفرانمآب علیہ الرحمہ کی وفات اسی رجب ۱۲۳۵ھ میں واقع ہوئی

تنقیح الاخبار

فقیر باب اہلبیت آغا مہدی الرضوی

شیعہ یتیم خانہ دہلی

انجمن حسینیہ کی کوششوں کا بہترین نتیجہ

گذشتہ اگست ۱۹۲۶ء میں حضرت سند العلماء مولانا السید آقا حسن صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ نے درگاہ پنجہ شریف میں اس یتیم خانہ کا سنگ بنیاد نصب فرمایا تھا جو بہت تکمیل کو ہے اور بالفعل ابتدائی انتظام اسی میں ہو رہا ہے مزید عمارت کی تکمیل اور انتظام کا زیادہ حصہ اللہ عزوجل اور اہل ہمت کے ایثار پر موقوف ہے اور اس زمانہ میں جس قدر اسی مقدس و مبارک بناؤں کے قائم کرنے کی ضرورت ہے وہ اظہر من الشمس ہے،

دہلی ہندستان کا دار الحکومت ہے جہاں ہر قوم اور ہر مذہب اپنی ہستی کے ثابت کرنے اور اپنے کو زندہ قوم شمار کرانے کے لیے پرزور کوشش کر رہا ہے مگر افسوس ہے تو شیعوں کی غفلت پر انجمن حسینیہ نے اسی غفلت سے بچنے اور شیعوں کی ہستی اور انکی زندگی کا ثبوت دینے کیلئے اس یتیم خانہ کو قائم کیا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ایک بڑی ہی ضرورت کی طرف توجہ کی ہے اس یتیم خانہ کی اعانت علاوہ مستحق ثواب ایتام کے ایک جامع الشرائط مجتہد جمعہ کی طرح کار قائم رکھتا ہے اور دلی اطمینان کیلئے جناب سید محمود حسن صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر آنریری سکریٹری شیعہ یتیم خانہ کا وجود بجائے خود بہترین ضمانت ہے مومنین کرام جلد توجہ فرمائیں

بوستان مصطفوی کا پانچواں گل سرسبد

ایک انسان کامل کی جتنی فضیلتیں اور شرافتیں علاوہ شرافت حسبی و نسبی کے ایک نکتہ رس نظر میں آسکتی ہیں سب کی بعد غور و تامل کے بعد ان اجناس فضائل اخلاقی کی نوعیت ثابت ہوتی ہیں جو منتہی نفس انسانی کے کمال کا انحصار ہیں یعنی علم و حکمت و شجاعت و عفت و عدالت محمد و آل محمد میں تمام اجناس ایسے کامل ترین عنوان سے جمع ہو گئے تھے کہ ان حضرات کی مقدس ذاتیں اخلاق الٰہیہ و عادات ربانیہ کی نمونہ کاملہ بن گئی تھیں و اسی سبب سے ان حضرات کے فضائل کا شمار انسانی قوت و طاقت کے احاطہ سے باہر ہو گیا ہی میں اس وقت اپنے پانچویں امام کے حالات لکھنے بیٹھا ہوں مگر مجھے حیرت ہے کہ جن بزرگوار کو خود جناب سرورکائنات قبل ولادت باقر العلوم کا لقب دیکر جابر بن عبداللہ انصاری سے جلیل القدر صحابی کو اپنا سلام پہونچانے کیلئے امین مقرر کر گئے ہوں ان کے علمی کارناموں کا احصا اور ان کے فضائل کا شمار اور مجھ سا ہیچمداں و ہیچ میرز خصوصاً اس نظر سے کہ سال گذشتہ پیوستہ میں جو مضامین اس موضوع پر شائع ہو چکی ہیں انمیں ایک حد تک یہ فریضہ بہترین طریقہ سے ادا ہو چکا ہی مگر از بسکہ تعمیل فرمائش محترم مدیر الواعظ کچھ لکھنا بھی ضروری ہے لہذا میں ایک مختصر فہرست پر اکتفا کرتا ہوں"

اسم سامی و کنیت گرامی حضرت ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین

القاب شریف باقر العلوم شاکر ہادی (مطالب السؤل تذکرہ خواص الامہ) لیکن باقر زیادہ مشہور ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ آپکا دسترس علم پر بہت زیادہ تھا (صواعق محرقہ)

حسب و نسب آپ اپنے جد امجد امیر المومنین کی طرح ماں و باپ دونوں کیجانب سے ہاشمی ہیں اور دونوں طرف سے آپکا حسب و نسب علی و فاطمہ تک منتہی ہوتا ہی آپ کے پدر بزرگوار سید الساجدین زین العابدین علی بن ابی طالب اور آپکی مادر گرامی فاطمہ بنت حسن بن علی ابن ابی طالب فهو هاشمی من هاشمیین و علوی من علویین و فاطمی من فاطمیین (مطالب السؤل وغیرہ وغیرہ)

مولد شریف و تاریخ ولادت یکم رجب سنہ ۵۷ ہجری کو مدینہ منورہ میں رونق افزائے عالم امکان ہوئے

عمر شریف ستاون ۵۷ سال جسکے ابتدائی تین سال سید الشہداء کی آغوش شفقت میں بسر ہوئی اور پینتیس ۳۵ سال اپنے پدر بزرگوار کے زیر سایہ رہا اور انیس برس مسند امامت پر جلوہ افروزی فرمائی

اولاد امجاد ابو عبداللہ جعفر بن محمد الصادق، ابراہیم، عبداللہ، ام سلمہ،

ازواج مطہرات ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر

فضل و شرف ابو زبیر نے محمد بن مسلم مکی سے روایت کی ہے کہ امام زین العابدین مع امام محمد باقر کے جابر بن عبد اللہ کے پاس تشریف لائے اور یہ وہ زمانہ تھا کہ جابر چشم ظاہر سے معذور ہو چکے تھے امام نے اپنے فرزند سے ارشاد فرمایا کہ اپنے چچا کے سر کو بوسہ دو حضرت نے اپنے پدر بزرگوار کے حکم کی تعمیل کی جابر نے پوچھا کہ یہ کون ہیں امام نے فرمایا کہ میرا لخت جگر محمد ہے جابر نے سینہ سے لپٹا لیا اور عرض کیا کہ جناب رسول نے آپکو سلام ارشاد فرمایا ہے امام نے اس واقعہ کا استفسار کیا جابر نے عرض کیا کہ میں خدمت رسول میں حاضر تھا اور امام حسین آپکی گود میں کھیل رہے تھے حضرت رسول نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے جابر میرے اس فرزند سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جسکا نام زین العابدین ہوگا قیامت کے دن ایک منادی ندا دیگا کہ کہاں ہیں زین العابدین یہ سنکر زین العابدین کھڑے ہو جائینگے اور زین العابدین سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جسکا نام محمد ہوگا اے جابر اگر تم اسکو دیکھنا تو میرا سلام کہدینا (مطالب السئول ابن مبین) یہ حدیث مختلف طریقوں سے مروی ہے مگر ہم نے اس طریقہ کو اسلئے اختیار کیا ہے کہ یہ طریقہ امام زین العابدین اور امام محمد باقر علیہما السلام کے فضل و شرف کا جامع ہے۔"

علم ما یکون زید بن ابی حازم کہتے ہیں کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے ہمراہ تھا کہ زید بن علی آپکے چھوٹے بھائی ہمارے پاس سے گذرے امام نے فرمایا کہ کوفہ کیطرف جائیگا اور اسکا سر تمام شہر میں پھرایا جائیگا اور جیسا آپنے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا (صواعق محرقہ)

علمائے اسلام کیجانب سے آپکے علم کمال کا اعتراف جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جسقدر علم دین اور سنن اور سیر اور علم قرآن اور فنون ادب وغیرہ وغیرہ امام محمد باقر علیہ السلام سے ظاہر ہوئے اتنے کسی ایک سے ظاہر نہیں ہوئے (کتاب الارشاد)

عطا کہتے ہیں کہ میں نے علمائے اسلام کو کسی ایک کے سامنے اپنے آپکو اسقدر صغیر و حقیر سمجھتے ہوئے نہیں دیکھا جسقدر وہ اپنے آپکو امام محمد باقر ع کے سامنے پست و حقیر سمجھتے تھے یہانتک کہ میں نے حکم کو بھی آپکے سامنے گویا ایک متعلم پایا (تذکرہ خواص الامہ) حالانکہ حکم وہ ہیں جو علم حدیث میں کامل اور مرجع تھے۔،،

ابو یوسف کہتے ہیں کہ میں نے ابو حنیفہ سے پوچھا کہ آپنے امام محمد باقر ع سے ملاقات کی تھی کہا ہاں میں نے ایک روز اُن سے پوچھا کہ کیا اللہ معاصی کا ارادہ کرتا ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ کیا تم سے خدا گناہ کر سکتا ہے؟ ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے بڑھکر کوئی لاجواب جواب نہیں دیکھا (تذکرہ خواص الامہ)

اخلاق و عادات

حمد و شکر امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار کا خچر گم ہو گیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر خداوند عالم اسے مجھ تک واپس کر دے تو میں اتنی حمد کروں کہ خدا مجھ سے خوش ہو جائے چنانچہ وہ خچر واپس آ گیا تو حضرت نے سر اپنا آسمان کی طرف بلند کر کے الحمد للہ اپنی زبان اقدس پر جاری کیا اور فرمایا کہ تم نے حمد شکر کے ادا کرنے میں کوتاہی کی اور کوئی فرد حمد و شکر کی باقی رہی کیونکہ جتنی بھی فردیں حمد و شکر کی نکلیں گی وہ کل کی کل ہمارے اس قول میں داخل ہونگی" (مطالب السؤل)

خوف خدا افلح غلام امام محمد باقر علیہ السلام ناقل ہے کہ میں امام کے ہمراہ حج کو گیا جب آپ مسجد میں داخل ہوئے اور بیت اللہ پر نظر کی تو بلند آواز سے رونے لگے میں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں لوگ آپکی طرف دیکھ رہے ہیں کاش کہ آپ اپنی آواز کو کم کر دیتے امام نے فرمایا کہ وائے ہو تجھ پر اے افلح میں کیونکر نہ روؤں میرے اس رونے پر خدا رحم کی نگاہ کریگا اور میں روز قیامت اسکے نزدیک کامیاب ہو جاؤنگا پھر حضرت نے بیت اللہ کا طواف کیا اور رکوع میں گئے پھر سجدہ میں گئے جب آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا تو تمام سجدہ کی جگہ آنسوؤں سے تر تھی،

امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمارے پدر بزرگوار اندھیری راتوں میں خدا کے خوف سے کہا کرتے تھے کہ خدایا ہم نے تیرے حکم کو قبول کیا جیسا تو نے حکم دیا تھا تو نے ہمکو روکا مگر ہم نے ان مناہی سے پرہیز نہ کیا میں تیرا بندہ تیرے سامنے کھڑا ہوا ہوں اور کوئی عذر بھی پیش نہیں کر سکتا (مطالب السؤل)

جب کبھی آپ ہنستے تھے تو فوراً ہی درگاہ خدا میں عرض کرتے تھے اللھم لا تمقتنی خدایا مجھ سے ناخوش نہ ہونا (مطالب السؤل)

حسن سلوک سلمیٰ آپکی کنیز ناقل ہے کہ آپ کے اصحاب آپکے پاس آتے تھے آپ انکو عمدہ عمدہ کھانے کھلاتے تھے اور کپڑے پہناتے تھے اور خانگی خرچ کیلئے دراہم بھی دیتے تھے میں نے امام سے اسمیں کمی کرنے کے لیئے عرض کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے سلمیٰ دنیا میں حسنہ یہی ہے کہ بھائیوں کے ساتھ صلہ رحم کیا جائے حضرت پانچ سو سے ایک ہزار درہم تک عطا فرماتے تھے اور لوگوں کی مجالست سے دلتنگ ہوتے تھے،

اسود بن کثیر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے شکایت کی اور حاجت بیان کی اور اعزا کے ظلم کا اظہار کیا آپ نے

فرمایا کہ کسقدر بُرے ہیں وہ عزیز بھائی جو تونگری میں تیری رعایت کریں اور فقر سے تجھکو چھٹکارا دے پھر امام نے اپنے غلام کو حکم دیا وہ ایک تھیلی لایا جسمیں سات سو درہم تھے اور مجھے عطا فرما کر ارشاد فرمایا کہ جب ختم ہو جائے تو پھر مجھ سے کہنا،،

کلمات حکمیہ

یا جابر انی لمشتغل القلب
قلت وما شغل قلبک قال یا جابر انہ من
دخل قلبہ من دینہ الخالص شغلہ عما سواہ.
یا جابر ما الدنیا وما عسی ان تکون ھل ھی الا
مرکب رکبتہ او ثوب لبستہ او امرأۃ اصبتہا
یا جابر ان المؤمنین لم یطمئنوا الی الدنیا بالبقاء
فیہا ولم یأمنوا قدوم الآخرۃ علیہم ولم
یصمہم عن ذکر اللہ ما سمعوا باذانہم من
الفتنۃ ولم یعمہم عن نور اللہ ما رأوا
باعینہم من الزینۃ ففازوا بثواب الابرار ان
اھل التقوی ایسر اھل الدنیا مؤونۃ
واکثرہم لک معونۃ ان نسیت ذکروک وان
ذکرت اعانوک قوالین بحق اللہ قوامین بامر اللہ
جعل الدنیا کمنزل نزلتہ وارتحلت منہ
او کمال اصبتہ فی منامک فاستیقظت و
لیس معک منہ شیء واحفظ اللہ فیما
استرعاک من دینہ وحکمتہ الی الغفو والعز
یجولان فی قلب المؤمن فان کان فی نفسہ
الشکل اسلوطنا فی الصبر عن نصیب المؤمن

اے جابر میرا قلب مشتغل ہے جابر کہتے ہیں میں نے کہا کہ آپ کے
قلب کا کیا شغل ہے فرمایا کہ جس شخص کے قلب میں اللہ کا دین
خالص داخل ہو جاتا ہے وہ اپنے علاوہ سب سے بے پروا
کر دیتا ہے اے جابر دنیا تو کوئی چیز ہی نہیں ہے یہ صرف ایک
سواری ہے جس پر تو سوار ہوا ایک کپڑا ہے جسے تو نے پہن لیا یا ایک
عورت ہے جو تیرے ہاتھ آگئی اے جابر مومنین دنیا میں
باقی رہنے کی طرف سے مطمئن اور آخرت کے آپہنچنے سے
اُن کی حالت میں نہیں ہیں جو فتنہ انگیز باتیں انھوں نے اپنے
کانوں سے سنیں تھیں انھوں نے انکو خدا کے ذکر سے گونگا نہیں بنایا
اور دنیا کی زیب و زینت جو انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی تھی
اُسنے نور خدا کے مشاہدہ کرنے کیلئے انھیں نابینا نہیں کیا
اور اسی سبب سے وہ لوگ ابرار کے ثواب سے فائز ہو گئے اہل
تقویٰ اہل دنیا سے مال میں کم ہیں مگر تمہاری مدد کے لیے
اُن سے زیادہ مستعد ہیں اگر تم خدا کو بھول جاؤ گے تو وہ تمہیں
یاد دلائینگے اور اگر یاد رکھو گے تو وہ تمہاری اعانت کرینگے
وہ لوگ حق خدا کے بڑے بیان کرنے والے اور حکم خدا کے بڑے قائم کرنے والے
ہیں تو تم دنیا کو مثل اس منزل کے قرار دو جسمیں تم تھوڑی دیر کیلئے
اُترے اور پھر وہاں سے کوچ کر گئے یا مثل اس مال کے جسے تم نے
خواب میں پایا اور جب بیدار ہوئے تو اسمیں سے کچھ بھی تمہارے پاس

وغير المؤمن ولا تصيب الذاكر. ما دخل في قلب
المؤمن شيء من الكبر الا نقص من عقله مثل ذلك قل
او كثر. سلام الله عليه: قسم الكلام. آلله لموت العالم
احب الى ابليس من موت سبعين عابد. عالم ينتفع بعلمه
افضل من العابد سبعين الف عابد. شيعتنا من اطاع الله. ما اغرورقت
عين بمائها الا حرم الله وجهها على النار
فان سالت على الخد لم يرهق وجهه قتر ولا ذلة وما
من شيء الا له جزاء الا الدمعة فان الله يكفر
بها بحور الخطايا وان بكى باك في امة رحم تلك
الامة على النار. اياك والكسل والضجر فانهما
مفتاح كل شر انك ان كسلت لم تؤد حقا وان ضجرت
لم تصبر على حق (مطالب السؤل)

نہ تھا جو میں حکمت تمہیں اللہ نے عطا کی ہو اس میں تم اللہ
کو یاد رکھو تو انگری و عزت مومن کے دل میں دورہ کرتے رہتے ہیں
اور جب دونوں مقام توکل پر پہنچ جاتے ہیں تو وہیں وطن بنالیتے
ہیں صاعقہ مومن اور غیر مومن دونوں تک پہنچتے ہیں لیکن
خدا کا ذکر کرنے والے کے پاس نہیں پھٹکتے جسقدر کبر و غرور
مومن کے قلب میں داخل ہوتا ہے اسیقدر اسکی عقل گھٹ
جاتی ہے تھوڑا غرور رہا یا بہت الیموں کا اسلحہ کلام ہے
خدا کی قسم ایک عالم کی موت شیطان کی نزدیک ستر عابد
کی موت سے زیادہ محبوب ہے جس عالم کے علم سے لوگوں کو نفع
پہنچے وہ ستر ہزار عابد سے بہتر ہے ہمارا شیعہ وہ ہے جو خدا کا
مطیع ہو جس آنکھ میں خدا کے خوف سے آنسو ڈبڈبا آئیں اللہ
آتش جہنم کو صاحب چشم کے چہرہ پر حرام کر دیتا ہے اور اگر
رخساروں تک آنسو آئیں تو اسکی آبرو نہ بگڑیگی اور ذلت نہ ہوگی ہر شے کیلئے ایک جزا معین ہے مگر آنسو جسکے عوض میں
اللہ گناہوں کے دریاؤں کو بے اثر کر دیتا ہے اور اگر کسی امت میں ایک شخص روتا ہے تو خداوند عالم اس امت پر آتش جہنم کو
حرام کر دیتا ہے تم اپنے آپ کو کاہلی اور دل تنگی سے بچاؤ اسلئے کہ یہ دونوں ہر برائی کی کنجیاں ہیں اگر کاہلی کریگا تو کوئی حق ادا
نہ کر سکیگا اور اگر دل تنگ ہوگا تو حق پر صبر نہ کر سکیگا۔

فصل ۲ ما من عبادة افضل من عفة بطن وفرج وما من شيء
احب الى الله من ان يسأل وما يدفع القضاء الا الدعاء
وان اسرع الخير ثوابا البر واسرع الشر عقوبة البغي وكفى
بالمرء عيبا ان يبصر من الناس ما يعمى عنه من نفسه
او يأمر الناس بما لا يستطيع ان ينهى الناس عما لا يستطيع
التحول عنه

کوئی عبادت شکم اور شرمگاہ کو حرام خوری اور حرام کاری سے
روکنے سے افضل نہیں ہے اور کوئی شے خدا کے نزدیک اس
سے سوال کرنے سے زیادہ محبوب نہیں ہے اور کوئی شے قضا
کو بجز دعا کے دفع نہیں کر سکتی سب نیکیوں سے زیادہ اثر ماں
باپ کے ساتھ حسن سلوک ہے اور سب برائیوں سے جلد تر مبتلا
عذاب کرنے والی عداوت و ظلم ہے مرد کے لیے یہی عیب کافی

ہے کہ نہ لوگ مجھے عیب کو دیکھتے اور خود اپنے عیب کو نہ دیکھے اور لوگوں کو ایسی بات کا حکم دے جو اسے نفع بخش ہو اور اس طرح لوگوں کو روکے جس سے خود پرہیز نہ کر سکے"

رواۃ و رجال آپ کے زمانہ میں جس قدر علوم و کمالات منتشر ہیں اور جس قدر آپ کے آبا طاہرین کے آثار آپ کے ذریعے خلق اللہ تک پہنچے اور جتنے لوگوں نے آپ سے احادیث کو اخذ کیا اور روایات کو لیا ان سب کا احصا احاطہ تو نہایت عسیر و دشوار ہے لیکن نظر اختصار بعض اکابر رواۃ و رجال حسب ذیل ہیں۔

آپ کے فرزند ارجمند حضرت ابو عبد اللہ جعفر بن محمد الصادق علیہما السلام، ابن جریج، ابو حنیفہ، اوزاعی، زہری، وغیرہ وغیرہ

(طبقات حفاظ ذہبی و نسائی)

(سید منور حسین کاشف گوپال پوری)

سفرنامہ عراق عرب و عجم

یہ سفرنامہ درحقیقت مشاہد مقدسہ عراق اور مشہد مقدس رضویہ کے زائرین کیلئے ایک مکمل اور نہایت کارآمد ہدایت نامہ ہے اور ہر ایک کے پاس اسکا موجود ہونا نہایت ضروری ہے۔ مشہد کے ضروری حالات اور وہاں کی مختصر مگر نہایت ضروری تاریخ بھی ساتھ ہی ساتھ درج فرما کر زائرین کی واقفیت و معرفت اور انکی دلچسپی کا پورا سامان بہم پہونچا دیا ہے، کتابت صاف و واضح قلم متوسط خط بھی غنیمت سطر ۱۶ سطر تقطیع ۱۸/۲۲ ۱/۸ کاغذ سفید مضبوط حجم ۱۹۴ صفحہ طباعت بھی اچھی خاصی قیمت عہ جناب شبیر حسین صاحب کربلائی تاجر کتب چوک بازار ملتان شہر سے طلب فرمائیے

البدایہ

شیعہ لڑکوں اور لڑکیوں کی ابتدائی دینی تعلیم کا نہایت مفید و قابل دید رسالہ ہے جس میں دین ہی کو سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے اور انھیں کی سمجھ کا اندازہ کر کے پہلے ایک مقدمہ میں اجمالاً اصول دین و کلمہ اسلام و ایمان کو بتلایا ہے پھر پہلے باب میں اصول دین کی ہر اصل کو بہت چھوٹی چھوٹی دلیلوں سے ذہن نشین کرایا ہے اور دوسرے باب میں فروع دین کی ہر اصل کے معانی و مطالب بیان کر کے ہر ایک فرع کو تفصیلاً اپنی عنوان سے سمجھایا ہے اور ان تمام مطالب کو ۱۸/۲۲ ۱/۸ بلوائی کاغذ کے ۲۰ صفحہ پر جلی قلم سے ادا کیا ہے قیمت فی رسالہ ۲ فی ۱۲ رسالہ ۱۲ محصول علاوہ منیجر الواعظ لکھنؤ سے طلب فرمائیے۔

شادی و غم کا اجتماع

ابوالحسن علی بن محمد النقی علیہما السلام کی تاریخ وفات و ولادت

دنیا میں شادی و غم توام ہے اور عالم امکان میں کوئی خاندان بلکہ کوئی فرد ایسا نہیں ہے جو اس سے مستغنی ہو ہنسی کے بعد گریہ اور گریہ کے بعد ہنسی دنیا کا ایک معمولی کرشمہ ہے ہنستے ہنستے آنسو نکل آتے ہیں روتا ہوا آدمی ہنس دیتا ہے۔ اگر ماہ رجب کی تیسری تاریخ وفات حسرت آیات ابوالحسن ثالث حضرت امام علی نقی علیہ السلام ہے ہمارے لیے ایک ایسا سانحہ ہے جس میں تمام عالم اسلام ہماری نظروں میں تیرہ و تاریک ہے اور بوستان امامت ویران و خزاں رسیدہ نظر آرہا ہے تو اسی ماہ کی پانچویں تاریخ آپ ہی کی ولادت با سعادت سے ہمارے قلوب باغ باغ ہوئے ہیں

رجب کی تیسری تاریخ ہمارے پاس پیغام غم لاتی ہے اور کہتی ہے کہ تم کیا غافل بیٹھے ہو تمہارا ایسا امام جو نبیرہ رسول ہے بحکم متوکل شہر سر من رای میں آکر ایک مدت تک نظر بند بلکہ اسیر رہ کر انتالیس ۳۹ برس کی عمر میں عالم جاودانی کو سدھار گیا"

متوکل نے پہلے تو آپکو بڑی تعظیم و تکریم سے طلب کیا یحییٰ بن ہرثمہ کو آپکے لینے کیلئے بھیجا مگر جب آپ سامرہ میں پہنچ گئے تو کوئی دقیقہ آپکی تذلیل و توہین کا اٹھا نہیں رکھا جو مکان فقراء کے ٹھہرانے کا تھا اسمیں حضرت کو انکی بیوی کے ساتھ ٹھہرایا حضرت کے قتل پر آمادہ ہوا آپکے جلا دینے کا ارادہ کیا آپ پر جرم کا الزام لگایا حضرت کی خانہ تلاشی لی اور جتنے جتنے آپکے علوم و کمالات منکشف ہوتے گئے اتنی ہی دشمنی متوکل کی بڑھتی گئی بار بار حضرت کو اپنے دربار میں بلاتا تھا اور ہر مرتبہ آپکی جان کے لالے پڑ جاتے تھے چنانچہ ایک شیعہ مذہب شخص سے پوچھا گیا کہ تو امام ہادی امام علی نقی علیہ السلام کی امامت کا کیونکر قائل ہوا اس نے کہا کہ میں ایک فقیر آدمی ہوں مگر زبان کا تیز اور دل کا جری تھا ایک مرتبہ ایک معاملہ کی درستی کیلئے متوکل کے دربار میں گیا ناگاہ بادشاہ نے حکم دیا کہ علی بن محمد کو حاضر کرو کچھ دیر کے بعد امام لائے گئے لوگوں کا مجمع کثرت سے امام کے گرد تھا میں نے حضرت کو دیکھا اور میرے دل میں حضرت کی محبت پیدا ہو گئی اور میں نے دعا کی کہ خدایا متوکل کے شر کو اس سے دفع کر اور جب امام میرے پاس پہنچے تو ارشاد فرمایا کہ خدا نے تیری دعا کو قبول فرمایا اور تیری عمر دراز کی اور تیرے مال کو زیادہ کیا اور تجھکو کثرت اولاد عنایت فرمائی شخص مذکور کہتا ہے کہ اس ارشاد سے میرے جسم میں لرزہ پڑ گیا اور امام اپنے مکان کو واپس تشریف لے گئے اور میں اپنے مکان کو واپس گیا تو دیکھا امام نے فرمایا تھا ویسا

ہی ظہور پذیر ہوا حلبیہ ایسی ہی اور اسی قسم کے امور حکومت کو آپکی عداوت پر آمادہ کرتے رہے اور حکام وقت آپکو خلافت و حکومت کا حقیقی وارث سمجھکر آپکو خلافت کا کانٹا سمجھتے رہے تا اینکہ متوکل کے بیٹے معتمد علی اللہ نے زہر دیکر اس امام عالی مقام کو شہید کر ڈالا اور شارع ابو احمد رشیدی میں جہاں آپ تشریف فرما تھے وہیں دفن کر دیے گئے

آپکی غم اندوز وفات اور دلدوز شہادت زندگی تو ہمیں ہمیشہ رنج و الم میں مبتلا رکھتی ہے مگر پانچویں تاریخ آپکی ولادت باسعادت دفعۃً ہمارے غم و الم کو فرحت و مسرت سے مبدل کر دیتی ہے اور آپکے فضائل و مناقب یاد دلا کر ہمارے قلوب میں خوشی کی لہریں دوڑا دیتی ہے مگر حیرت یہ ہوتی ہے کہ آپکی کس فضیلت کا ذکر کریں کیونکہ ہر فضیلت آپکی درجہ کمال پر فائز اور ہر شرافت آپکی آپ ہی سے مخصوص اور آپ ہی کے خاندان سے خاص ہے لیکن بمفاد ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ بعض فضائل آپ کے حسب ذیل ہیں

دلائل امامت جو چیزیں آپکے امام برحق اور حضرت رسول کے جانشین مطلق ہونے کی دلیل ہیں وہ اس کثرت سے ہیں کہ ان مجدد و مستعلی(؟) انکی گنجائش نہیں نکل سکتی بنظر اختصار صرف ایک دلیل جو آپکا ایک معجزہ باہرہ ہے ہدیہ ناظرین کیجاتی ہے

متوکل کے سامنے ایک عورت نے اپنے سید ہونیکا دعوی کیا متوکل نے پوچھا کہ کونسی ایسی تدبیر ہو سکتی ہے کہ اس عورت کا جھوٹا یا سچا ہونا ثابت ہو لوگوں نے امام علی نقی علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا متوکل نے امام کو بلایا اور اپنے پاس تخت پر جگہ دی اور اس عورت کے دعوی کو عرض کیا امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے عزوجل نے اولاد علی و فاطمہ کا گوشت درندوں پر حرام کیا ہے اس عورت کو درندوں میں چھوڑ دو یہ سنکر اس عورت نے اپنے جھوٹے دعوی سے دست برداری کی لوگوں نے متوکل کو ورغلایا اور کہا کہ تو انکا تجربہ کیوں نہیں کرتا چنانچہ تین درندے قصر کے صحن میں چھوڑ دیے گئے اور تمام حاضرین متوکل کے ساتھ بام قصر پر چڑھ گئے امام علیہ السلام جب زینہ سے اتر کر جانے لگے تو ان درندوں نے اپنا منہ امام کے قدموں پر رکھدیا پھر گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے اور متوکل چھت پر سے باتیں کرتا رہا جب امام صحن سے نکلکر باہر تشریف لائے تو متوکل نے آپکے پاس گرانقدر صلہ بھیجا لوگوں نے متوکل سے کہا کہ تو بھی ایسا ہی کر دکھا جیسا امام نے دکھا دیا متوکل نے کہا کہ کیا تم میرے قتل کے خواہاں ہو (صواعق محرقہ)

اس معجزہ باہرہ سے معلوم ہوا کہ ہمارے ائمہ کی امامت جسطرح انسانوں سے متعلق ہے اور امت محمدی پر اطاعت ان حضرات کی واجب ہے اسی طرح حیوانات بھی ان حضرات کے مطیع و منقاد اور آپکو خدا کے بعد اپنا حاکم و امام جانتے ہیں

سخاوت ایک اعرابی کوفہ سے آپکی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں آپکے جد امجد کی ولایت کے متمسکین میں سے ہوں اور قرض سے زیربار ہو گیا ہوں اور بجز آپکے کوئی سبیل اسکے ادا ہونے کی نہیں پاتا

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ کتنا قرض ہے اعرابی نے کہا دس ہزار درہم امام نے فرمایا غم نہ کھا ان شاء اللہ ادا ہو جائیگا یہ فرما کر اُسکو دس ہزار کا تمسک لکھدیا اور فرمایا کہ اس تمسک کو لیکر مجلس عام میں میرے پاس آنا اور بہت سخت تقاضا کرنا اعرابی نے ایسا ہی کیا آپ نے اُس کو نہایت نرمی سے جواب دیکر تین دن کا وعدہ کیا جب خبر متوکل کو پہونچی تو اُس نے تیس ہزار درہم حضرت کی خدمت میں روانہ کیے حضرت نے وہ سب اس اعرابی کے حوالہ کردیے اعرابی نے عرض کی یا ابن رسول اللہ یہ میری حاجت سے بہت زیادہ ہے باقی مال آپ لے لیں مگر آپ نے ایک درہم کے لینے سے انکار فرمایا اعرابی تھا اور (اللہ تعالیٰ اعلم حیث یجعل رسالتہ) کہتا ہوا چلا گیا (صواعق محرقہ)

جنت کا نظارا جب سامرہ میں آپ تشریف لے گئے تو متوکل نے آپکا ایک ذلیل سے مکان میں ٹھہرایا تو صالح بن سعید امام کی خدمت باسعادت میں عرض کیا کہ مولا میں آپ پر فدا ہو جاؤں ان ظالموں نے آپکے نور کے بجھانے میں کوئی بات اُٹھا نہیں رکھی ہمیشہ آپکی تذلیل کے درپے رہتے ہیں یہاں تک کہ آپکو ایسے مکان میں اُتارا ہے جو فقراء مساکین کے رہنے کا ہے یہ سنکر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابن سعید اِدھر آ پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرکے ارشاد فرمایا کہ دیکھ اب ابن سعید نے دیکھا تو کیا دیکھا کہ باغہا دلکشا ہیں اور چمنستان شگفتہ ہیں حسین حسین غلمان مشک گوں غلطان ہیں اور غزالان خوش رفتار اور مرغان خوش الحان ہیں یہ دیکھکر ابن سعید کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے ابن سعید جہاں کہیں ہم رہتے ہیں خداوند کریم یہی نعمتیں ہمارے لیے مہیا فرماتا ہے (تذکرۃ المعصومین کافی کلینی) (اللّٰھم صل علیٰ محمد و آل محمد)

احقر

سید نذر حسن کاشف گوپالپوری)

الواعظ ہفتہ وار

نمبر ۹ جلد ۸ اور نمبر ۱ جلد ۸ میں الواعظ کے ہفتہ وار ہونے کیلیے جو تحریک کی گئی تھی الحمد للہ کہ ناظرین کرام نے اُسکو نظر توجہ سے ملاحظہ فرمایا اور چاروں طرف سے اُسکی تائید شروع ہوگئی لیکن ابھی تک خریداروں کی تعداد اتنی نہیں ہوئی کہ ہم اپنے ارادہ کے موافق جنوری سے اسکو ہفتہ وار کردیں مینجنگ کمیٹی کے ارکان اس مسئلہ پر غور کر رہے ہیں ناظرین کرام بہاد رجوش اور اپنی تبلیغی ہمدردی کا ثبوت دیں

دنیائے اسلام کا نواں حکمران

ایوان انبیا سے فلک امامت کا اوج

یہ ایک حقیقت ہے کہ جسقدر دائرہ تنظیم و تعلیم کا بڑھتا جائیگا اُسیقدر اُسکے اسباب میں اضافہ کرنا پڑیگا ایک موضع کے انتظام کیلئے جسقدر اسباب و ذرایع لابدی ہیں ان سے زیادہ ایک قصبہ کیلئے انکی ضرورت ہوگی اور جسقدر ذرایع ایک قصبہ کیلئے ضروری ہیں انسے زیادہ ایک شہر کے لیئے اور بہ نسبت ایک شہر کے ایک صوبہ کو اور بہ نسبت ایک صوبہ کے ایک ملک کے لیئے زائد درکار ہونگے اسیطرح جس شخص کے ذمہ جتنے فرائض عائد ہوں اُتنا ہی مادہ انکی انجام دہی کا اسمیں موجود ہونا چاہیئے مثلاً اگر کسی شخص کا تعلق صرف کسی محدود قریہ یا قصبہ یا دیہہ سے ہو تو اُسکو وہاں کے جملہ خصوصیات و ضروریات پر مطلع ہونے کی ضرورت ہے اور اُسکی علمی و عملی طاقت وہاں کے سب باشندوں کی مجموعی و انفرادی طاقت سے زیادہ ہونا چاہئے اور اگر کوئی شخص ایک شہر کا حاکم مقرر کیا جائے تو اُسکی قوت فعلیت کے اعتبار سے بہ نسبت حاکم قریہ کے یقیناً بڑہی ہوئی ہو اور اگر کوئی صوبہ کسی کے اختیار میں دیدیا جائے تو لازم ہے کہ اُسکی قابلیت اور استعداد بہ نسبت حاکم شہر کے بھی زیادہ ہو اور اگر کوئی شخص کسی ملک کا حاکم و فرمانروا بنایا جائے تو واجب ہے کہ اُسکی قوت اُن تمام قوتوں سے بالاتر ہو جو اُسکے ماتحت ہیں اور اگر کوئی شخص تمام عالم کا بادشاہ اور سلطان مقرر ہو جائے تو اُسمیں تمام صفات بوجہ اتم و اکمل معتبر ہیں ایک شہر کی قائم مقامی ایک معمولی مدبر نہیں کر سکتا ایک عالمگیر بادشاہ کو ایسی ہی زیرکی کی ضرورت ہوگی جو اسی کی طرح اُسکے تمام کاموں کو انجام دے سکے اور بلحاظ اپنے قوائے علمی و عملی کے بادشاہ کا ہم پلہ ہو۔

جب یہ معلوم ہو گیا تو یہ بھی واضح ہے کہ جناب رسول خدا کی بعثت کسی فرقہ اور گروہ سے مخصوص نہ تھی آپکی رسالت مطلقہ تھی جو تمام عالم کو محیط تھی آپ ہر اسود و ابیض پر حاکم تھے مشرق سے مغرب تک ہر ایک کی گردن میں قدرت کی طرف سے اطاعت کا قلادہ پڑا ہوا تھا اس لحاظ سے آپکے فرائض کی کوئی حد و نہایت نہ تھی جسقدر آپکے اختیارات بڑھے ہوئے تھے اُسیقدر آپکی ذمہ داریاں بھی وسیع تھیں

انبیائے سابق کے اختیارات محدود تھے کوئی انمیں سے صرف اپنے نفس پر مبعوث تھا کوئی کسی قبیلہ پر کوئی

کسی کو کرنی پڑی مختصر یہ ہے کہ بحیثیت و استعداد و قدرت لیے انکے ہاتھوں میں انتظامات سپرد کیے تھے لیکن ختم الرسل پر اختتام نبوت کے ساتھ ہر طرح کی ذمہداری بھی ختم ہو گئی وہ تمام چیزیں جو انبیائے ماسلف کو دیگئی تھیں اسکے علاوہ تمام چیزیں بھی جن سے تمام تبلیغی مقاصد کو درجہ پہونچ سکتی آپ کے واسطے مہیا کر دی گئیں اور امکانی حدود پر حضرت کو تصرف کا پورا پورا حق دیدیا گیا اور یہ ولی بالتصرف قرار پائے مگر چونکہ ہمیشہ رہنے والے تھے اسلئے آپ کے وزرا اور اوصیا بھی آپ ہی کے ایسے کامل الذات مقرر ہوئے جن سے کہ وہ اس عظیم الشان بار کے متحمل ہو سکتے تھے یہی وجہ ہے کہ جو لوگ حقیقی اسلام کے معنی سمجھتے تھے اُنھوں نے خاتم الانبیا کے اوصیا کو بھی انھیں کی طرح معصوم اور کامل بالذات تسلیم کر لیا اور اُن کو تمام انبیا و رسل کا سرخیل و سرمایۂ افتخار جانا،

امام رازی کا یہ لکھنا بالکل بے اصل و بے بنیاد ہے کہ نبی غیر نبی سے اجماعاً افضل ہے اسلئے کہ باتفاق فریقین علمائے بنی اسرائیل سے تو اس امت کے علما مساوی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص اس امر کو محبوب رکھے کہ وہ صبح و شام رحمت خدا میں بسر کرے وہ میری ذریت کے افضل ذریات اور میرے اوصیا کے افضل اوصیا ہونیکی بابت اپنے قلب میں شک کو داخل نہ کرے (موقت العربی صفحہ ۲۰۳) اسکے صرف یہی معنی ہیں کہ یہ حضرات باستثنا رو نبوت تمام کمالات میں حضرت ختمی مرتبت کے سہیم و شریک ہیں اور جس طرح وہ تمام عالم سے بہتر ہیں اسیطرح یہ بھی سب سے اعلی و اکمل ہیں۔

دوسری حدیث میں امیرالمومنین سے ارشاد ہوتا ہے کہ خداوند عالم نے تمام دنیا میں کسی کو مجھ سے افضل و اعلی خلق نہیں فرمایا،

امیرالمومنین نے عرض کیا کہ آپ بہتر ہیں یا جبرئیل؟ فرمایا کہ خداوند عالم نے انبیا و رسل کو ملائکہ مقربین پر فضیلت دی ہے اور مجھے تمام انبیا و رسل پر فضیلت دی ہے اور میرے بعد یہ فضیلت تمہارے لیے اور تمہارے بعد تمہارے نواب ائمہ کیلئے ہے (مناقب)

فضل بن عمر نے روایت کی ہے فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ خداوند عالم نے روحوں کو جسموں سے دو ہزار برس پیشتر خلق فرمایا اور تمام روحوں سے اعلے و اشرف محمد و علی و حسن و حسین اور ائمہ کی روحوں کو قرار دیا ممکن تھا کہ ہم ان احادیث کے ہم اسی قسم کی متعدد حدیثیں پیش کر دیتے اور ان متعدد حدیثوں کو بھی لفظاً لفظاً ذکر کرتے جنمیں اسمائے ائمہ بصراحت مذکور ہیں مگر ازبسکہ بلحاظ اختصار لازم ہے لہذا ہم اپنے ناظرین کی توجہ مناقب

ج ۲ صفحہ ۲۳ اور صفحہ ۲۰۲ اور مودۃ القربیٰ صفحہ ۱۳ و مناقب مغازلی اور مناقب خوارزمی اور فرائد السمطین کے ملاحظہ کی طرف مبذول کر کے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ جب ان حضرات کی اولویت و افضلیت تمام مخلوقات پر ثابت ہوگئی تو ان حضرات کے حالات کا قیاس عام انسانی حالات پر قیاس مع الفارق ہو اسلیئے کہ احکام باعتبار اشخاص بدلتے رہتے ہیں اور اس لحاظ سے یہ حضرات نہ اپنے احساس و ادراک میں حواس ظاہرہ کے محتاج رہتے ہیں ورنہ انکا صغر سن کمال عقل کا مانع ہوتا ہے اور نہ درجات عمران کے نقص کمال کا موجب ہوتے ہیں ورنہ انھیں نطق و سماعت کے لیئے زمانہ تکمیل آلات نطق و سماعت کے حاجت ہوتی ہی چنانچہ حال میں حضرت ابو جعفر محمد بن علی بن موسیٰ الرضا علیہم السلام کی منقول ہی جسکا خلاصہ ذیل طور پر یہ ہی:۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی صاحبزادی جناب حکیمہ خاتون ارشاد فرماتی ہیں کہ جب ابو جعفر کی ماں خیزران کے وضع حمل کا زمانہ آیا تو مجھے امام رضا نے طلب کر کے ارشاد فرمایا کہ اے حکیمہ تم وضع حمل کے وقت خیزران کے پاس موجود رہنا چنانچہ میں موجود رہی یہاں تک کہ ابو جعفر محمد بن علی پیدا ہوئے اور امام نے اُن کو جھولے میں لٹا کر مجھے اپنے فرزند کے پاس حاضر رہنے کا حکم دیا جب تین دن ولادت کو گذر گئے تو ابو جعفر نے اپنی نظر آسمان کی طرف بلند کر کے داہنے بائیں ملاحظہ فرمایا اور کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری فرمایا (مناقب صفحہ ۱۱۲)

پھر جس بزرگوار نے حضرت عیسیٰ کی طرح مہد میں کلام کیا ہو اسکا سات برس سات مہینہ سات دن کے سن میں مسند امامت پر جلوہ افروز ہونا اور دربار مامون میں قاضی القضاۃ یحییٰ بن اکثم کے دہن پر مہر سکوت لگا کر اپنے علم و کمال کا اقرار کرالینا اور دس برس کے سن میں ایک ایک مجلس میں تیس تیس ہزار مسئلوں کا جواب دینا (کافی کلینی) کب محل استعجاب ہو سکتا ہی

۲۸ء اور ۳۰ء کے رجب نمبر میں ہم اپنے امام کے حالات کسیقدر تفصیل سے لکھ چکے ہیں آج صرف انکی اولاد امجاد و اصحاب اولی الالباب اور آپکے کلمات طیبات و مواعظ ناصحانہ کا طبع کرنا مقصود ہی جو حسب ذیل ہیں۔

اولاد امجاد ابو الحسن علی بن محمد النقی، موسیٰ مبرقع حکیمہ خدیجہ ام کلثوم

اصحاب اولی الالباب۔ شاذان الخلیل النیشاپوری، نوح بن شعیب بغدادی محمد بن الحسن بن ابی الخطاب احمد المسوی ابو یحییٰ الجرجانی، ابو القاسم ادریس القمی، علی بن محمد بن ہارون بن الحسین بن محبوب

اسحاق بن اسماعیل النیشاپوری، ابوحامد احمد بن ابراہیم المراغی، ابوعلی بن ہلال، عبداللہ بن محمد، محمد بن الحسن بن شمعون البصری۔

کلمات طیبات

کیف یضیع من اللہ کافلہ وکیف ینجو من اللہ طالبہ من انقطع الی غیر اللہ وکلہ اللہ الیہ ومن عمل بغیر علم کان ما افسد اکثر مما اصلح واعلموا ان التقوی عز وان العلم کنز وان الصمت نور وغایۃ الزھد الورع وما ھدم الدین مثل البدع ولا ازال الوقار مثل الطمع وبالراعی تصلح الرعیۃ وبالدعاء تدفع البلیۃ ومن شتم اجیب ومن تھور اصیب اھل المعروف الی اھل اصطناعہ احوج من اھل الحاجۃ لان لھم اجرہ وفخرہ وذکرہ من امّل انسانا ھابہ ومن جھل شیئا عابہ الفرصۃ خلسۃ و عنوان صحیفۃ المؤمن حسن خلقہ عنوان صحیفۃ السعید حسن الثناء علیہ الحفظ زینۃ الروایۃ وخفض الجناح زینۃ العلم وحسن الادب زینۃ العقل الجمال فی اللسان والکمال فی العقل من حسن خلق الرجل کف اذاہ من کرمہ برہ من ھواہ ومن صبرہ قلۃ شکواہ ومن نصحہ نھیہ عما لا یرضاہ من رفق الرجل باخیہ ترک توبیخہ بحضرۃ من یکرہ ومن صلۃ وصحبتہ اسقاط المؤنۃ ومن علامۃ محبتہ کثرۃ الموافقۃ

اللہ جسکا کفیل ہو وہ کیونکر ضائع ہوگا، اللہ جسکا طالب ہو وہ کیونکر نجات نہ پائے گا جو شخص غیر خدا کا ہو رہے گا خدا اُسکو اُسی کے سپرد کر دے گا جو شخص بغیر علم کے عمل کرے گا اُسکی اعمال فاسدہ بہ نسبت اعمال صالحہ کے زیادہ ہونگے اور آگاہ ہو کہ پرہیزگاری عزت ہے اور علم خزانہ ہے اور خاموشی نور ہے اور غایت زہد ورع ہے اور کسی چیز نے دین کو بدعتوں کی طرح منہدم نہیں کیا اور وقار کو لالچ کی طرح اہل نہیں کیا راعی (بادشاہ) سے رعیت کی اصلاح ہوتی ہے دعا سے بلا دفع ہوتی ہے جو دشنام دیگا اُن بھی ویسا ہی جواب پائیگا اور جو شخص بے سمجھے بوجھے کسی مہلکہ میں اپنے کو ڈالدے گا مبتلائے بلا ہوگا، نیکی اور احسان کرنے والے احسان لینے والوں کی طرف اہل حاجت سے زیادہ حاجتمند ہیں اسلئے کہ انکو نیکی کا اجر ملیگا اور انھیں اُس پر فخر ہوگا اور لوگوں میں اُسکا چرچا رہیگا، جو شخص کسی سے امید لگائے گا وہ اس سے خائف بھی ہوگا جو شخص کسی شے سے ناواقف ہوگا وہ اسکو معیوب سمجھیگا، فرصت غنیمت شے ہے، صحیفہ مومن کا سر نامہ اُسکا حسن خلق ہے صحیفہ سعید کا سر نامہ اچھی لفظوں میں اسکی مدح و ثنا ہے روایت کی زینت حافظہ ہے انکسار علم کی زینت ہے عقل کی زینت حسن ادب ہے خوبی زبان کی شیرینی میں ہے اور عقل میں کمال کا انحصار ہے اور ایذا رسانی سے باز

وقلة المخالفة يوم العدل على الظالم اشد من
يوم الجور على المظلوم من طلب البقا فليعد
للمصائب قلبا صبورا
العلماء غرباء لكثرة الجهال بينهم ثلاثة من لم يكن فيه
لم يسلم ترك العجلة والمشورة والتوكل على الله
عند العزيمة من نصح اخاه سرا فقد زانه
ومن نصحه علانية فقد شانه (انعام)
من استغنى بالله افتقر الناس اليه مسو
الانسان بالذنوب اكثر من حياته بالعمر
الفضائل اربع اجناس احدها الحكمة وقوامها
في الفكرة والثاني العفة وقوامها في الشهوة
والثالث القوة وقوامها في الغضب والرابع
العدل وقوامه في اعتدال قوى النفس
العامل بالظلم والمعين له والراضي
به شركاء افضل العلماء للحجة المسئلة عند
الشبهة ومن اخطأ وجوه المطالب خذلته الحيل
والطامع في وثاق الذل ومن احب البقاء
فليعد للبلاء قلبا صبورا
من استفاد اخا في الله فقد استفاد بيتا
في الجنة لو كانت السموات والارض رتقا
على عبد ثم اتقى الله لجعل الله له منهما فرجا ومخرجا
لو سكت الجاهل ما اختلف الناس

رہنا مرد کے اخلاق حسنہ میں سے ہو اور یکا کام اپنے محبت دار شیخ آراء و
انکا صبر گلہ و شکوہ کی کمی ہے اور اُنکی نصیحتیں ان تینوں کما حقہ
جو خدا کو پسند ہوں مرد کا رفق اپنے بھائی کے ساتھ
یہ ہے کہ وہ ان لوگوں کے سامنے اسکو سرزنش کرے
جنکے سامنے وہ سرزنش کو مکروہ جانے اور اُسکی محبت
کا صدق اُسکی محنت کا دفع کرنا اور اُسکی محبت کی علامت
موافقت کی کثرت اور مخالفت کی کمی ہے،
عدل کا دن ظالم کیلئے مظلوم پر ظلم کرنے کے دن سے زیادہ
شاق ہے، جو شخص بقا کا طالب ہو وہ مصائب پر صبر کرنے
کیلئے قلب کو آمادہ کرے،
علماء غریب ہیں اسواسطے کہ انکے مابین جاہلوں کی کثرت
ہے جسمیں تین باتیں نہیں وہ ظالم نہ ہوگا، عجلت نہ کرنا مشورہ
سے کام لینا قصد کرکے اللہ پر توکل کرنا،
جس شخص نے پوشیدگی میں اپنے بھائی کو نصیحت کی
اُسنے اُسے زینت دی اور جسنے علانیہ نصیحت کی اُسنے اُسے
دشمن بنالیا،
جو شخص اللہ کے ہر رتبہ پر مستغنی رہیگا لوگ اسکے محتاج رہینگے
انسان کیلئے گناہوں میں مبتلا ہوکر مرنا اسکی طبیعی موت
سے سخت تر ہے اور انسان کی خیر و برکت کی زندگی اُسکی
طولانی زندگی سے زیادہ بہتر ہے
فضائل کی چار جنسیں ہیں اول حکمت اور اصل اسکی
فکر میں ہے دوسرے عفت اور اصل اسکی اعتدال

فساد الاخلاق بمعاشرة السفهاء وصلاح الاخلاق
بمنافسة العقلاء والخلق اشكال فكل
يعمل على شاكلته الناس اخوان فمن كانت اخوته
في غير ذات الله فانها تحوز عداوة وذلك قوله
الاخلاء يومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقين
الصبر على المصيبة مصيبة على الشامت
بها التوبة على اربعة دعائم ندم بالقلب
واستغفار باللسان وعمل بالجوارح وعزم ان لا
يعود ثلث من عمل الابرار اقامة الفرائض
واجتناب المحارم واحتراس من الغفلة
وثلث يبلغن بالعبد رضوان الله كثرة الاستغفار
وخفض الجانب وكثرة الصدقة
واربع من كن فيه استكمل الايمان من اعطى لله
ومنع في الله واحب لله وابغض فيه
من استحسن قبيحا كان شريكا فيه وكفر النعم
داعية المقت من جازاك بالشكر
فقد اعطاك اكثر مما اخذ منك الاصدقاء نفس
على الصديق يوفق اصلحك والله اليقين
المودة قرابة مستفادة كفى بالرجل
حسن اصلاح الاخيار باكرامهم والاشرار
بتاديبهم
اكثر كل الشريف من شرفه علمه والسودد

خواہش میں ہی تمیز کرے تو سخاوت اور اصل اسکی اعتدال
غضب میں ہی جو ہے عدل اور اصل اسکی اعتدال
قوائے نفس میں ہی،
ظالم اور اسکا مددگار اور ظلم پر راضی رہنے والا باہم
شریک ہیں شبہہ کے وقت شبہہ کو روکنے والی
حجت کے لیے علماء کی جانب رجوع کر
جس شخص نے ابتدائی مطلب میں غلطی کی تدبیر
اسکا ساتھ چھوڑ دیگی،
لالچی رنج ذلت میں بندھا ہوا ہے، جو شخص بقا کو محبوب
رکھے وہ بلا پر صبر کرنے کیلئے قلب کو آمادہ کرے
جس شخص نے اللہ کی محبت میں کسی مومن کو اپنا بھائی
بنایا اس نے اپنا گھر جنت میں بنا لیا اگر آسمان و زمین
کسی بندہ کو اپنے درمیان میں جکڑ لیں اور وہ خدا سے
رجوع کرے تو خدا اس بندش سے اسکو نکال دیگا،
اگر جاہل ساکت رہے تو لوگوں میں اختلاف نہ ہو،
فساد اخلاق کا موجب ظالم کی معاشرت اور صلاح کا
باعث عقلا کی صحبت ہے خلق کی مختلف شکلیں ہیں اور ہر شخص
اپنی طبعی شکل کے موافق عمل کرتا ہے اور لوگ آپس میں بھائی
بھائی ہیں تو جو شخص بغیر لحاظ ذات خدا کے برادری کا برتاؤ
کرے گا وہ عنقریب دشمنی ہوگی اور دلیل اسکی خدائے تعالیٰ
کا یہ قول ہے کہ آج کے دن دوستی کا دم بھرنے والوں میں سے
بعض بعض کے دشمن ہیں

كل الشكوى الى الله ترشيه،

(من كتاب الجنابذي نقله صاحب الكشف)

من كمال المروة تركه ما لا يجمل به ومن حيائه ان
لا يلقى احدا بما يكره ومن عقله حسن رفقه
ومن ادبه ان لا يترك ما لا بد له منه ومن عرفانه
علمه بزمانه ومن ورعه غض بصره وعفة بطنه
ومن حسن خلقه كفه اذاه ومن سخائه بره بمن
حقه عليه واخراجه حق الله من ماله
ومن كرمه ايثاره على نفسه ومن عقله
انصافه من نفسه ومن حلمه تركه الغضب
عند مخالفته ومن انصافه قول الحق
اذا بان له ومن نصحه نهيه عما لا يرضاه
لنفسه ومن صلاحه شدة خوفه من ذنوبه
ومن حكمته علمه بنفسه ومن سلامته قلة
حفظه لعيوب غيره وعنايته بصلاح عيوبه

صابر کا مصیبت پر صبر کرنا مصیبت پر شماتت کرنے والے
کے لیے مصیبت ہے، توبہ کے چار ستون ہیں (۱) دل سے
پشیمانی (۲) زبان سے استغفار (۳) اعضا سے عمل (۴) گناہ
کی طرف عود کرنیکا قصد نہ ہو، تین باتیں ابرار کا عمل ہیں (۱) فرائض
کا ادا کرتے رہنا (۲) محرمات سے پرہیز کرنا غفلت سے بچنا،
تین باتیں بندہ کو رضائے خدا تک پہونچا دیتی ہیں (۱)
استغفار کی کثرت (۲) انکسار (۳) خیرات کی زیادتی
جسمیں چار باتیں ہونگی اسکا ایمان کامل ہوجائیگا
(۱) خدا واسطے عطا کرے (۲) خدا کی راہ میں احسان
کرے (۳) خدا واسطے محبت کرے (۴) خدا کی راہ میں دشمنی
کرے۔
جو شخص کسی امر قبیح میں کسی کی آزمائش کرے اور
اسمیں مبتلا ہوجائے تو وہ شخص اس امر میں فاعل قبیح کا شریک
ہوگا اور نعمت کا شکر نہ کرنا غضب الٰہی کے نازل ہونیکا
سبب ہے جس شخص نے شکر سے تیرے احسان کی جزا دیا
اسنے جتنا تجھ سے لیا تھا اس سے زیادہ دیدیا دوست پر تہمت لگانا تجکو مبتلائے فنا نہ کرے اللہ اسکی طرف سے
تیرے یقین کی اصلاح کرے مودت اکتساب کی ہوئی قرابت ہے،

مروت کی حفاظت کے لیے یہی کافی ہے کہ نیکو کاروں کی تعظیم کرکے انکی اصلاح کرے اور شریروں کو تادیب کرکے
انھیں راہ راست پر لائے،

پورا شریف وہی ہے جسے اسکا علم شریف بنائے اور پوری سرداری اسی کے لیے ہے جسکا مربی اللہ ہے،

مروت کا کمال یہ ہے کہ انسان ان امور کو ترک کرے، جو حلال نہیں ہیں اور وہ یہ ہے کہ مکروہ ناگوار باتیں کسی
کے سامنے نہ کرے اور حسن عقل کا نتیجہ کمال ادب ہے کہ کسی ضروری چیز کو ترک کرے اور ورع یہ ہے کہ نادیدنی چیز پر

سے چشم پوشی کرے اور اپنے شکم کو حرام چیزوں سے بچائے اور حسن خلق یہ ہے کہ کسی کو ایذا نہ دے اور سخاوت یہ ہے کہ جن لوگوں کا حق انسان پر واجب ہے اُن سے نیکی کرے وپنے مال میں سے خدا کا حق نکالتا رہے اور کرم یہ ہے کہ اپنے نفس پر دوسروں کو مقدم کرے اور عقل کی بات یہ ہے کہ اپنے نفس کے ساتھ انصاف کرے اور حلم یہ ہے کہ مخالفت کے وقت غصہ نہ کرے اور انصاف یہ ہے کہ ظہور حق کے بعد حق بات کہے اور نصیحت یہ ہے کہ جس بات کو اپنے لیے پسند نہ کرے اُسکی ممانعت کرے،

اور انسان کی صلاح یہ ہے کہ وہ اپنے گناہوں سے بشدت خائف رہے اور حکمت اُسکی یہ ہے کہ اپنے نفس کا علم ہو اور سلامتی اُسکی یہ ہے کہ وہ دوسروں کے عیبوں کو کم یاد رکھے اور غنایت اُسکی یہ ہے کہ وہ اپنے عیبوں کی اصلاح کرے

یہ وہ فقرات صغار ہیں جن میں اصول علمیہ و حکمیہ و اخلاقیہ اس طرح کوٹ کوٹ کے بھر دیے گئے ہیں جن کی شرح کیلئے بڑے بڑے دفاتر بھی کافی نہیں ہو سکتے اور ہمیں خوف ہے کہ ہم اُنکے ترجمہ میں اُن مطالب کو اچھی طرح ادا نہیں کر سکے جو اصل کلام میں امام نے ودیعت رکھے تھے تاہم ایک معنوی ترجمہ اپنی عقل و فہم کے مواقف پیش کر دیا شاید کسی قابل ہو

(سید مجتبیٰ احسن موسوی)

صدائے بلتستان

انجمن امامیہ کرہ منصوری کے تبلیغی جلسے کے حالات گذشتہ نمبروں میں ملاحظہ ناظرین گذر چکے ہیں یہ انجمن درحقیقت ہندوستان میں بسنے والے اہل بلتستان نے اپنے سچے مذہب اور اپنے ہم مذہب اور ہم وطن کی ہمدردی میں قائم کی ہے اور غرض اسکی اہل بلتستان کی علمی و روحانی و ادبی ترقی اور اُنکے مذہب کی حفاظت اور وہابیت کے بڑھتے ہوئے اثرات کی روک تھام ہے انجمن مذکورہ نے بالفعل ایک رسالہ ۲۴ صفحہ کا بنام صدائے بلتستان شائع کر کے ہمارے پاس بھی روانہ کیا ہے جسکا مطالعہ ہمارے لیے بہت کچھ باعث مسرت اور امید افزا ہے اور ہم بانیان انجمن کو تہ دل سے انکی اس بیداری پر مبارکباد دیتے ہیں اور خدا کا شکر کرتے ہیں کہ سرکار الواعظین کے مبلغ جلیل مولوی سید اسمٰعیل حسین صاحب کی محنت ٹھکانے لگی اور بلتستان اپنے قومی و مذہبی تحفظ کے لیے تیار ہو گیا

اس رسالہ میں منجملہ ۷۳ فرق اسلام کے فرقۂ ناجیہ کی تحقیق فرما کر فرقہ وہابیہ اور انکے اکابر کی حقیقت اور بلتستان میں انکی ارتقائی اور عملی حالت پر حسب اقتضا خامہ فرسائی کر کے اُنکے تبلیغی اثرات سے بچنے اور اپنے مذہب کو محفوظ رکھنے کی طرف کافی توجہ دلائی گئی ہے اور انجمن کا دستور العمل بھی اسی کے ساتھ شائع کر دیا ہے، اس انجمن کی طرف توجہ کرنا اور اسکے ہدایات پر عمل پیرا ہو کر اپنے مذہبی تحفظ اور فرقہ وہابیہ کے اثرات کے دفاع میں کوشش کرنا اہل بلتستان کا ایک اہم مذہبی فرض ہے اور ہمیں امید ہے کہ ان شاء اللہ یہ دبی ہوئی صدا خالی نہ جا کر لبیک کی مستحق مان لی جائے گی

سلسلۂ کعبیات ملاحظہ ہو الواعظ نمبر ۱۲ ج

ہر چیز کی ایک غرض و غایت ہوا کرتی ہے جسکے بغیر غیر وقیع ہے عالم امکان میں کوئی وجود ایسا نہیں
جو بے فائدہ ہو آسمان کا کھچا ہوا خیمہ زمین کا طول و عریض فرش سبزہ کی مخملی مسند کسکے لیے بچھائی گئی،
جواب یہی ملیگا کہ بنی آدم کے خواب استراحت کیلیے جو خلاصۂ عالم کی ہے اور شریف ترین مخلوق تھی جسکے آسائش
و آرام کیلئے اسنے خود ہر ضروری چیز مہیا کی ستاروں کی بے شمار قندیلیں آفتاب و ماہتاب ایسے نہ بجھنے والے
دو چراغ جنہوں نے شب و روز کی تقسیم اپنے ذمہ لے لی ہے غور تو کرو کہ کیا کچھ نہ فراہم کیا اگر شامیانہ فلک کے زیر سایہ
کوئی مخلوق نہ ہوتا اور شمس و قمر کی ضیا باری سے لطف اندوز ہونیوالے معدوم درختوں کی میوہ توڑنے والے نہ ہوتے تو عالم
کا ورق سادہ اور بادگیتی کی آغوش بھیانک تھی اسکی ساتھ فضا کا سناٹا عالم کے عبث ہونیکا ثبوت بھی تھا،

کعبہ کی مختصر چار دیواری کی غرض و غایت بھی اسیطرح اگر نہ دکھائی جائے تو اسکی تعمیر میں انبیاء کا انہماک بیکار
معلوم ہوتا ہے لیکن جب ہم تاریخ کعبہ پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کعبہ کے خصوصیات کیا ہیں اگر اسمیں کوئی
فرد بشر ٹھہرا تو وہ اپنی شخصیت میں فرد فرید ہوگا،

(۱) کعبہ کی پہلی بنیاد صفی خدا آدم ابو البشر نے ڈالی اور ملائکہ نے انکی مدد کی معصومین کے ہاتھوں گھر بنکر تیار ہوا مگر
رہنے والے کا پتہ نہیں آدم نے بحیثیت ایک کارکن کے خدمات انجام دیئے کیا حق تھا کہ وہ پوچھیں یہاں کون رہیگا؟
خود عمارت بنجانے سے ثابت ہوا رہنے والا بھی اسکا ایسا ہی مقرب برگزیدہ ہوگا جیسا کہ تمام دنیا کے
طول و عرض میں یہ زمین منتخب ہوکر قابل تعظیم ہوئی

(۲) جنت کا وہ پتھر جو ارباب کفر و شرک کے دست تعدی سے مس ہونیکے قبل وہ ہمہ تن سفید تھا عالم
بالا سے لاکر رکھا گیا جسکو دنیا حجر اسود سے تعبیر کرتی ہے اسکو کعبہ کا طرۂ امتیاز دیکر سمجھنے والوں کو سمجھنا چاہیئے تھا کہ
اس گھر میں کوئی جنت نشین ہی قیام کرسکتا ہے جسکے لیے جنت کا حجر پاسبان بنایا گیا ہے مگر مدتیں گذر گئیں جتنی کہ زمانے

والا آدم) دنیا سے اُٹھ بھی گیا اور اُنکی اولاد میں یکے بعد دیگرے عنان حکومت آئی زمانہ کے دور نے نسخ شریعت کی ضرورت محسوس کی اور شیخ المرسلین نوح مبعوث ہوئے جدید شریعت کا آغاز ہوا اس عرصہ میں سرد گرم ہوائے زمانہ کی خوب خوب چلیں مٹی اُڑی، سربلند عمارتوں کو ڈھا دیا امتداد دہر سے اگلے نقوش محو ہونے لگے کعبہ بھی اگر فنا ہو جاتا تو تعجب تھا مگر کعبہ تک کسی کا دسترس نہ ہوا

(۳) نوح نے نو سو پچاس برس تک قوم کی انتہائی ہدایت و اصلاح میں ناکامیاب ہو کر دعائے بد کی اور قدرت نے عالمگیر عذاب کا وعدہ کیا کیونکہ نوح کسی نبی کے ماتحت نہ تھے اور تمام دنیا میں انھیں کی شریعت بحیثیت اُولو العزم کے تھی اس سیل آب میں جسکی موجیں بنص قرآنی وہ کالجبال تھیں اور ملائکہ عذاب پہاڑوں پر سے پانی کو تھپیڑے دیتے ہیں مشغول تھی اگر کوئی خطہ بچا تو کعبہ تھا جسکے گرد پانی کی اُٹھتی ہوئی چادروں نے سد کھینچ دی اور تمام لوگوں سے امن میں کر کے "بیت العتیق" کہلوا لیا۔

تمام دنیا کا غرق ہونا اور حجرہ کعبہ کا محفوظ رہنا تعجب خیز اور خارق عادت امر تھا کہ اہل عقل کو سمجھنا چاہیے تھا کہ جس مکان سے عذاب کو لگاؤ نہ ہوا اور جسمیں اتنا نہیب ہو کہ غیر معمولی پانی میں سما ہو تو اگر اسمیں کوئی مکین ہو گا تو وہ مجسمہ رحمت اور معجز نما ہی ہو سکتا ہے

(۴) اب وہ وقت آیا کہ خلیل خدا ابراہیم کی ولادت ہوئی اول تو کچھ خاص خصوصیتیں ایسی تھیں جن سے ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کو زبان حق تھا کہ کعبہ کی خدمت کریں دوسرے صنم پرستی نے اتنا عروج حاصل کیا تھا کہ کعبہ تک بتوں کے قدم پہونچ گئے تھے جناب باری نے وحی کی "طھرا للطائفین" اور ابراہیم و اسماعیل تطہیر بیت میں مصروف ہوئے صاحبان بصیرت سمجھے کہ جب بیت کی تطہیر یہ کرتے تھے تو اہل بیت بھی ہو گا جسکی تطہیر خدا کرے لیکن دور خلیل بھی انتظار میں گذرا اور کعبہ اپنی خدمتوں انبیا کو شہرت کے اسنا تقسیم کرتا رہا اور اسمٰعیل کی نسل پھیلنے شروع ہوئی اور عرب میں ابراہیم کی ذریت کو خاص اعزاز حاصل ہوا بنی ہاشم نے آبا و اجداد کا انکا نام روشن کیا کہ انکا خاندان مستقل شہرت کا مالک ہوا،

(۵) ابرہہ بادشاہ حبش کا فرمانروا ایک متمرد اور سرکش ظالم تھا وہ حسد پر متوسط فطری عداوت تھی عرب سے ملک میں جہاں آج تک کبھی نظر نہیں آئی چار سو ہاتھی جمع کیے اور کعبہ ڈھانے کے لیے بڑا خاندان بنی ہاشم میں ابو طالب ایسی ہستیاں جو تھیں جسکی جبین ملتے بڑے ہم انسان تو سے شکن بھی آئی اور اپنی جگہ بھی) طلے کیے

بیٹھے رہے کہ پھر خدا کا گھر وہی بچائے گا قدرت بھی خندزن تھی کہ آئی طاقت کے مقابلہ میں اصحاب فیل کی کیا وقعت ہو سکتی ہے اور اسی اپنی انتظام میں ایک چھوٹے پرندوں کا لشکر ترتیب دیکر روانہ کیا جو ابابیل سے مشہور ہوئے انہوں نے نزول کیا جنکے حملوں کو فجعلھم کعصف ماکول سے بتاتا ہے۔

کیونکہ کعبہ بچا اسی کے ۳۰ سال بعد کعبہ میں علیؑ پیدا ہونیوالے تھے اور تمام اہتمام اسی لئے تھے کہ مولود پیدا ہو جائے تو ثابت ہو آدم نے جسکی بنا ڈالی تھی اور خلیل نے جسکی تطہیر کی اور خدا نے جسکی حفاظت فرمائی وہ اسی دن کے لیے تھی کہ ۱۳ رجب ۳۰ عام الفیل سے تبل کعبہ پر کسی کا دسترس نہیں ہوا خدا کا شکر کہ ہم سواد اعظم اسلام کی ایک بڑی جماعت کے قلم سے گذشتہ نمبر وں میں آنحضرت کے مولود کعبہ ہونیکا ثبوت دیچکے اور آج بھی ہم بقیہ اقوال درج کرکے اس موضوع کو ختم کردینا چاہتے ہیں اٹھارہ جو گذشتہ رجب تک لکھ چکے تھے آج انیسویں سے ابتدا کرتے ہیں

(۱۹) الشیخ الاجل شمس الدین ابی الحسن یحیی بن الحسن بن الحسین بن علی بن محمد بن البطریق الاسدی الحلی المتوفی سنہ ۶۰۰ اپنے مناقب میں قمطراز ہیں

الفصل الثانی فی کنیتہ علیہ السلام کنیتان	دوسری فصل آپکی کنیت میں آنحضرت علیہ السلام
احدھما ابو الحسن ولد فی البیت الحرام سنۃ ثلاثین	کی دو کنیتیں تھیں جن میں سے ایک ابو الحسن ہے وہ خانہ کعبہ بیت
من عام الفیل یوم الجمعۃ الثالث عشر	اللہ الحرام میں سنہ ۳۰ عام الفیل میں جمعہ کے دن ۱۳ رجب کو
من رجب ولم یولد قبلہ ولا بعدہ مولود	پیدا ہوا اور کوئی مولود آپکے قبل اور آپکے بعد بجز
فی بیت اللہ تعالی سواہ منا من اللہ بجمہ	آپکے بیت اللہ تعالی میں پیدا نہیں ہوا،
وتعظیما لہ علی جلالۃ المحل العظیم	یہ اختصاص خدائے برتر کی جانب سے ایک مخصوص احسان ہے
عمدۃ البطریق	اور آپکی منزلت عظیمہ کی جلالت کا اظہار تھا،

اگرچہ مذکورۃ الصدر عبارت ایک شیعہ عالم کی ہے جو اہلسنت کے مقابلہ میں منقول نہیں ہو سکتی لیکن ابن البطریق علیہ الرحمۃ اسلام میں وہ مسلم الثبوت ہستی تھی جسکے محامد و اوصاف سے اہلسنت کے رجال چھلک رہے ہیں چنانچہ آپکی شان میں حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں

یحیی بن الحسن بن الحسین بن علی بن محمد	یحیی بن الحسن بن الحسین بن علی بن محمد الاسدی

الأسدي الحلي المعروف بابن البطريق تفرّد علم الفقه والكلام على مذهب الإمامية وقرأ النحو واللغة وتعلم النظم والنثر وجمع كتاباً صنّف إليه الفتوى في مذهب الإمامية وسكن بغداد مدة ثم واسط وكانت وفاته في شعبان سنة ستمائة وله سبع وسبعون سنة.

ذكره ابن النجار (لسان الميزان)

الحلی معروف بہ ابن بطریق نے فقہ اور علم نحو و لغت اور نظم و نثر کی تعلیم لی اور یہاں تک کوشش کی کہ مذہب امامیہ میں مفتی مان لیے گئے اور ایک مدت تک بغداد میں رہے پھر واسط چلے گئے وفات آپ کی شعبان سنہ ۶۰۰ ہجری میں واقع ہوئی اور عمر ستہر سال کی تھی، ابن نجار نے اسکو ذکر کیا ہے

یہ دلیل صحیح ہو «عمدہ» کے اعتبار و وثوق پر

(وجہ بست و یکم) ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی لکھتے ہیں :-

آوردہ اند کہ مثل این درخانہ کعبہ دو بار بود کہ ایشان را صنیا الولدی گفتند آن چنان بود کہ ہر فرزندیکہ در مکہ متولد می شد در موسم ولادت درون کعبہ می آمدند و می نہادند آنکار کہ محک نام داشت از دیوار بیرون آمد اگر فرزند حلال زادہ می بود بوسے سجدہ باز می گشت پدر و مادر آن طفل مہربانی می کردند و اگر فرزند حرام زادہ می بود آن را بغضب می کردند آن را تہمت شنعی شد حکم می کردند کہ او حرام زادہ است چون شاہ ولایت علی کرم اللہ وجہہ متولد شد در کعبہ آوردہ اند کہ ہر دو مار فرود آمد خواستند تا بوسے کنند شاہ سر دو مار را گرفت و دو پارہ کرد اہل مکہ در خروش شدند کہ محک را کشت و گریستند مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ فرمود غمگین مشوید پروردگار محک عالم علی را گردانید و رنگ محک دوم محک ہمی باشد ہر کہ علی و فرزندان او را دوست دارد حلال زادہ است و ہر کہ دشمن دارد تواند بود کہ حرام زادہ است (ہدایۃ السعداء صفحہ ۱۷۱)

(وجہ بست و دوم) مولوی صدر الدین احمد دہلوی جو متاخرین علمائے اہلسنت جماعت سے ہیں لکھتے ہیں

ولادت او درون کعبہ بعد از عام الفیل بسی سال در جمعہ سیزدہم ماہ رجب

(مدارج المصطفی صفحہ ۱ مطبوعہ کانپور سنہ ۱۳۰۲ ہجری)

(وجہ بست و سوم) عبد المسیح انطاکی شہر حلب ملک شام کا عیسائی عالم گذرا ہے اپنی منظومہ میں جس میں پانچ ہزار پانچ سو نوے ابیات مدح امیر المومنین علی بن ابی طالب میں کس طرح ہیں یوں طراز ہے

فی رحبة الكعبة الزمواو قد نشقت　　　انوار طفل وضاءت فی معانيها

قالوا ابن من فيجيبوا انه ولد　　　من نسل هاشم من اسمی محتدها

کعبہ کی فضا میں ایک نو مولود بچہ کے چہرہ کی چھوٹ پھیل گئی اور اکی تابانی نے دیوار کو روشن کر دیا لوگ پوچھتے ہیں کہ یہ مولود کسکا فرزند ہے کہتے ہیں کہ یہ بنی ہاشم کے خاندان کی بلند ترین نسل کا مبارک بچہ ہے

یہی اشعار ہمارے مطلوب کے اثبات میں کافی تھے لیکن فاضل شاعر نے اسپر ایک حاشیہ بھی اسطرح لکھدیا،

کانت ولادة سیدنا ومولانا امیر المؤمنین ع فی العام الثلاثین بعد ولادة المصطفی علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام علی ما حققه المحققون فیکون ولادته الشریفة فی سنة ۶۰۰ مسیحیة من تاریخ عیسی علی نبینا وآله وعلیه السلام فی الکعبة کرمها الله ولد منه انتهی (منه)

ہمارے سردار آقا امیر المومنین کی ولادت محققین کی تحقیق کے موافق رسولِ خدا کی ولادت سے ۳۰ سال بعد ہوئی اور اس حساب سے انکی ولادت تقریباً ۶۰۱ء میں واقع ہوئی آپکی ولادت کے مخصوص خصوصیات سے یہ کہ آپ کعبہ مکرمہ کے اندر پیدا ہوئے اور مادر گرامی نے آپکو وہیں متولد کیا۔

یہ عبارت ہمارے موضوع پر جسقدر منصفانہ روشنی ڈالتی ہے اسکی نظیر شاید ہی کسی دوسرے مورخ کے کلام میں نظر آئے اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ فاضل مولف کے نزدیک بھی حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی ولادت کعبہ میں محقق تھی جب ہی نظماً و نثراً اسکو ظاہر کیا،

(جہارم) فاضل معاصر مولوی عبد المجید خان اپنی سیر الخلفاء میں تحریر کرتے ہیں،

طبقات ابن سعد اور اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ حضرت علی مکہ مکرمہ میں بروز جمعہ بتاریخ ۱۳ رجب ۳۰ عام الفیل پیدا ہوئے آپسے پہلے خاص بیت اللہ شریف کی چار دیواری کے اندر کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا (سیر الخلفاء صفحہ ۱۴ الغائبہ ۱۵)

سیدنا حضرت علی اگرچہ چوتھے خلیفہ سمجھے جاتے ہیں لیکن درحقیقت وہ ہی خلفاء کے زمانہ میں صاحب اقتدار رہتے تھے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ ہوئے تو حضرت علی انکو امداد دیتے رہے انکے بعد جب حضرت عمر فاروق خلیفہ ہوئے تو انکے بھی سب سے بڑے مددگار حضرت علی تھے پھر حضرت فاروق کے بعد جب حضرت عثمان ذوالنورین خلیفہ ہوئے تو حضرت علی انکو بھی مدد دیتے رہے،

علی کے فضائل و کمالات کی ایک مختصر فہرست

کتاب فضل ترا آب بحر کافی نیست ‎ ‎ ‎ ‎ کہ تر کنند سر انگشت و صفحہ بشمارند

موضوع اس قدر وسیع طویل الذیل جس کے لیے بڑے بڑے حجیم و ضخیم دفاتر بھی کافی نہیں چہ جائیکہ محدود صفحات لکھنے والا اس قدر قلیل البضاعت و عدیم الفرصت جو اپنی ذاتی ضرورتوں میں بھی اپنے قلم کو جنبش دینے سے عاجز و قاصر چہ جائیکہ خدا و رسول کے محبوب مطلوب کے فضائل و کمالات مگر یہ خیر ممدوح کے فیضان باطنی پر بھروسہ کرکے ایک مختصر فہرست کے لکھنے کا ارادہ کرتا ہوں خدا پوری کرا دے اور مجھے بھی اپنے ممدوح کے مداحوں میں شریک کرلے،

عالم انوار میں نبوت و امامت کا اتحاد آنحضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ خلقت آدم سے چودہ ہزار برس پہلے ہم **خلقت آدم کے قبل ان دونوں کی یکجائی** اور علی اپنے پروردگار کے سامنے ایک نور تھے پھر جب آدم پیدا ہوئے تو اس نور کے دو ٹکڑے ہو گئے (مسند احمد بن حنبل اور ابن مغازلی کی روایت میں ہے کہ صلب عبدالمطلب میں اس نور کے دو ٹکڑے ہوئے مجھ میں نبوت قرار پائی اور علی میں خلافت) اور اسی طرح کی متعدد روایتیں ہیں جو نبوت و امامت کے اتحاد پر قبل خلقت آدم دلالت کر رہی ہیں،

عالم ایجاد میں آنے کی تاریخ ۱۳ رجب شب یکشنبہ سنہ ۳۰ عام الفیل مطابق سنہ ۹۱ اسکندری میں وہ جناب بیت **اور مقام ولادت باسعادت** الحرام کعبہ میں پیدا ہوئے اور یہ وہ زمانہ تھا کہ پرویز سرزمین فارس کے تخت سلطنت پر متمکن تھا اور آنحضرت کے عقد کو جناب خدیجہ کے ساتھ تین برس گزر چکے تھے (مطالب السئول)

اسم سامی اور کنیت گرامی ہر زبان اور ہر کتاب میں آپ ایک مخصوص نام سے مذکور ہیں اور باعتبار قائلین **اور القاب شریف** و ذاکرین آپ کے ۶۰ نام ہیں اور یہی اعداد خداوند عالم کے اسم ذات اللہ کے ہیں (روضۃ الصادقین) مگر سب سے زیادہ مشہور علی ہے اور یہ نام رسول اللہ نے رکھا تھا (مطالب السئول)

کنیت شریف ابو الحسن ابو الحسین ابو محمد ابو الریحانتین ابو السبطین ابو تراب ہے یہ کنیت ابو تراب آنحضرت کی رکھی ہوئی ہے اور امیر المومنین اس کنیت کو محبوب رکھتے تھے اور جب آپ کو اس کنیت سے پکارا جاتا تھا تو آپ خوش

ہوجاتے تھے (مطالب السؤل)

القاب شریف بعدد الفاظ اسم اعظم ۱۲ ہیں وہ الصادقین ہیں مگر سب زیادہ مشہور مرتضیٰ الوصی امیر المومنین ہیں (مطالب السؤل)

رضاعت دودھ پلانے والی عورتیں بلائی گئیں مگر آپ نے کسیکا پستان منہ میں نہیں لیا رسول خدا آتے تھے اور اپنی زبان علی کے منہ میں دیدیتے تھے اور علی چوستے چوستے سوجاتے تھے یہ سلسلہ یونہیں قائم رہا جبتک کہ خدا نے چاہا (راحتہ فی الصلاۃ)

تربیت جب مکہ میں قحط پڑا تو آنحضرت مع اپنے چچا حضرت عباس کے حضرت ابوطالب کے پاس آئے اور کہا کہ ہم آپکے عیال کا بار آپ پر سے ہلکا کرنا چاہتے ہیں حضرت ابوطالب نے کہا طالب اور عقیل کو میرے پاس چھوڑ دو اور جو چاہو کرو چنانچہ آنحضرت نے علی کو اور عباس نے جعفر کو لے لیا اور علی رسول کے ساتھ رہے یہانتک کہ آنحضرت مبعوث برسالت ہوئے تو علی نے آنحضرت کا اتباع کیا اور سب سے پہلے ایمان لائے اور آپکی تصدیق کی دو شنبہ کے روز آنحضرت مبعوث ہوئے سہ شنبہ کے روز علی نے آنحضرت کیساتھ نماز پڑھی (مطالب السؤل)

قبول اسلام کے وقت آپکی عمر شریف برایت سلمان فارسی آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ اس امت میں میرے بعد سب سے بہتر شخص علی ہیں جو سب سے پہلے ایمان لایا (مستدرک) اور دوسری حدیث میں بروایت سلمان فارسی ابوذر غفاری ارشاد فرماتے ہیں کہ یا علی تم پہلے شخص ہو جو مجھپر ایمان لائے اور میری رسالت کی تصدیق کی تم صدیق اکبر ہو (حاکم، دیلمی، طبرانی) روایات مذکورہ بالا سے واضح ہے کہ علی نے سب سے پہلے آنحضرت کی تصدیق کی اور یہ مسئلہ ہے کہ جسمیں کسیکو اختلاف نہیں ہے محل اختلاف اس امر میں ہے کہ آپکی عمر شریف تیرہ برس سے زائد کے اقوال بھی پائے جاتے ہیں اور اس سے کم کے بھی لیکن اکثر و اشہر یہ ہے کہ وہ جناب اسوقت تک سن بلوغ کو نہیں پہونچے تھے مگر اسلئے کہ ایمان و اسلام و اعتقادات کا تعلق کمال عقل پر منحصر ہے لہذا صغر سن آپکے اسلام و ایمان کو ناقابل عتنا ثابت نہیں کرسکتا (دیکھو مسند ابو حنیفہ)

آپنے کبھی بت کو سجدہ نہیں کیا حسن بن علی مدائنی لکھتے ہیں کہ علی نے بچپن میں ہبل کو سجدہ نہیں کیا اسوجہ سے آپکو کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں یہ لقب آپکے سوا کسی صحابی کو نصیب نہیں ہوا (نزل الابرار)

آپکے فضائل و کمالات علمیہ

بروایت حضرت عمر بن خطاب آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ علی کے مثل کسی شخص نے فضل حاصل نہیں کیا وہ

اپنے دوست کو ہدایت کرتا ہے اور برائی سے پھیرتا ہے (طبرانی) دوسری حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں کہ علی کا علم خدا کے ساتھ تمام لوگوں سے زائد تر ہے (فضائل الصحابہ)

یا دریا اسی قسم کی دوسری روایتیں اگرچہ بالاجمال آپ کے فضل و کمال پر روشنی ڈال رہی ہیں لیکن ہم آپکے اقسام علوم پر کسیقدر تفصیل سے نظر کرنا چاہتے ہیں،

علم الٰہی یا علم کلام آپ ہی سے اس علم کی ابتدا ہوئی اور آپ ہی کی طرف اسکی انتہا ہے اور اسلام کے تمام متکلمین کا علم آپ ہی سے ماخوذ اور منسوب آپ ہی کی طرف منسوب ہیں امامیہ و زیدیہ کا انتساب تو کسی دلیل کا محتاج نہیں اسکے سوا معتزلہ و اشاعرہ تو اکابر معتزلہ میں سے واصل بن عطا ابو ہاشم عبداللہ بن محمد حنفیہ کے شاگرد تھے اور ابو ہاشم اپنے باپ کے اور وہ اپنے بزرگوار علی بن ابی طالب کے شاگرد تھے اور اشاعرہ ابو الحسن اشعری کی طرف منسوب ہیں جو ابو علی جبائی کے شاگرد تھے اور ابو علی شیوخ معتزلہ میں سے ہیں

علم قرآن قرآن مجید کے ایک چوتھائی حصہ دوسرے لفظوں میں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتوں میں سے تین سو آیتیں جن کی شان میں نازل ہوئی ہوں (ابن عساکر) اور حدیث شریف علی مع القرآن والقرآن مع علی جسکے علم قرآن کی شہادت دے رہی ہے اور جس نے عہد رسول ہی میں قرآن حفظ کر لیا ہو اور جو سب سے پہلا جامع قرآن ہو اور جس کی ذات سے فیض آیات قاری عبدالرحمن بن سلمی سے استاذ القرا اور انھیں کے واسطے سے ابی بن عسلا و عاصم بن ابی النجود جیسے ائمہ قرار کا مرجع ہوں اسکے علم قرآن کی حقیقت کا بیان ہمارے امکان سے خارج ہے،

علم تفسیر کتب تفسیر کی طرف رجوع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ علم تفسیر کا حصہ کثیرہ عبداللہ بن عباس سے منقول ہے جنکا لقب رئیس المفسرین ہے اور عبداللہ بن عباس کا تلمذ امیر المومنین سے کوئی مخفی بات نہیں ہے انھیں رئیس المفسرین سے پوچھا گیا کہ آپ کے علم کو آپ کے ابن عم کے علم سے کیا نسبت ہے، فرمایا کہ جو نسبت قطرۂ باران کو بحر محیط سے ہے

(شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی)

علم حدیث زمانہ کی برگشتگی بعد عہد رسالت کے آنجناب سے واضح ہے اور زمانہ خلافت ظاہری میں بھی جتنی مہلت ملی وہ پوشیدہ نہیں ہے تاہم آپ سے بکثرت روایتیں منقول ہیں یوسف بن عبید نے حسن بصری سے پوچھا کہ اے ابو سعید تم ہمیشہ یہی کہا کرتے ہو کہ جناب رسول خدا یہ ارشاد فرماتے تھے حالانکہ تم نے آنحضرت کو دیکھا بھی نہیں حسن بصری نے کہا کہ بھتیجے تم نے بڑی بات پوچھی تم دیکھ رہے ہو کہ میں کس زمانہ میں ہوں (حجاج کی طرف اشارہ تھا)

میں جتنے اقوال آنحضرتؐ کے بیان کرتا ہوں وہ سب میں نے امیرالمومنین علی سے سُنے ہیں جیسا کہ آجکل میں امیرالمومنین کا نام نہیں لے سکتا جو جیسے قال رسول اللہ کہدیا کرتا ہوں، جناب امیرؑ سے پوچھا گیا کہ آپ تمام صحابہ سے زائد روایتیں نقل فرماتے ہیں اسکی کیا وجہ ہے فرمایا کہ میں آنحضرتؐ سے پوچھا کرتا تھا اور اگر خاموش رہتا تھا تو آنحضرت خود تعلیم دیتے تھے،

(کنزالعمال)

علم فقہ فقہ امامیہ میں آپ ہی ذات الاصفات کا مرجع بلکہ معدن ہونا تو اسقدر واضح ہے کہ کسی دلیل کے قائم کرنیکی احتیاج نہیں ہے یہی سواد اعظم کی فقہ تو اُن کے فقہا بھی اگرچہ ہمارے نزدیک آپ ہی فقہ کے پابند رہے لیکن پھر بھی اُن سب کا مرجع آپ ہی کی ذات الاصفات ہے،

امام اعظم حضرت ابو حنیفہ کوفی حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام کے شاگرد ہیں جیسا کہ ذہبی نے طبقات میں لکھا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے اُنکے بیٹے جعفر صادق اور اوزاعی اور زہری اور ابو حنیفہ نے روایت کی ہے اور خود امام صاحب لکھتے ہیں کہ اگر میں دو برس امام جعفر صادق کی خدمت میں نہ رہتا تو ہلاک ہو جاتا،

امام شافعی امام محمد بن حسن شیبانی کے شاگرد تھے جنھوں نے امام ابو حنیفہ سے فقہ حاصل کی تھی اور حضرت امام ابو حنیفہ امام محمد باقر علیہ السلام کے شاگرد تھے اور اسلئے انکا مرجع بھی بوسائط مذکورہ امیرالمومنین ہی کی ذات الاصفات ہے،

امام مالک امام ربیعۃ الرائی کے شاگرد تھے جنھوں نے فقہ و حدیث کو عکرمہ سے حاصل کیا تھا اور عکرمہ عبداللہ بن عباس کے شاگرد تھے اور وہ امیرالمومنین کے شاگرد تھے اور اس سلسلہ سے ان کا مرجع بھی سوائے امام امیرالمومنین ہی کی مقدس ہستی ہے۔

امام احمد بن حنبل امام شافعی کے شاگرد تھے اور اسلئے سب کی فقہ کا مرجع ذات الاصفات امیرالمومنین ہے، اب رہے فقہائے صحابہ تو اُن سب میں عبداللہ بن عباس اور عمر بن خطاب تھے اور یہ دونوں بھی آپ ہی سے مستفید ہوا کرتے تھے،

عبداللہ بن عباس کا استفادہ و تلمذ تو منجملہ واضحات ہے اور عمر کی رجوع بھی مسائل کثیرہ و مشکلہ امور مہمہ میں آپ ہی جانب کوئی چھپی ہوئی بات نہیں ہے بارہا کہا کرتے تھے لولا علی لھلک عمر اگر علی

نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا) لا یفتین احد منکم فی المسجد و علی حاضر مسجد رسول میں اگر علی موجود ہوں تو تم میں سے کوئی فتویٰ نہ دے،

علم قضا اس علم میں بھی آپ کا درجہ اسقدر ممتاز تھا کہ حیات رسول ہی میں آنحضرت کے حکم سے آپ یمن کے قاضی مقرر کیے گئے اور حدیث شریف اقضاکم علی نے اس علم میں آپکی فضیلت تمام صحابہ پر ثابت کر دی،

علم نحو و عربیت اس علم کے موجد بھی آپ ہی ہیں اور آپ ہی نے ابو الاسود دئلی کو اس علم کے جوامع و اصول لکھوا دیے تھے، اسم و فعل و حرف میں ہر کلام کا انحصار معرفہ و نکرہ کی طرف کلمہ کی تقسیم رفع اور نصب و جر اور جزم میں مجموعہ اعراب کا ضبط، یہ مختصر ضبط ہے جو ملحق بہ معجزات ہے اسواسطے کہ قوہ بشریہ اس حصر و استنباط کیلئے کافی و وافی نہیں ہو سکتی،

علم طریقت و تصوف یہ علم اگرچہ ہمارے نزدیک علوم صحیحہ شرعیہ سے نہیں ہے اور اسکا مشروع و ناجائز ہونا ہر پابند شریعت پر واضح و روشن ہے مگر اس علم کے تمام علما اپنی انتہائی انتساب کو آپ ہی کی جانب منتہی کرتے ہیں اور اپنے سلسلہ کو آپ ہی کی ذات فیض آیات تک پہونچا کر رک جاتے ہیں جیسا کہ شبلی و جنید اور سری اور ابی یزید بسطامی اور ابی محفوظ معروف کرخی وغیرہ نے تصریح کی ہے اور خرقہ جو آجتک ان کا شعار ہے ان بند متصل آپ ہی کی طرف مستند ہے،

آپکے فضائل و کمالات عملیہ و خلقیہ

زہد کبھی آپنے سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا اور طعام و لباس ہمیشہ خشن رکھا جو کی سخت و درشت و کھری دلی غذا تھی پھٹا پیوند دار موٹے کپڑے کا کرتہ جسمیں چمڑے یا خرمہ کی چھال کے پیوند لگے ہوتے تھے آپکا لباس تھا اور اگر اتفاقاً کبھی کوئی نان خورش نوش فرماتے تھے تو سرکہ یا نمک یا کوئی ساگ پات یا تھوڑا سا اونٹ کا دودھ گوشت بہت کم کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اپنے شکموں کا حیوانات کے مقبرہ نہ بناؤ لباس کی آستینیں اگر بڑی ہوتی تھیں تو پھاڑ ڈالتے تھے اور سلواتے نہ تھے آپنے دنیا کو تین بار طلاق دیدی تھی اور کبھی اسکی طرف مائل ہوتے تھے اور بجز ملک شام کے تمام بلاد اسلامیہ سے آپکے پاس مال آتا تھا مگر آپ اسکو تقسیم کر دیتے تھے

عبادت آپکی عبادات اور صوم و صلوۃ کی کثرت انسانی تصور سے بالا ہے ہمسایہ کے لوگ ہر شب میں ہزار تکبیرۃ الاحرام

کا شمار کر لیا کرتے تھے کثرت سجود سے پیشانی نورانی پر زانوئے شتر کی طرح گھٹے پڑ جاتے تھے میدان جنگ میں مصلیٰ بچھا درمیان دونوں صفوں کے بچھایا جاتا تھا تیر آپ کے سامنے آ آ کر گرتے تھے اور داہنے بائیں آپ کے کانوں کے پاس سنسناتے ہوئے گذر جاتے تھے مگر آپ بغیر اپنا وظیفہ ختم کیے ہوئے نہ اٹھتے تھے، آپ کی عائیں دعاؤں میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بہیبت عزت حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے کسقدر خاضع وخاشع رہتے تھے اور جلال وتعظیم خداوندعالم میں کس مرتبہ پر فائز تھے اور ان دعائیں کس خلوص پر متضمن اور کس دل سے اداور کس زبان سے جاری ہوتی تھیں سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپ کی عبادت کو آپ کے جد امجد کی عبادت سے کیا نسبت ہے فرمایا جو نسبت میرے جد امجد کی عبادت کو حضرت رسولؐ سے تھی،

شجاعت باوجود اس ہمہ عبادہ اور تقلیل غذا کے آپ کی قوت وشجاعت آپ کے معجزات خارق عادات میں شامل ہے آپ کی شجاعت نے سابقین کو بھلا دیا اور لاحقین کے نام صفحات شجاعت سے محو کر دیے آپ کی لڑائیاں قیامت تک ضرب المثل رہینگے اور تمام دنیا کے شجاع آپ کا نام لیکر میدان شجاعت میں اترینگے آپ کبھی کسی لشکر سے خوفناک نہیں ہوئے اور جو آپ کے مقابلہ میں آیا اُسکو قتل کیا ضربیں آپ کی ہمیشہ وتر ہوتی تھیں یعنی ایک ہی ضرب دشمن کا کام تمام کر دیتی تھی دوسری ضرب کی احتیاج نہ ہوتی تھی، شجاعان عرب آپ کے مقابلہ میں کھڑا ہونا اپنا فخر جانتے تھے اور مقتولوں کے پسماندہ آپ کے ہاتھ سے قتل ہو جانے پر افتخار کرتے تھے عمرو بن عبدود کی بہن اپنے بھائی کے مرثیہ میں لکھتی ہے:-

لو کان قاتل عمرو غیر قاتلہٖ ۔ بکیتہٗ ابداً مادمت فی الابد

اگر عمرو کا قاتل بجز علیؑ کے کوئی اور ہوتا تو جبتک زندہ رہتی گریہ وبکا کیا کرتی،

لکن قاتلہٗ من لا نظیر لہٗ ۔ وکان یدعی ابوہ بیضۃ البلد

مگر عمرو کا قاتل تو وہ ہے جسکا کوئی نظیر ہی نہیں ہے اور باپ اسکا بیضۃ البلد پکارا جاتا تھا

سخاوت اس صفت میں بھی آپکا کوئی مثل نظیر نہ تھا آپ روزہ رکھتے تھے اور اپنا کھانا مسکینوں اور یتیموں و اسیروں کو کھلا دیتے تھے جیسا کہ آیۂ کریمہ ویطعمون الطعام علی حبہٖ مسکینا ویتیما واسیرا آیۂ وافیہ الہدایہ انما نطعمکم لوجہ اللہ لانرید منکم جزاءً ولا شکوراً اور اسکے علاوہ دوسری آیتوں سے بھی اظہر وآشکار ہے مفسرین نے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ صرف چار درہم آپ کے پاس تھے ایک درہم

آپ نے رات کو خدا کی راہ میں دیدیا اور ایک دن کو اور ایک پوشیدگی میں اور ایک علانیہ خداوند عالم عزاسمہ نے الذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار سراً و علانیۃ آپ کی شان والاشان میں نازل فرمایا، آپ یہودیوں کے باغوں میں پانی پہونچاتے تھے یہاں تک ہاتھ آپ کے زخمی ہوجاتے اور جو اجرت ملتی تھی خدا کی راہ میں تقسیم کردیتے تھے اور اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتے تھے کبھی آپ نے سائل سے نہیں نہیں کی یہاں تک کہ آپکے دشمنوں نے بھی آپکی سخاوت کا اعتراف کیا محقن بن ابی محقن امیر المومنین کی خدمت سے لشکر معاویہ کے پاس آکر کہنے لگا کہ میں بخیل ترین مردم کے پاس سے ہوکر تیرے پاس آیا ہوں معاویہ نے کہا کہ ولے ہو تجھپر تو کیا سمجھکر حضرت کو ابخل الناس لکھتا ہے حالانکہ اگر اُن کے پاس ایک گھر سونے سے اور ایک گھر گھانس سے بھرا ہو تو وہ پہلے سونے کا گھر خدا کی راہ میں تقسیم کردیں، بیت المال میں آپ اپنے ہاتھ سے جھاڑو دیتے تھے اور اسمیں نماز پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے سونے اور اے چاندی تم کسی اور کو دھوکا دینا میں تمہاری دھوکہ میں نہیں آسکتا، آپ نے اپنے بعد کوئی میراث نہیں چھوڑی حالانکہ بجز ملک شام کے تمام دنیا آپ کے ہاتھ میں تھی، (شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی)

(باقی پھر کبھی)

(کاشف گوپال پوری)

شیعہ آفس قائم کرنیکی تجویز

الواعظ نمبر ۹ جلد ۵ بابت ۱۵ اپریل ۱۹۲۳ء میں سرمایہ مدرستہ الواعظین کے متعلق جو مختصر سا نوٹ ہم نے تحریر کیا تھا اسکی تائید میں جناب ذکی رضا صاحب رئیس مرشدآباد بنگال نے مضمون متذکرہ صدر تحریر فرماکر دیگر حضرات سے بھی اسکے لئے طلب کی تھی یہ مضمون مع ہمارے نوٹ کے نمبر ۱ جلد ۵ بابت ۱۵ اکتوبر میں طبع ہوا تھا جو بیحد پسند کیا گیا اور ہمارے پاس متعدد تحریریں اسکی تائید میں آرہی ہیں یہ تجویز درحقیقت بہت کچھ قابل غور ہے اور ہمیں امید ہے کہ اگر یہ تجویز جلسہ سالانہ میں پیش ہوکر طے ہوگئی اور اسنے عملی جامہ پہن لیا تو یقیناً مدرستہ الواعظین ایک مستقل سرمایہ کا مالک ہوکر پھر کسیکا دست نگر نہ رہیگا،

ہمنے جناب مجوز کو تحریر کیا تھا کہ وہ خود جلسہ سالانہ میں تشریف لاکر اپنی تجویز کو پیش کریں تو بہتر ہے مگر ہمیں ابتک انکی تشریف آوری کی اطلاع نہیں ملی بہرحال تجویز عمدہ و قابل غور ہے

علم تصنے تواتر معنوی کے بحث میں

کتاب فضل ترا آب بحر کافی نیست که ترکنند سر انگشت و صفحه بشمارند

حضرت مدیر علام رسالہ الواعظ دامت معالیہ و قرنت بالنجح والظفر آمالہ نے رجب منبر کے لئے مجھ ایسے ہمیرزد ہیچمدان کج مج زبان ژولیدہ بیان قلیل البضاعت کثیر الخبایت نسیان سراپا جرم و عصیان پر امیر المومنین علیہ السلام کے علمی کمالات و حکمی آیات بینات کے متعلق ایک مضمون لکھنے کی فرمائش وارد فرمائی ہی اور طرہ یہ ہی کہ اس فرمائش میں چند دیگر فرمائشات کو منطوی فرما دیا ہی کہ ان میں سے ہر ایک فرمائش اپنی نوعیت کے لحاظ سے ایسی ہی کہ بجز ایک ایسے عالی قدر حکیم مؤرخ فیلسوف کامل کے جسکی تمام عمر اسی فرمائش کے وادی ناپید کنار یا بحر متلاطم زخار کی سیاحت و سیاحت میں گذر گئے ہو مجھ ایسے معمولی آدمی کا اس سے عہدہ برا ہونا ممتنع عقلی ہی نہ کہ محال عادی تو اور فرمائشوں کا کیا ذکر مگر میرا نکا غائبانہ نیازمند ہوں سلئے انکی تعمیل ارشاد میں حتی الوسع والامکان عمداً بے پروائی اور پہلو تہی نہیں کر سکتا حسب مثل مشہور المامور معذور والمیسور لا یترک بالمعسور انکی تعمیل حکم کرنے کی کوشش کرتا ہوں خدا کرے یہ کوشش کسی حد تک بار آور ہو ورنہ انکی یہ فرمائش سوگند بہ خدائے عز و جل دریا کو کوزہ میں بند کرنے کی فرمائش سے کم نہیں بھلا میرا منہ ہی کہ اس بے مثل و بے مانند ہستی کے فضائل و کمالات کو لکھہ سکتا ہوں جس کے تمام جسم اقدس کے صرف ایک عضو کی حرکت اور صرف ایک حرکت جو ایک آن میں یا ایک وقت ہوئی ہو کل جن و انس کی عبادت سے جو تا قیام قیامت ہوتی رہے گی بنص رسول الثقلین باتفاق فریقین افضل و برتر ہو پھر جب ایک عضو کی حرکت کا یہ حال ہو تو دیگر اعضاء جوارح کے فضائل و اعمال جواز روز ولادت با سعادت تا روز وفات حسرت آیات ہر آن ساعات میں ہوتے رہے ہوں انکا کون احصا یا استقصا کر سکتا ہی بجز اسکے کہ اسکی کمال معرفت کا ادعا جناب رسالتمآب صلوات اللہ علیہ نے فرمایا تھا یا جناب احدیت جلت اسماؤہ کو لہذا محض اعتراف عجز ہی انکی کمال معرفت ہے اور اس صفت خاص میں وہ حضرت بیشک سہیم و شریک پروردگار عالم جلت اسماءہ کے ہیں جیسا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ نے اسی مضمون کو اپنی بے مثل بے نظیر رباعی میں کیا خوب نظم فرمایا ہی بجا کہ وہ رباعی بھی مثل ذات والا صفات حضرت امیر المومنین کے بے مثل لاجواب ہے جیسا کہ اسکے قافیوں سے اہل نظر سمجھ جاوینگے ٭ فرماتے ہیں ؎

اعلے ترازانی کہ علی خوانند والاترازانی کہ ولی دانند

بوحدت حق و اگواہ می خواست خدا بجلال حق آفریدہ و بے مانند

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت مدیر علام ایداللہ افاضاتہ الی یوم القیام کی پہلی فرمائش جو اُن کے مکتوب فصاحت اسلوب سے بقدر ضرورت نقل کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ:-

"امیر المومنین کے اقسام مضمون مطلوب حضرت کے اقسام علوم و کمالات کو واضح کرے اور زمان رسول و بعد علوم و کمالات زمان رسول جو علمی کارنامے آپ سے ظاہر ہوئے ہیں انکا مجملاً کاشف ہو"

اس کے متعلق میں حیران ہوں کیونکہ اس فرمائش کی تعمیل کروں باتفاق فریقین یہ علوم و مقطوع ہے کہ رسول خدا صلعم نے اپنی حیات میں حضرت کو باب مدینۃ العلم فرمایا تھا اور وقت ممات ہزار کلمات علم ایسے تعلیم فرمائے تھے جن میں کے ہر ایک کلمہ سے ہزار در ہزار دروازے علم کھل گئے تھے جب یہ حال ہے تو میں کیونکر ضبط حال کروں خدائے عزوجل حضرت کے انواع علوم و کمالات پر احاطہ کرنے سے قاصر ہوں میں تو کیا میری ایسی ہے کہ انبیاء اولوالعزم بھی اس وادی میں مثل میری حیرانی ختم ہی ہوتے مگر میں اس کے متعلق یہاں صرف اسقدر کہنے کو کافی سمجھتا ہوں ذرا ناظرین باتمکین کے اذہان بھی اسکو سمجھ سکتے ہیں کہ علم منطق اور اصول فقہ میں جسقدر علماء و متاخرین فریقین نے کتابیں لکھی ہیں انمیں بحث خبر پر ہے ان میں تواتر معنوی سے جہاں بحث کی گئی ہے اسکی مثال میں اب تک شجاعت علی و سخاوت حاتم کی نظیر پیش کیجاتی ہے مگر میرے خیال میں امیر المومنین علیہ السلام کی قوت اخبار عن الغیب یعنی پیشین گوئیوں کی وہ مثالیں جو درج تاریخ ہونے سے علاوہ سال کے بعد پوری ہوئیں ہیں وہ اس کثرت سے ہیں کہ حد تواتر معنوی سے باہر ہیں کہ وہ پیشین گوئیاں جو درج تاریخ ہونے سے پیشتر ارشاد ہوئیں اور پوری ہو گئیں اور درج تاریخ بھی ہوئیں انکی نظیریں ابن اعثم الکوفی اور دیگر مورخین و محدثین اہلسنت نے مستند و غیر مستند اپنی کتب میں درج کر دی ہیں کہ سخاوت حاتم کی جزئیں انکے مقابلہ میں عشر عشیر بلکہ عشر معشار بھی نہیں ہو سکتیں پھر کیا عضب ہے کہ تواتر معنوی کی مثال میں امیر المومنین علیہ السلام کی قوت غیب بینی نہ درج کی جائے اس کی چند مہتم بالشان نظیریں میں نے اپنی قصیدہ لامیۃ السندس بطور مشتی نمونہ از خروارے بحوالہ کتب بسیاری درج کر دی ہیں ناظرین انکی طرف مراجعت فرمائیں اور میرے دعویٰ کی حقیقت اور صدق کی داد دیں اسی طرح حضرت کے معجزات زمانیہ و باقیہ کا حال ہے کہ انکی وہ کثرت ہے العظمۃ للہ رب العالمین مرتبہ کمال کا اس حد سے گزر کر اب مشاہدہ کی حد پر پہونچ گئی ہیں جسکے کسی ملت و مذہب کا آدمی انکار نہیں

کر سکتا انکا منکر وہی شخص ہو سکتا ہے جو مجنون لا یعقل ہو لہٰذا حضرت کی معجزنمائی کو بھی اہل تواتر معنوی کرنا
چاہیے۔ وقس علیٰ ہذا حضرت کے علمی کمالات و حکمی معجزات کا حال ہے میں انھیں معجزات اس خیال سے کہتا ہوں
کہ حضرت کے آثار حکمت و عجائب توحید و تنزیہ لا تعد و لا تحصیٰ ہیں اور حضرت کے احادیث و خطب توحید میں منقول
پائے جاتے ہیں مگر ان حضرت کے صفائے ذہن و حدت نظر وغیرہ عقلی قوتوں کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں
ارسطو و افلاطون الٰہی و بقراط وغیرہ بھی حضرت سے بیشتر اسی قبیل کے نظریات ایجاد کر گئے ہیں اسمیں کوئی خصوصیت
امیر المومنین علیہ السلام کی نہیں ہے سوا اسکے کہ حضرت کے توقد ذہن و کمال صفائے نفس و عقل کی تعریف کیجائے
مگر ایک صحرا نشین عرب ان اپنے قوائے عقلیہ کی اسقدر ترکیہ و تمرین کر لے جیسا کہ حضرت نے کیا یہ ضرور باعث حیرت و تعجب
ہے حتی کہ متاخرین حکمائے فرنگ و مستشرقین یورپ نے اسی بنا پر خطب نہج البلاغہ کے واقعی حضرت کے کلام ہونے پر شبہ
کر دیا گو میں نے اس شبہ کو جیسا آئندہ واضح ہوگا پورے طور سے دفع کر دیا اور انکا مغالطہ ظاہر کر دیا لیکن جن اکتشافات
جدیدہ پر حکمائے فرنگ بجا طور سے فخر و ناز کرتے ہیں تقریباً جمیع انواع علوم فزکس طبعیات ریاضیات فلکیات ہیں
جو حضرت کے احادیث و خطب بالخصوص ایسے منصوص بہ نصوص قطعیہ ہیں جنمیں کسی قسم کے تاویل تکلف و تسویل کی گنجائش نہیں ہو سکتی
ان کے آثار و نصوص اس کثرت سے پائے جاتے ہیں کہ العظمۃ للہ اور ان میں سے بعض کی طرف مجھ ایسے قلیل البضاعت
اور بے مایہ شخص نے اپنی قصیدۂ لامیۃ الہند میں اشارہ کیا ہے اور میرے فرزند ارجمند حکیم فاضل و فیلسوف کامل شیخ بادشاہ حسین
بی اے دام عزہٗ و علاہٗ نے اپنی نادر الوجود انگریزی کتاب سائنس اینڈ اسلام کا ٹریٹیز میں کمال شرح و بسط و درج
کیے ہیں وہ اسقدر کثرت کے ساتھ اب بھی صفحۂ کائنات کی سطح بسیط پر منتقش نظر آتے ہیں کہ ان کا شمارہ بھی اگر نا فعلاً
بوجہ ضیق وقت طوق البشریہ سے خارج معلوم ہوتا ہے از انجملہ مثلاً آفتاب کے طول و عرض کی مقدار صحیح سے حضرت کا
خبر دینا کہ خود آفرینش آفتاب یا کم از کم آفرینش آدم علیہ السلام سے سولھویں صدی عیسوی کے اواسط تک کسی فرد بشر کو معلوم
بھی چھٹی صدی کے صحرا نشین عرب زادہ کو کیونکر معلوم ہو گئی اسی طرح ہیچون سیارہ کا اکتشاف یا آفتاب کی حرکت جو
کل اپنے نظام کے ساتھ ہرکیولس ستارہ کی طرف جاری ہے اسکا اکتشاف یا انہیں نجوم ثوابت کا سیار ہونا اور سیارہ کے
لیے توابع و جسامع قرار پانا آفتابوں اور ماہتابوں کا لاتعد و لاتحصیٰ ہونا اور پھر ان کا آباد ہونا اور فضائے عالم میں
انکا زنگ سے لٹکنا یا زمین کی حرکت اینیہ وضعیہ کا دریافت فرمانا یا پہاڑوں کا تکون اور انکی حرکت اسی طرح عجائب
علم حیوانات و نباتات اور نباتات کے صبح و شام سجود و قیام کا دریافت فرمانا اور اسکا مشاہدہ میں آنا یا فضائے عالم اور اسکی

کائنات کا معجزات یعنی لاتعد لاتحصیٰ کہکشانوں میں معین ہونا اور انکا باہمی متشابک ہونا وغیرہ وغیرہ کہ اگر انکی طرف اس مقام پر اشارہ بھی ... کروں تو یہ مضمون ایک مجلد ضخیم کی صورت پیدا کرے یہ وہ کمالات علمی ہیں کہ اگر العیاذ باللہ جناب رسالتمآب صلوات اللہ علیہ حضرت کو بغرض محال اپنا وصی جانشین مقرر فرماتے یا خود خداوند عالم نعوذ باللہ حضرت کے ایسا حکم نہ دیتا جب بھی ہم اپنی رائے اور اختیار سے انہیں کو حضرت کا خلیفہ بلافصل قرار دیتے اور ہرگز معاذاللہ زید عمرو بکر کی طرف رخ نہ کرتے اگر رسالتمآب کی رسالت و خداوند عالم کی خدائی میں شک ضرور ہو جاتا کہ دونوں میں سے کسی نے العیاذ باللہ ترک اصلح ضرور کیا نعوذ باللہ من ذالک و تفضیل مفضول کا ارتکاب کیا جو دونوں میں ہر کسی سے ممتنع عقلی ضروری خصوصاً ذات باری عز اسمہ سے قطعاً محال تھا اور یہی وہ کمالات تھے جنھوں نے نصیریوں کو خود حضرت کے زمانہ میں آپکو خدا ماننے پر مجبور کیا تھا تاکہ وہ حضرت کے زمانہ میں معجزات سے غابات احیاء اموات اور شہر مدائن میں کاسۂ سر نوشیروان عادل سے ہمکلام ہونے سے ہوا تھا مگر ہمارے لیے اس زمانہ میں معجزات باہرات علمی تحقیقات و انکشافات کے احیاء اموات سے ذرہ برابر کم نہیں ہیں وہ امیرالمومنین کے زمانہ میں اموات کو دیکھکر تاب ضبط نہ لاسکے اور حضرت کی الوہیت و ربوبیت کا نعرہ بلند کر دیا اور ہم انکی چودھویں صدی میں احیاء اموات سے بالاتر معجزات دیکھ کر بھی حضرت کو ایک عبد مخلوق خداوندی سمجھتے رہے یہ اپنا اپنا ظرف ہے مگر پھر بھی نصیریوں کو ایک حد تک معذور رکھوں گا بقول ابن ابی الحدید ؎

تقبلت افعال الربوبیۃ التی   عذرت بہا من شک انک مربوب

مگر حضرت بیدم شاہ وارثی باوجود مرید حضرت حاجی وارث علی شاہ صاحب مرحوم ساکن دیوہ شریف نے اس مضمون کو اپنے ایک قصیدہ میں کیا خوب نظم فرمایا ہے چنانچہ فرماتے ہیں ؎

دیکھا نصیریوں نے جب نور مرتضیٰ کا   اللہ ری تجلی دھوکہ ہوا خدا کا

حکیم مرزا حبیب قاآنی علیہ الرحمۃ نے نہیں معلوم کس جوش معرفت میں اشعار ذیل نظم فرمائے ہیں ؎

علی بندۂ خاص جاں آفریں   ولے در حقیقت جہاں آفریں

جہاں آفریں را ہمیں بندہ او   ولیکن جہاں آفرینندہ او

سرافرازیش در سرافگندگی   خدائیش در کسوت بندگی

ایک قصیدہ میں فرمایا ہے ؎

از آں گذشتہ کہ مخلوق او دانش گوئی ۔۔۔ بداں رسید کہ خلاق تا نیش خوانی

میں نے اس مسلۂ "واسطہ فی التکوین" پر فلسفہ اعلیٰ کے اصول پر اپنے حواشی لامیۃ الہند میں اور نیز اپنی اردو کتاب "مدینۃ العقل" میں بالخصوص اپنی تازہ ترین تصنیف کتاب "التبیان فی دفع الاستغراب والاستنکار من خطبۃ البیان" میں بکمال شرح و بسط روشنی ڈالی ہے اور متاخرین میں فانی علیہ الرحمہ نے تو کمال ہی کیا ہے میری کتاب گنج یا اُنکے اس شعر لاجواب کی بلکہ اشعار مذکورہ کی ایک مبسوط شرح ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں ؎

تو جز الست بر کیم نزنی بر کن اگر زنی ۔۔۔ ازل و ابد ہمہ ذرہ ذرہ پر از صدائے بلی کنی

ان علمی کمالات میں بتانا کہ کون کون حضرت رسالتمآب صلوات اللہ علیہ میں ظاہر ہوئے اور کون بعد وفات سرور کائنات سلام اللہ علیہ ظاہر ہوئے البتہ سر دست عسیر و دشوار ہے البتہ جو کمالات علمی حضرت سے بعد زمان رسول خود حضرت کی خلافت ظاہری اور اس سے قبل خلافت خلفائے ثلثہ میں ظاہر ہوئے اور اکثر یہود و نصاریٰ مشرف بہ ایمان ہوئے وہ اس قدر کثرت سے بروایت خاصہ و عامہ موافق و مخالف مروی اور کتب ائمہ حدیث اہلسنت میں مرقوم ہیں کہ ان کتابوں کی اگر فہرست لکھی جائے تو وہ بھی بہت ضخیم ہو مثلاً کتاب المجالس فقیہ ابو اللیث سمرقندی و مناقب اخطب خوارزم حنفی و مناقب ابن المغازلی شافعی و کفایت الطالب امام محمد بن مسلم گنجی شافعی و روضۃ ندیہ امام حافظ محمد اسمعیل امیر یمنی شیخ المشائخ امام شوکانی و ریاض النضرۃ محب الدین طبری و ذخیرۃ المالک وغیرہ دیگر کتب مناقب ائمہ اہلسنت بھی جنکے تحریر اسماء کے لئے ایک طولانی فہرست درکار ہے اور وقت بھی بہت تنگ ہے ان کتابوں میں کچھ آثار حضرت کے علمی کارناموں کے مل سکتے ہیں میں نے پتہ دینے کے لئے بعض کتب کے نام جو میرے مطالعہ میں ہیں انکو اختصاراً لکھدیا ہے اور "من ازاد غیر السیف بحثہ فقطعا الرش" پر قناعت کرتا ہوں اور حضرت میر علام کی دوسری فرمائش کی تعمیل میں ناظرین با تمکین کرتا ہوں

دوسری فرمائش حضرت میر علام کی یہ ہے کہ :۔

نہج البلاغہ کے کلام امیر المومنین ہونے کا ثبوت کتاب نہج البلاغہ اور الحکم کو آپ ہی کا کلام ثابت کر کے ان مجاہیل و جہلا کے کلام ذکر دیں جو ان کتب کو آپکا کلام نہیں جانتے"۔

اس فرمائش کے متعلق مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ کتاب مستطاب نہج البلاغہ بحمد اللہ تعالیٰ مجھے دو واسطوں سے پہونچی ہے یعنی اپنے شیخ الحدیث امام ثقہ حافظ قاضی حسین بن محسن الیمانی الحدیدی الانصاری الشافعی نزیل

بھوپال اور انکے شیخ پسر امام شوکانی سے جو اپنے والد سے اور اپنے مشائخ ثقات اثبات سے اس کتاب مستطاب
کی روایت کرتے ہیں اور امام شوکانی کی جلالت و عظمت جو حضرات اہلسنت بالخصوص فرقۂ اہلحدیث اور علماء وہابیہ
کے یہاں ہے وہ اظہر من الشمس و ابین من الامس ہے اور طرہ یہ ہے کہ پوری سند اس کتاب کی امام شوکانی
کے ثبت مشہور میں جو ہے جسکا نام اتحاف الاکابر باسناد الدفاتر ہے مرقوم ہے اور تمام سند میں سوائے مشاہیر ائمہ حدیث
اہلسنت اور بڑے بڑے ائمہ حفاظ و ثقات و اثبات کے سوائے مصنف نہج البلاغہ کے کوئی شیعہ نہیں ہے حسن اتفاق
سے اس کتاب مبارک کی شرح میرے خیال میں سب سے اول امام ابوبکر بیہقی نے جو عالیشان مورخ و حکیم فیلسوف
امام اہلسنت ہیں لکھی ہے شرح جس پایہ کی ہوگی وہ ظاہر ہے مگر افسوس ہے کیا بڑے بڑے علماء کی نظر سے نہیں
گذری صرف اسکا ذکر اور مورخ عظیم میں نے تو زری ہے مشہور امام محقق و مورخ قدیم کی کتاب تاریخ البدایۃ والنہایۃ میں
دیکھی ہے اسکے بعد امام فخر الدین رازی نے جو مشہور امام اہلسنت و حکیم فیلسوف ہیں لکھی ہے بھی افسوس ہے میں نے نہیں دیکھی صرف
اسکا ذکر کتاب عیون الانباء فی طبقات الحکماء والاطباء ابن ابی اصیبعہ میں میری نظر سے گذرا دیکھا تھا اسکے بعد علامہ
ہبۃ اللہ عبد الحمید ابن ابی الحدید معتزلی شافعی نے جو مشہور مورخ ادیب و حکیم و فیلسوف متکلم ہیں بیس جلدوں میں تصنیف
کی جو اپنی آپ نظیر ہے اس سے زائد اسکی تعریف ناممکن ہے اسکی جلالت قدر جس قدر ائمہ اہلسنت اور انکے
اعیان میں ہے وہ عبد الرزاق بن احمد بن محمد بن احمد الصابونی المعروف بابن الفوطی المورخ الاخباری الفیلسوف
شاگرد رشید محقق طوسی علیہ الرحمہ کی کتاب مجمع الاداب فی معجم الاسماء علی معجم الالقاب سے ظاہر ہے جو ابن الفوطی
نے پچاس جلدوں میں تراجم علماء میں تصنیف کی ہے یہ حقیقت مجھے شیخ امام صلاح بن محمد ابن شاکر بن احمد کتبی سے معروف
و مشہور مورخ کی کتاب فوات الوفیات سے معلوم ہوئی اور متاخرین علماء اہلسنت میں شیخ امام قوام الدین قاضی بغداد نے
بھی شرح نہج البلاغہ لکھی ہے افسوس کہ وہ بھی میری نظر سے نہیں گذری صرف اسکا ذکر میں نے شقائق نعمانیہ فی ذکر
علماء الدولۃ العثمانیہ میں پڑھا ہے یہ شخص مشاہیر علماء روم میں تھا اور سب سے آخر امام علامہ حکیم مورخ محقق مفتی محمد
عبدہ المالکی المصری نے اس کتاب مستطاب کی شرح لکھی ہے مگر وہ بہت مختصر اور بطور حاشیہ معلوم ہوتی ہے کہ جس
زمانہ میں جامع ازہر میں اس کتاب کا درس دیتے تھے تو بطور حل لغات اسکی مختصر تحشی بھی کرتے جاتے تھے مگر وہ
اپنے زمانہ میں امام الائمہ ضرور تھے اور اہلسنت انکو اپنا امام و مقتدی برابر مانتے رہے ہیں میرے علم میں استثنا چند
مثل ابن تیمیہ حرانی اور اسکے شیخ المشائخ امام ذہبی یا انکے اتباع مثل حافظ ابن حجر عسقلانی وغیرہ کے

اور کوئی منکر نہیں معلوم ہوا اور اس زمانہ میں اگر کوئی اس سے انکار کرتا ہے تو وہ ابن تیمیہ و ذہبی کی تقلید ہی کرتا ہوگا مگر ایسے ایسے اکابر اساطین ائمہ حدیث اہلسنت کے اقرار و اعتراف کے مقابلہ میں ایسی دو ایک غیر معتنی بہ اشخاص کا انکار کیا وقعت رکھ سکتا ہے اور پھر بھی ایسا انکار جسکے لیے کوئی دلیل و حجت نہیں پیش کر سکتے ؛

دوسری دلیل اس کتاب کے کلام امیر المومنین علیہ السلام ہونے کی یہ ہے کہ جو کچھ اس کتاب مستطاب میں شریف علیہ الرحمہ نے بطور یادداشت یا بیاض شعر کے حضرت کے کلام سے انتخاب کر کے درج فرمایا ہے وہ سب کا سب باایں ہمہ بے بضاعتی و کم مائیگی و عدم مساعدت زمانہ و فقدان اعوان و انصار و نایابی کتب و اسفار و گردش چرخ بیمدار زوائد افکار ائمہ اہلسنت کی کتب مسانید و معاجم و اجزاء میں مسندا یا باسانید صحیحہ مروی پایا ہے وہ لوگ قاطبۃ ائمہ اہلسنت و جماعت سے تھے مثل تاریخ ابن عساکر و کتاب الاسماء و الکنی ابو البشر و کتاب العقد ابن عبد ربہ المغربی و کتاب حلیۃ الاولیاء ابو نعیم اصفہانی و کتاب البیان و التبیین جاحظ معتزلی و کتاب اخبار الطوال ابن قتیبہ کاتب دینوری و کتاب کامل مبرد نحوی و کنز العمال و جمع الجوامع حافظ جلال الدین سیوطی وغیرہ وغیرہ جنکے اسمائ کیلئے ایک طولانی فہرست درکار ہے اس سے بڑھکر کیا ثبوت مطلوب ہے طرفہ یہ ہے کہ حافظ ابو الفرج ابن الجوزی نے انکا ایک شمہ بھی باب المستشنع من الموضوع علی الصحابہ میں کتاب الموضوعات سے نقل نہیں کیا ہے زبردستی کے انکار کا کیا علاج پھر علاوہ ان متعصبین کے جنکے پاس کوئی دلیل انکار نہیں ہے طبقہ مستشرقین حکماء فرنگ ہے جسکے رؤس در این زمانہ میں مسٹر گولڈ ٹسیہر و دی غویا اور ڈاکٹر سلمرون باباز در المانی وغیرہ مشاہیر مستشرقین جرمن زمین ہیں وہ بھی ایک عرصہ تک اسمیں شبہ کرنے والوں میں رہے مگر صریحی انکار نہیں کرتے انکے شبہ و شک کا مدار محض استغراب و استعجاب ہے بدقسمتی سے میں جرمنی زبان نہیں جانتا ہوں اسلئے انکی مؤلفات و تصنیفات نہیں پڑھ سکتا ہوں مگر ڈاکٹر ہارث المانی سے علیگڈھ میں مجھ سے ملاقات ہوا کرتی تھی انھوں نے مجھ سے بھی وجہ اشتباہ ان مستشرقین کی بیان کی تھی جسے میں نے کافی طور پر دفع کر دیا اور ان کا پورا اطمینان ہو گیا اب جرمن میں غالبا یہی تقریر ڈاکٹر گولڈ سیہر سے بھی کریں اور وہ بھی مطمئن ہو جائیں اور آئندہ تصانیف میں اپنی غلطی کا اعتراف فرمائیں کیونکہ وہ تمام مستشرقین یورپ میں ائمہ اہلبیت علیہم السلام کا عاشق و شیدا ہے اور بقول ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب پی ایچ ڈی ایم اے ڈی ایس سی سابق وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی الکویہ عضرہ کہا کرتا ہے کہ تمام دنیا شیعہ کیوں نہیں ہو جاتی ہے اسقدر شیعہ مذہب اور شیعہ لوگوں کو پسند کرتا ہے مگر اسی استبعاد و استعجاب سے وہ بھی خالی

نہیں ہے میں نے ڈاکٹر ہاروت صاحب المانی سے کہا کہ عجائب اکتشافات جدیدہ علوم سائنس و فلکیات و طبعیات جس پر اہل یورپ کو فخر و ناز ہے اور جو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے خطب و احادیث میں پائے جاتے ہیں انسے انکار نہیں کر سکتے اسلیئے کہ انمیں احتمال وضع و اختلاق ویسا ہی محال ہے جیسا شریک باری محال ہے پھر جو شخص اپنے جدت ذہن و توقد عقل و صفا و ذکاوت میں اتنے ایسے عجائب و اکتشافات پر قادر رہا اگر ان عجائب مسائل توحید و تنزیہ باری عز اسمہ کو اپنے خطب توحید میں بیان فرمائے تو اسمیں کیا استبعاد ہو سکتا ہے علاوہ بریں یہ کل خطب امیر المومنین علیہ السلام کے اگر بفرض محال موضوع و مختلق و منحول ہوتے تو اہلسنت آج کیوں انسے شیعہ معترضین پر حجت لاتے، اگر یہ خطبات جو سنیوں نے اپنی اسانید سے اپنے کتب میں نقل کیے ہیں یہ موضوع ہوتے تو آج سنی لوگ کس لیئے شیعوں کے جواب میں اپنے خلفاء کے نام سے نہ پیش کرتے اور انھیں کے نام سے کیوں نہ چسپاں کرتے جناب امیر علیہ السلام کے نام نامی اور اسم گرامی کی طرف منسوب کرتے میری اس تقریر سے ڈاکٹر ہاروت کو اطمینان ہو گیا اور انھوں نے اسکا اقرار و اعتراف فرمالیا و الحمد للہ علی احسانہ

حضرت مدیر علام کی دوسری فرمائش یہ ہے کہ :-

"اور نیز آپکے رواۃ رجال در آپکے زمانہ کے کاتبان حدیث کا بھی مصرح ہو"

اس فرمائش کے متعلق مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ کاتبان حدیث یا شیعہ ہو سکتے ہیں یا سنی، شیعوں کے کتب رجال بد قسمتی سے بہت کم پائے جاتے ہیں مگر سنیوں کے کتب رجال کثیرہ اور بسیط ہیں البتہ قدماء کے تصانیف مثل ابن معین و سفیان ثوری و سفیان ابن عیینہ و کامل ابن عدی و کتب فی ہلی حتی کہ بخاری کی تاریخ کبیر اور ائمہ صحاح کی مدونات و کتب رجال وغیرہ شیعوں کے کتب کیطرح مفقود ہیں مگر تہذیب الکمال و تذہیب التہذیب و تہذیب التہذیب وغیرہ بکثرت مل سکتی ہیں انکے اسماء کہاں تک درج کروں مزی نے تہذیب الکمال اور ذہبی نے تذہیب وغیرہ میں تقریباً تمام آنحضرت کے رواۃ و رجال کا ذکر کیا ہے انکی طرف مراجعت کرنا چاہیئے اور حالات و اوقات بھی انھیں کے کتب سیر و تاریخ مثل تاریخ طبری تاریخ ابن کثیر و دمشقی وغیرہ کے معلوم ہو سکتے ہیں اور سچ ہے کہ حافظ ابن عقدہ کے مصنفات اس زمانہ میں نایاب ہیں جنھوں نے ہر معصوم علیہ السلام کے رواۃ و رجال کا پورا استقرار و استقصاء اپنی کتاب التاریخ میں فرمادیا تھا اور جناب صدوق علیہ الرحمہ کے اور کتب کا کیا ذکر ہے کتاب مدینۃ العلم سی ضخیم کتاب الرجال اب بھی ایران میں کسی شخص کے پاس موجود ہے مگر شیعوں کی یہی بد مذاقی پست ہمتی

کا خطرہ ہے کہ اب تک کسی کو اس کی اشاعت کی توفیق نہ ہوئی صرف میرے شیخ المحدیث امام علامہ ثقہ ثبت حجت خاتم المحدثین مجلسی ثانی جناب الحاج میرزا حسین النوری الطبرسی رضی اللہ عنہ و اعلی اللہ مقامہ نے اس کتاب کی زیارت فرمائی تھی اس زمانہ میں اسکا وجود و عدم برابر ہے مگر میرا کام صرف نشان دینا ہے اور شیعوں کو غیرت دلانا ہے حالانکہ اس بے شرم گروہ کو غیرت دلانا بھی از قبیل استنطاق جماد ات ہے مگر کیا کیا جائے دل دکھے تو کس طرح فریاد نہ کیجئے۔

حضرت میر علام کی چوتھی فرمائش یہ ہے کہ:۔

"اور اگر کچھ کتب حدیث آپ کے زمانہ میں مدون ہوئے ہوں تو انکا بھی پتہ بتلائیے"

اس فرمائش کے متعلق عرض ہے کہ یہ فرمائش جسقدر مستوجب خوار ہے اسی قدر مجھ ایسے قلیل البضاعت ہیچکارہ انسان پر اسکا ادا کرنا سخت از سخت ہے حیرت ہے شیعوں کی ایسی بدمذاقی پست ہمتی کا رونا کہاں تک رویا جائے خدا کو اس فرقہ کا فنا ہونا منظور نہیں ہے ورنہ اس نے اپنے فنا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ہے دوسری قوموں کو دیکھکر بھی خود اپنی قابلیت سے نئی لائنیں ترقی کی ایجاد کرنا کیا دوسری قوموں کی لائنیں جو پیش نگاہ ہیں اس پر بھی چلنے کی توفیق نہیں ہوتی خدا فنا نہیں کرتا مگر لم از کم تعزرات میں ضرور ڈالتے ہوئے ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم اسکا سارا الزام اس فرقہ کے اہل دولت پر ہے اور بس خدا ان سے سخت باز پرس کرے گا مگر قتا نہ ہونگے بقول شریف رضی علیہ الرحمۃ ؎

بالجد لا بالمساعی یبلغ الشرف تمشی الجدود بانواہ وان وقفوا

غضب خدا کا حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے عہد خلافت کی اول تصنیف یعنی حضرت سلیم ابن قیس ہلالی رضی اللہ عنہ کی تاریخ اب بھی زمانہ سے مفقود نہیں ہے اور جناب آیۃ اللہ فی العالمین و حجۃ علی الجاہدین و نکالہ علی الظالمین میرے شیخ الحدیث سیدنا و مولنا ابی الفضل نجم الدین صدر المحققین سرکار شریعتمدار حضور مولانا السید ناصر حسین الموسوی النیشاپوری دامت برکاتہم کے خزانہ کتب یعنی کتبخانہ فردوسیہ میں موجود ہے اور اب تک کسی شیعہ رئیس کو اسکی اشاعت کی توفیق نہ ہوئی انا للہ و انا الیہ راجعون اتنا بڑا عظیم الشان تابعی حضرت کے زمانہ میں پوری تاریخ خلافت تحریر فرمادے اور ہمیں شیعوں کو اسکی اشاعت کی توفیق نہ ہو اس سے بڑھ کر شیعوں کی بدقسمتی کیا ہو سکتی ہے اسکے علاوہ رجال کشی علیہ الرحمہ کے مطالعہ

سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبید اللہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے جلیل القدر صحابی پیغمبر صلوات اللہ علیہ نے امیرالمومنین علیہ السلام کے زمانہ خلافت میں انکی بارگاہ عدالت میں جو مقدمات و فیصل خصومات حضرت نے فرمائے تھے انکی کارروائیوں کو پوری ایک کتاب میں مدون فرما لیا تھا اور اسی طرح حضرت کے کتاب القضایا اور غالباً کتاب الملاحم بھی تالیف فرمائی تھی جس شیعوں کی ناقدری سے اب ناپید ہیں انکے علاوہ حضرت حارث اعور رضی اللہ عنہ اور حضرت اصبغ بن نباتہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زید ابن وہب رضی اللہ عنہ سے جلیل الشان تابعین نے حضرت کے خطبات حکمت آیات و ہدایت سمات کی علیحدہ علیحدہ ہر ہر بزرگوار نے کتابیں تالیف فرمائی تھیں مگر افسوس کہ وہ بھی اس قوم کی بدمذاقی کے وجہ سے نایاب ہو گئے اور اس بدمذاقی کے الزام سے حضرات علمائے کرام بھی مستثنیٰ نہیں ہوسکتے ان لوگوں نے اسقدر مسائل فقہیہ میں انہماک فرمایا کہ آثار ائمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین و انکے تابعین اور منہا کے اصول تقریباً تمام مہجور و متروک ہو کر صفحہ عالم سے برباد و فنا ہو گئے ؎

ہر کس از دست غیر نالہ کند سعدی از دست خویشتن فریاد

کلیم شاعر نے خوب بھی زبان سے نظم فرمایا ہے ؎

کلیم از دست بیداد کہ نالم کہ با من آنچہ کرد آں آشنا کرد

محمد ابن جریر ..... طبری کی تاریخ ذیل مذیل سے پتہ چلتا ہے اس مؤرخ کبیر نے اپنی سند متصل سے جسکے کل راوۃ تقریباً ثقات صحیحین سے ہیں ثقات کا یہ قول روایت کی ہے کہ جناب امام حسن علیہ السلام نے اپنے زمانہ خلافت میں حارث اعور رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ تھوڑا حصہ اپنے علم کا جو انھوں نے امیر المومنین علیہ السلام سے لکھا ہو کل نہیں صرف تھوڑا سا جزو انکی پیشگاہ میں بھیجدیں چنانچہ حضرت حارث اعور رضی اللہ عنہ نے اس حکم اور فرمان واجب الاذعان کی تعمیل فرمائی اور صرف جزو قلیل اپنے علم کا جو تحریر کیا تھا حضرت امام علیہ السلام روحی و ارواح العالمین لہ الفدا کے حضور میں بھیجدیا مگر طبری کہتا ہے کہ وہ جزو قلیل بھی بقدر ایک بار شتر کے تھا جو حضرت حارث اعور نے ایک اونٹ پر لاد کر روانہ فرمایا تھا۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ کس قدر علم حضرت امیر المومنین روحی و ارواح العالمین لہ الفدا کا حضرت حارث اعور نے اپنے قلم مبارک سے مدون فرمایا تھا شیعوں کی ناقدری و بے توجہی سے یہ کل علم ضائع ہو گیا اور علماء نے بھی کچھ حفاظت کی انا للہ و انا الیہ راجعون بقیس چاروں فرزانش حضرت میر علام کی جنکی سرپرستی اسی قدر تعمیل ہو سکی لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا

(عاصی شیخ فدا حسین صدیقی فاروقی عثمانی)

علی و فاطمہ کی تقریب رسم وداع

قدرتی مناظر میں انقلابات کی ولولہ انگیز نمائشیں

کائنات کی شہزادی ایک مشہور عالم و زیر ساتھ عطیہ کے علاقہ ازدواج میں

فرشتے سب لوٹے رہے تھے جلوہ اتنا عام تھا

موجودہ توریت و انجیل شادی کے کسی معین طریقہ کی طرف رہنمائی نہیں کرتی موجودہ بائبل کی موشگافیوں سے اتنا پتہ چلتا ہی کہ پیام لڑکی کی جانب سے دیا جاتا تھا (۱)

دیکھو حضرت ابراہیم نے جب جناب اسحاق کی شادی کا خیال پختہ کیا تو اپنے قدیم نوکر کو حکم دیا کہ میرے وطن و خاندان سے اسحاق کیلئے عورت تلاش کر نوکر آرام نہریم میں شہر نحور تک گیا اور ابراہیم کے بھائی نحور اور بتوایل کی بیٹی ربقہ کے ساتھ اسحاق کا پیام ربقہ کی ماں اور بھائی لابن کو دیا یعقوب اور راخل کے تعلقات بھی اس دستور پر روشنی ڈالتے ہیں (۲)

بنی اسرائیل کسی غیر مختون کو اپنی لڑکی نہیں دیتے تھے سکم کے باپ حمور نے جب یعقوب کی بیٹی (دینہ) کی درخواست سکم کیلئے کی تھی تو یہی عذر پیش ہوا تھا۔ (۳)

منگنی نسبت کبھی تحریری حیثیت اختیار کر لیتی تھی۔ اور کبھی لڑکے کا باپ دولہن لڑکی کو کچھ نقدی گواہوں کے سامنے معاملہ کی پختگی کیلئے دیتا تھا تذکرہ کے بعد کچھ مہینے یا برس کا عرصہ لڑکی باپ کے گھر گذارتی تھی مثلاً سمسون تمنت میں گیا اور فلسطینوں کی بیٹیوں میں سے ایک لڑکی کو پسند کیا سمسون اور سکے باپ لڑکی کے گھر گئے ابتدائی رسومات اور مہمانی نہ ہی پھر سمسون اپنے باپ کے گھر چلا گیا اور لڑکی اپنے باپ کے پاس رہی اور سمسون کے ایک رفیق کو دیدی گئی جسکی وجہ سے سکیڑوں فلسطینی ہلاک ہوگئے ہزاروں جانیں تلف ہو گئیں

اسیطرح مریم (مادر عیسیٰ) کی منگنی جب یوسف کے ساتھ ہو گئی تو ایک مدت تک یوسف علیحدہ اپنے گھر رہیں (۵)

---

(۱) پیدائش ب ۲۴ / ۲، ۳، ۴، ۶ (۲) پیدائش ب ۲۸، ۲۹ / ۲، ۱۰، ۱۱، ۲۱ (۳) ب ۳۴ / ۶، ۱۰، ۱۴، ۲۴ غور سے ملاحظہ ہو
(۴) ب ۱۴، ۱۵ / ۱، ۲، ۳، ۷، ۱۰، ۱۲، ۲۰، ۵، ۱۱، ۱۶ سوره (۵) متی ب ۱ / ۱۸، ۲۰

بلکہ یوسف بیت لحم اپنی منگیتر مریم کے ساتھ نام لکھوانے گیا (۲)

مرد یا اسکا باپ عورت یا اُسکے ماں باپ کو زر نقد یا زمین بطور تحفے دیتا ہے (۳)

جب ساؤل نے داؤد سے اپنی بیٹی (میکل) بیاہنا چاہی تو داؤد سے فلسطینوں کی سو کھلڑیاں تحفہ مانگیں

داؤد نے دو سو فلسطی مارے اور بادشاہ کے آگے اُنکی کھلڑیاں رکھدیں (۴)

یہ قاعدہ بھی تھا کہ بیویاں اپنے شوہر کے استقبال کیلئے مشعلیں لیکر نکلتی تھیں (۵)

ہندوؤں میں بھی شادی کا مسئلہ اُنکے تمام توہمات و رشک پرستی کا خاص طور پر آماجگاہ ہے جو لڑکی

ماں کے خاندان سے (چھ پشتوں تک) یا باپ کے قوم و قبیلہ سے ہوتی ہے اُس سے شادی کی ممانعت ہے (۶)

چھوت چھات اور مساوات شکنی اس حد پر ہے کہ برہمن چھتری کی لڑکی سے اور چھتری ویش یعنی پست

اقوام سے شادی نہیں کر سکتی (۷)

مذہبی کتابیں دولھا دلہن کی تصویریں (فوٹو) ایک دوسرے پاس انتخاب اور پسند کیلئے بھیجنے کی ہدایت

کرتی ہیں (۸)

عام لوگوں کے سامنے وید میں لکھے ہوئے طریق کے مطابق عمل کر کے پیانی گرہن سے بیاہ کرنیکے

طریق کو پورا کیا جاتا ہے (۹)

حاجت شاطہ نیست روئے دل آرام را

یہ مراسم جو ہمنے ذکر کیے ہیں نمیں اس امر کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ ایسی باتیں نقل نہ ہو جائیں جس سے ہماری

تحریر غیر مہذب ہو جائے اسی وجہ سے ہمنے اُن عینی مشاہدات و تاریخی واقعات کو بھی بالکل ترک کر دیا ہے

جس سے ہر ہندوستانی یا یورپی باشندہ باتیاح یا آریخدان واقف ہے،

اسلام نے جو انقلابات اور غیر معمولی تغیرات احکام اور عمل کے ذریعہ سے دنیا کو اور قدیم رسم و رواج میں ترمیم

و تنسیخ و اصلاح اضافہ کر کے بنی آدم کی رفاہ و بہبودی کیلئے ادائے شکریہ اور اعتراف احسان سے بالا کام کیا

وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے، آئین شادی جو اسلام نے معین کئے ہیں وہ کسی کیلئے ملبوس ننگ اور زنجیر پا

---

(۲) لوقا باب ۲ (۳) پیدائش باب ۳۴ (۴) ۱ سموئیل ۱۸: ۲۵ (۵) متی ۲۵: ۱ (۶) ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۲۰ (۷) منو ۲۵ ستیارتھ ۱۳۹ (۸) ستیارتھ صفحہ ۱۵۹ (۹) ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۶۰

نہیں ہوئے۔ اسلام کی انتہائی سادگی اور فطری قانون نے خاص شادی کے معاملہ میں جو بہت بڑا اہم مسئلہ ہے جس حد تک کامیاب حصہ لیا ہے وہ ہمیں اس مصرع کے پڑھنے پر مجبور کرتا ہے ع اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا، کوئی آزادی ضمیر یا عصبیت کی غلامانہ پابندیوں کی وجہ سے تسلیم کرے یا نہ کرے لیکن مستقبل قریب میں بعینہ یا نام بدل بدل کر انھیں اصول کی مانگ ہوگی بلکہ ایک بڑا اہم اور تیسری حساس کی بنا پر انھیں عناصر سے اپنا اعتدال قائم کر رہا ہے دین قیم میں نکاح کرنا اور شریک زندگی کا پیدا کر لینا مہتم بالشان کارنامہ سمجھا جاتا ہے اسلام تجرد (برہمچریہ) کو قانون عام اور واجب الامتثال فریضہ کی حیثیت نہیں دیتا اسلام کے نقطۂ نظر سے اکثر اوقات تجرد نوع کشی اور ابطالِ عائلی کا زینہ بن جاتا ہے اسلام بقائے نوع۔ ارتقائی و متناسلی اصول و اعضاء انسانی کی پُر تکلف ساخت اور دیگر اخلاقی رجحانات و میلانات اہل کے مفاد اور اقتضا کو استبدادی خنجر سے بسمل بھی نہیں کرتا (۱) مگر اسکی میانہ روی اور اعتدال کو دیکھو کہ نہ چند مخصوص صورتوں اور بعض عورتوں کے (۲) علاوہ عارضی نکاح و معاہدہ کی کوئی حد بندی نہیں کرتا (۳) لیکن چار سے زیادہ عقد کی اجازت بھی نہیں دیتا، نزاکت مسئلہ کے لحاظ سے عورتوں کی فطری شرم (۵) اور نیک کاموں میں انکی کمزوریوں کو دیکھتے ہوئے ان کا پردہ رکھا (۷)، اور گھر بیٹھے ہوئے انکو حقوق و جنت کے بڑے سرمایہ کا مالک بنا دیا (۸) نکاح کے مرغبات بیان کیے اور اسکو ایک عبادت کا مرتبہ دیا (۹) طلاق کو ابغض المباحات اور مکروہ کہا (۱۰)

یہ سلسلہ سادہ معاہدہ متناکحین کے ایجاب و قبول پر موقوف ہے، اسکی ادائیگی کسی خاص اور لازمی رسم و رواج اور عسیر الامکان یا برداشت سے باہر شرائط کے بوجھ اٹھانے پر مبنی نہیں ہے، معاہدہ نکاح دیگر معاہدات کی ایک شاخ ہے اس معاہدہ کی اباحت یا تشکیل (دیگر اقوام کی طرح) نہ تو کسی خاص مذہبی آدمی کی دستگیر ہے نہ گواہوں کی محتاج ہے شوہر خود عورت کا بھی وکیل ہو سکتا ہے (۱۱) بلکہ وکالت میں ذکورت کی بھی شرط نہیں ہے (۱۲) ایک شخص دونوں کا وکیل ہو سکتا ہے (۱۳) بغیر وکالت خود نکاح پڑھ سکتے ہیں (۱۴) عربی میں قدرت ہونیکی صورت میں

---

(۱) پ ۱۸ نور [illegible] بقرہ پ ۵ تا ۱ مومنون پ ۲۱ احزاب (۲) پ ۴ و ۵ [illegible] استیعاب ۳ صفحہ [illegible] (۳) [illegible] پ ۵ نساء پ ۱۸ مومنون پ ۲۱ احزاب (۴) [illegible] (۵) قصص پ ۲۰ (۶) زخرف پ ۲۵ (۷) پ ۱۸ نور پ ۲۱ احزاب (۸) پ ۲ بقرہ پ ۵ نساء پ ۴ (۹) پ ۱۸ نور (۱۰) [illegible] احزاب پ ۲۸ طلاق (۱۱) ذخیرۃ المعاد [illegible] (۱۲) [illegible] (۱۳) [illegible]

اصالۃً یا وکالۃً ہر زبان میں ایجاب و قبول ہو سکتا ہے (۱) گونگے جس طرح تمام عقود و ایقاعات میں مستقل ہیں نکاح میں بھی اُن کا اشارہ کافی ہے (۲) غیر شادی شدہ عورت کو بولنے کی بھی ضرورت نہیں ہے بلکہ اُس کا سکوت ہی کافی ہے مہر (صداق) کی شرط صحت عقد میں کافی دخیل ہے اگر نکاح کے وقت بھول چوک سے مہر کا ذکر نہ رہ جائے تو شوہر کے ذمہ مہر المثل عائد ہوتا ہے۔ زوجہ مختار ہے کہ شوہر کو اپنا مہر معاف کر دے یا اُس کی طالب ہو بلکہ عورت اپنا مہر غیر کو بھی ہبہ کر سکتی ہے عورت کا مال و اسباب جیسا دوسری قوموں میں ہوتا ہے چھین لینا بدترین گناہ ہے (۳) معاہدہ کے بعد طرفین کے شخصی حقوق بدستور سالم رہتے ہیں زوجہ و شوہر دونوں اپنی جائداد کے مالک رہتے ہیں اور انکو اسکے صرف و استعمال کے جملہ مواقع کے انتخاب کا پورا حق ہوتا ہے

نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

ہم نے حسب وعدہ اسلامی احکام کا معمولی خاکہ پیش کیا اب ہم شارع اسلام کا عملی نمونہ بھی دکھائینگے اور مسلمانوں کے بادشاہ کی اکلوتی بیٹی کے بزم عقد کی تصویر کھینچینگے، ہمارا یہ موضوع ایک اجنبی شخص کے دماغ میں خیالات کا بحر مواج اور طلاطم انگیز سمندر پیدا کر دیگا سب سے پہلے یہ گمان ہوگا کہ با اقتدار باپ نے دامادی کا قرعہ انتخاب کسی صاحب اقتدار اور سپہر شوکت بادشاہ کے نام ڈالا ہوگا جو مال و اسباب سے مدینہ کی گلی کوچہ کو بھر دیگا۔ یہ بھی خیال ہوگا کہ باپ نے بیٹی کی شادی میں خوب بھی بڑے تزک و احتشام سے کام لیا ہوگا کیونکہ یہ شادی تمام مسرتوں کی مرکز و محور ہے۔

مگر ہم آپکو یقین دلاتے ہیں کہ سیدہ کی شادی کے دنیاوی ساز و سامان بالکل معمولی تھے اگر معصومہ کی شادی اس لحاظ سے دیکھی جائے تو کوئی حیثیت نہیں رکھتی ہے جس کا شوہر ایک مزدور صفت تاجدار ہے۔ جو اپنے قوت بازو سے کبھی ادنی درجہ کی غذا مہیا کر لیتا ہے اور کبھی شب در فاقہ سے گذار دیتا ہے۔

مدبر باپ کے سامنے مہاجرین نے خطبے کیئے اور دولت و حشمت کی توقع دلائی مگر کیا کیا جائے کہ مال وغیرہ اصل نقطہ نظر سے خارج تھا اسلیئے اُن کی طرف سے منہ پھیر لیا گیا اور خشک لب لہجہ میں جواب دیا گیا (۱)

---

(۱) خیر المعاد صفحہ ۶۴ (۲) صفحہ ۹۵ (۳) پ ۲ ع ۲۳ بقرہ (۴) طبقات ابن سعد ج ۸ صفحہ ۱۳ کنز العمال ج ۶ صفحہ ۳۹۱ ریاض النضرہ ج ۲ صفحہ ۱۸۴ اسد الغابہ۔ بحار ج ۱۰۔ ارجح المطالب صفحہ ۲۴۵ کتاب الفضائل احمد وابانہ ابن بطہ مناقب ابن شہر آشوب روایات امیر المومنین، ابن عباس، جابر، ام سلمہ، ابن مسعود، ابن عازب و انس سے مروی ہیں

حضرت ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضا نے (بوسائط) روایت کی ہے کہ امیرالمومنین سرور کائنات کا قول نقل فرماتے تھے کہ مجھ سے قریش نے فاطمہ کے بارے میں آکر کہا کہ ہم نے فاطمہ سے عقد کی درخواست کی تو آپ نے نامنظور فرمائی اور علی سے بیاہ دیا حضرت نے فرمایا،

واللہ ما انا منعتکم وزوجتہ بل منعکم اللہ وزوجہ الخ — بخدا نہ تو میں نے اپنی طرف سے تمہیں انکار کیا اور علی سے بیاہ دیا بلکہ خدا نے تمہاری عرضداشت منظور نہیں کی اور علی کا انتخاب کیا، جبرئیل نازل ہوئے اور مجھ سے کہا کہ اگر علی نہ ہوتے تو آدم اور فرزندان آدم میں سے کوئی بھی فاطمہ کا ایمان و عرفان میں ہمسر نہ ہوتا، (۱)

کسی ایماندار کو یہ حق نہیں ہے کہ جب خدا اور رسول کسی کام کا حکم دیں تو وہ اسکے فعل و ترک کا اپنے کو مختار سمجھے (۲) نبی مومنین کی جانوں سے زیادہ ان پر حق رکھتے ہیں (۳) اسی لحاظ سے اگر رسول کی مرضی نہ بھی ہوتی تب بھی اس معاملہ میں کچھ کر نہیں سکتے تھے اور رسول کے انتخاب کے بعد تو خود سیدہ کی موافقت معلوم کرنیکی بھی ضرورت نہیں رہ گئی تھی اسلئے کہ رسول خدا بحکم ربانی امیرالمومنین کو مخصوص کر چکے تھے (۴)

سیدہ کا سن عقد کے وقت کتنا تھا؟ یہ اختلافی مسئلہ ہے اور یہ تاریخ ولادت کی صحیح اطلاع پر موقوف ہے (۵) آٹھ سال تک مکہ میں رہیں پھر ہجرت کر کے مدینہ میں آئیں ایک سال قیام کے بعد دوسرے سال نو برس کے سن میں ۳۰ جمادی الآخر یا ۲۰ رجب کو عقد ہوا (۶)

اسلام نے نکاح کی کوئی عمر معین نہیں کی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ تاہل کے فوائد صرف نسلی انتفاع میں منحصر نہیں ہیں خود رسالتمآب نے جب عائشہ سے عقد کیا تھا تو سات برس کی تھیں اور تین برس کے بعد زفاف واقع ہوا (۷) علامہ النووی حضرت عائشہ کے عقد کی کیفیت لکھ کر تحریر کرتے ہیں کہ یہ کامل دلیل صریح ہے کہ صغیرہ کا عقد باپ بغیر اجازت کے کر سکتا ہے،

عن ابی عبد اللہ من سعادۃ المرء ان لا تطمث ابنتہ فی بیتہ (۸) — مرد کی سعادت یہ ہے کہ اسکی بیٹی اسکے گھر بالغ نہو،

---

(۱) جلاء العیون صفحہ ۱۳۲ فصل ۵ عیون اخبار رضا قلمی صفحہ ۱۳۱ (۲) پ ۲۲ احزاب ع ۳ (۳) پ ۲۱ احزاب ع ۱ (۴) الریاض المستطابہ یحییٰ العامری تاریخ احمدی صفحہ ۳۶ (۵) تاریخ خمیس علامہ دیار بکری کنز العمال ج ۶ صفحہ ۲۱۹ (۶) استیعاب علامہ ابن عبد البر ج ۲ صفحہ ۷۵۰ (۷) صحیح مسلم ج ۱ صفحہ ۴۵۶
(۸) وسائل الشیعہ زیادہ دیکھو استیعاب ج ۲ صفحہ ۷۲۶

ہفت اقلیم میں دنیا کے پردے میں عالم کون و فساد میں ایسی شادی نہ ہوئی اور نہ ہوگی قیدرتی انقلابات کا منظاہر
اور سبد رفیعہ اور مقرب بارگاہ ملائکہ کی خاص مصروفیتیں اور اہتمام اس موقع کیلئے رہے۔ حدیث میں ہے کہ
جبرئیل و میکائیل نے آسمان پر عقد پڑھا ولی خدا تھا خطیب جبرئیل تھے منادی میکائیل تھے داعی
اسرافیل تھے ناشر عزرائیل تھے ملائکہ گواہ تھے خدا نے درخت طوبیٰ کو حکم دیا کہ تجھ پر جو کچھ ہے وہ نثار کرے طوبیٰ
نے در ابیض یاقوت احمر زبرجد اخضر اور گوہر نثار کئے حوروں نے اسے چن لیا اور اسے ایک دوسرے کے پاس
تحفہ بھیجتی ہیں (۱)

رسول اللہ مسجد میں تھے فرمانے لگے یہ جبرئیل خبر دے گئے ہیں اے علی خدا نے تم سے فاطمہ کی تزویج کی
اور چالیس ہزار ملائکہ شاہد ہوئے، اور طوبیٰ نے تمام در و یاقوت نثار کئے (۲)

ایک روز رسول اللہ مسکراتے ہوئے تشریف لائے اور چہرہ ماہ شب چاردہ بنا ہوا تھا عبدالرحمٰن بن عوف نے اسکی وجہ دریافت
کی آپ نے فرمایا کہ مجھے میرے ابن عم علی اور میری بیٹی فاطمہ کے متعلق بشارت پہونچی ہے خدا نے فاطمہ کو علی سے
تزویج کیا اور رضوان (خازن جنت) کو حکم دیا کہ درخت طوبیٰ کو حرکت دے محبان اہلبیت کی تعداد کے مطابق
نوشتہ لکھے اور درخت کے نیچے چند فرشتے نور کے پیدا کیے ہیں ہر فرشتہ کو ایک نوشتہ دیا ہے جب قیامت ہوگی
وہ فرشتہ ندا کرینگے اور کوئی محب اہلبیت ایسا نہ ہوگا جسے وہ نوشتہ نہ ملے نوشتہ میں آتش دوزخ سے نجات
کا پروانہ ہوگا (۳)

جب آسمان پر عقد ہو چکا تو رسول اللہ کو حکم ہوا کہ وہ علی سے فاطمہ کی تزویج کر دیں
خلیفہ ثانی بیان کرتے ہیں کہ جبرئیل خدمت رسول میں آئے اور خدا کا پیغام سنایا کہ آپ اپنی بیٹی
کو علی سے بیاہ دیں (۴)
ابن مسعود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے مامور کیا ہے کہ میں فاطمہ کو علی سے بیاہ دوں (۵)

( ) مناقب ج ۴ صفحہ ۱۰۱ جلاء العیون ب ۲ فصل ۵ مدینۃ المعاجز صفحہ ۱۳۳ (۲) ارجح المطالب صفحہ ۹۹ مناقب ج ۴ صفحہ ۱۷۷ باختلاف الفاظ مدینۃ المعاجز صفحہ ۱۳۵ کشف الغمہ صفحہ ۱۲۰ (۳) جلاء العیون صفحہ ۱۵۴ ابوبکر الخوارزمی فی المناقب بحوالہ ارجح المطالب صفحہ ۳۱ مناقب ج ۴ صفحہ ۱۱۶ انوار الہدیٰ صفحہ ۱۲۰ (۴) اخرجہ ابن السمعان بحوالہ ارجح المطالب صفحہ ۲۸۱ اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار والطبرانی فی الکبیر جامع الصغیر ج ۱ صفحہ ۱ ارجح المطالب صفحہ ۲۹ مدیح احمدی صفحہ ۳۰

رسول اللہ نے جناب سیدہ سے فرمایا کہ تم کو خوب معلوم ہے کہ علی کو مجھ سے کیا قرابت ہے اور اسلام میں ان کی کیسی شخصیت ہے میں نے خدا سے دعا کی تھی کہ تمھیں تمام خلق سے بہتر شوہر ملے اور جو خدا کو سب سے زیادہ محبوب ہو اس سے تمھارا عقد ہو، علی نے تمھارے بارے میں کچھ ذکر کیا ہے اس میں تمھاری کیا مصلحت ہے معصومہ یہ سنکر خاموش ہو گئیں رسول اللہ باہر تشریف لائے اور فرماتے تھے اللہ اکبر اُنکا سکوت بمنزلۂ اقرار ہے (۱)

انس بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ کے پاس تھا رسول اللہ پر وحی آئی آپ نے فرمایا کہ تمھیں خبر ہے کہ جبرئیل کیا حکم لائے تھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کو علی سے بیاہ دوں اور مہاجرین و انصار کے چند نام لیکر اُنکے بلانے کا حکم دیا جب امیر المومنین تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ اے علی مجھے خدا کا حکم ہوا ہے کہ میں فاطمہ کا تم سے عقد کر دوں کیا تم راضی ہو امیر المومنین نے اپنی رضامندی کا اظہار فرمایا پھر امیر المومنین اُٹھے اور سجدہ شکر ادا فرمایا رسول اللہ نے دعائیں دیں (۲)

جو خطبہ رسول خدا نے معصومہ کے عقد میں پڑھا ذیل میں نقل کیا جاتا ہے

الحمد للہ المحمود بنعمتہ المعبود بقدرتہ المطاع فی سلطانہ المرغوب الیہ فیما عندہ المرھوب من عذابہ النافذ امرہ فی سمائہ وارضہ، الذی خلق الخلق بقدرتہ ومیزھم باحکامہ واعزھم بدینہ واکرمھم بنبیہ محمد، ان اللہ جعل المصاھرۃ نسبا لاحقا وامرا مفترضا وشج بھا الارحام والزمھا الانام قال اللہ تعالیٰ وھو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا وصھرا (۲)

پھر رسول اللہ نے جناب امیر سے فرمایا کہ تم اپنے لیے خود خطبہ پڑھو، آپ نے بھی ذیل کا خطبہ پڑھا،

الحمد للہ الذی قرب من حامدیہ ودنا من سائلیہ ووعد الجنۃ من یتقیہ وانذر بالنار من یعصیہ نحمدہ علی قدیم احسانہ وایادیہ حمد من یعلم انہ خالقہ وباریہ وممیتہ ومحییہ ومسائلہ عن مساویہ ونستعینہ ونستھدیہ ونؤمن بہ ونستکفیہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ

---

(۱) مناقب ج ۴ صفحہ ۱۹، جلاء العیون صفحہ ۱۳۲ (۲) مدارج ج ۲ صفحہ ۹۵ عبد الحق دہلوی ریاض النضرہ ج صفحہ محب الدین طبری صفحہ ۱۸۴ ارجح المطالب ۲۹۶ (۳) مناقب ج ۴ صفحہ ۱۹ ابن بطہ فی الابانہ ویحیی بن معین فی امالیہ۔

شهادة تبلغه و ترضيه و ان محمد عبده و رسوله صلوة تزلفه و تحظيه و ترفعه و تصفيه و النكاح مما امر الله به و رضيه و اجتماعنا مما قدره الله و اذن فيه (۱)

معصومہ کا مہر کتنا معین ہوا بعض روایت سے زرہ اور بعض سے پانچ سو درہم مقدار مہر معلوم ہوتی ہے ممکن ہے کہ قدر و قیمت کے لحاظ سے سب ایک حیثیت میں ہوں (۲)

آسمان پر معصومہ کا مہر دنیا کا چوتھا یا پانچواں حصہ قرار پایا اور بہشت و دوزخ بھی آپکے مہر میں محسوب ہیں نہر فرات اور دریائے نیل اور دجلہ و جیحون و سیحون بھی مہر قرار پائے ابن عباس سے روایت ہے کہ معصومہ کا مہر تمام زمین ہے معصومہ کا جو دشمن ہو ان لیکر اس زمین پر چلیگا حرام کار ہے (۳)

سامان جہیز امیر المومنین نے زرہ حطمیہ کو بیچکر مہیا کیا رسول اللہ نے جسقدر روپیہ موصول ہوا تھا اس میں تہائی خوشبو اور تہائی اور سامان کیلیے دیا اور کچھ روپیہ ام سلمہ کو اسلیے دیا کہ روز رخصتی کے دن کام آئے، ایک کرتہ سات درہم کا اور ایک چادر چار درہم کو لی گئی۔ ایک سیاہ مصری چادر اور ایک گہوارہ کھجور سے بنا ہوا اور دو گدے ایک میں بھیڑ کے بال اور دوسرے میں لیف خرما تھی، چار تکیہ طائف کے چمڑے کے گیاہ اذخر جسمیں بھرا ہوا تھا) بالوں کا ایک پردہ ایک بوریا ہجری اور ایک آسیا ایک بادیہ ایک ظرف چمڑے کا پانی پینے کیلیے ایک لکڑی کا کاسہ ایک مشک ایک مٹی کا گھڑا مٹی کے چند کوزے۔ برتن ایک چھلنی اور دو بازوبند خرید کیے اور حضرت کے سامنے پیش کیے گئے رسول یہ سامان دیکھکر اشک فشاں ہوئے اور فرمانے لگے معبودا اس قوم کو برکت دے جسکے تمام ظروف مٹی کے ہیں (۴)

جہیز دختر سلیمان اور جہیز بضعۃ الرسول

در معارج النبوة آورده که روزی حضرت خواجه عالم منبر بود که سلیمان پیغمبر برای دختر خود جهازی ترتیب داده بود بسیار نیکو برای دماد ملح ساخته بهفت صد گوہر مکلل و مرصع گردانیده مرتضی علی این خبر را از سید البشر

معارج النبوة میں منقول ہے کہ ایک دن حضرت رسولخدا فرماتے تھے کہ سلیمان پیغمبر نے اپنی بیٹی کیلیے نہایت عمدہ جہیز مہیا کیا تھا جسمیں سات سو موتی ٹکے تھے امیر المومنین نے اس خبر کو حضرت رسول سے سنکر گھر

---

(۱) مناقب ج ۲ صفحہ ۱۹ مصباح کفعمی صفحہ ۷ جلاء العیون ج ۱ صفحہ مدینۃ المعاجز صفحہ ۱۳۴ (۲) جلاء العیون صفحہ ۱۷ مناقب ج ۲ صفحہ ۱۹، تہذیب المتین صفحہ ۶۶ ارجح المطالب صفحہ ۲۹ و استیعاب ج ۲ اخرجہ الدیلمی ارجح المطالب صفحہ ۲۹ فردوس الاخبار کافی مناقب ج ۲ صفحہ ۲۰ مدینۃ المعاجز صفحہ ۱۳۲ (۴) جلاء العیون صفحہ ۱۲ کافی ج ۲ صفحہ ۲ تہذیب المتین صفحہ ۶۶ اتحاف صفحہ ۹

شنیدہ بخانہ آمد و پیش فاطمہ تقریر کرد فاطمہ را در خاطر
گذشت کہ شاید علی از ضمیر گذرد کہ سلیمان نبی بزرگوار
بود و حضرت پیغمبر ما از وے بزرگوار تر و عالی مقدار تر است
دختر آں پیغمبر آں ہمہ جہاز و پیرایہ دختر این پیغامبر
چنیں ما در آں داماد او را آنچہ بداں شایہ و ایں
داماد احتیاج بایں مرتبہ فاطمہ ایں سر را در دل
نگاہ داشت تا وقتیکہ در گذشت شبے مرتضیٰ او را
واقعہ دید در صحن بہشت بر تختی مکلل بجواہر نشستہ
و حوریان بر حوالی تخت از برائے خدمت کمر بستہ و دختر
در غایت حسن با زیورہائے شائستہ و طبق جواہر
نثار بدست گرفتہ در پیش سر پا ایستادہ منتظر آنکہ
فاطمہ در وے نظر کند علی پرسید کہ اے فاطمہ این دختر
کیست گفت دختر سلیمان پیغمبر کہ حق تعالیٰ او را
بخدمت من باز داشتہ آں روز کہ حکایت جہاز
از زبان پدرم نقل کردی اندیشہ در خاطر من خطور
کرد امروز او را بپایہ خدمت من از برائے اعزاز و
حرمت من تعین کردہ اند و عوض آنچہ کہ سلیمان
برائے داماد خود ترتیب داد انوار الحمد برائے تو مقرر
شدہ است

(روضۃ الشہداء حسن الکاشفی)

(دوحۃ القدس یوسف علی بن محمد الحسنی الجرجانی)
اپنے داماد کو دیا تھا آپ کے لیے لوائے حمد مقرر ہوا ہے

میں آئے تو جناب فاطمہ سے بیان کیا جناب فاطمہ نے
خیال کیا کہ شاید علی کے دل میں یہ بات آئے کہ سلیمان
پیغمبر بھی بزرگ تھے اور ہمارے پیغمبر ان سے بھی زیادہ
بزرگ و عالی قدر ہیں انکی بیٹی کا یہ جہیز لباس و
اور انکی بیٹی ایسی نادار انکے داماد کا ایسا تاج
اور انکا داماد ایسا محتاج فاطمہ اس راز کو اپنے
دل میں چھپائے رہیں یہاں تک کہ دنیا سے
گذر گئیں ایک شب علی مرتضیٰ نے انھیں خواب
میں دیکھا کہ صحن بہشت میں ایک جواہر نگار
تخت پر بیٹھی ہوئی ہیں اور حوریں تخت کے
گرد خدمت کے لیے کمر بستہ ہیں اور ایک لڑکی نہایت
خوبصورت نہایت عمدہ زیور پہنے دو طبق نچھاور
کے لیے ہاتھ میں لئے تخت کے سامنے انتظار
میں کھڑی ہے کہ فاطمہ انکی طرف نظر کریں
علی نے پوچھا کہ اے فاطمہ یہ کون لڑکی ہے عرض
کی کہ دختر سلیمان پیغمبر ہے حق تعالیٰ نے اسے میری
خدمت کے لیے مقرر کیا ہے جس وقت آپ نے میرے بزرگوار کی
زبانی جہیز کی حکایت بیان کی تھی اس وقت سے
میرے دل میں یہ خیال تھا آج میری خدمت میں
اسی کو میری اعزاز و حرمت کی وجہ سے مقرر کیا
گیا ہے اور بعوض اس کے جو سلیمان نے

ایسی آمد تھی باعث آبادی دنیا

ایک مہینہ تک امیر المومنین نے سیدہ کے بارے میں کوئی گفتگو نہیں کی امہات مومنین میں سے
کسی نے ایک روز امیر المومنین سے اس امر کی اجازت چاہی کہ رسول خدا کے سامنے رخصتی کا ذکر چھیڑیں
بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب جعفر و عقیل نے خود جناب امیر المومنین کو رسول خدا سے درخواست کرنے پر
آمادہ کیا۔ ام ایمن جناب ام سلمہ سے صلاح کر کے دیگر ازواج کو لیکر پیغمبر کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں
کہ اگر خدیجہ زندہ ہوتیں تو آنکھیں انکی دختر کے دیدار سے ٹھنڈی ہوتیں خاتم الانبیاء خدیجہ کا نام سنکر رو دیے
اور انکی مدح و ثنا کی جناب ام سلمہ نے عرض کی کہ آپ جتنی مدح فرماتے ہیں سب درست ہے خدا ہم کو بھی انکے
درجہ پر پہونچائے، اصلی غرض اسوقت ہمارے یہاں آنیکی یہ ہے کہ امیر المومنین چاہتے ہیں کہ فاطمہ انکو عطا کی
جائیں علی نے بوجہ حیا خود آپ سے اسکا سوال نہیں کیا علی کی طلبی ہوئی ام ایمن فوراً بلا لائیں رسالتمآب
نے انسے دریافت کیا اور اسی روز یا دوسرے روز رخصت کا دن معین فرمایا اور جناب ام سلمہ سے ان درہم
جو امانت تھے لیکر امیر المومنین کو دیے۔ تاکہ آپ گھی خرمہ اور پنیر لے آئیں رسالتمآب نے ان چیزوں کی آمیزش
سے ایک غذائے لطیف تیار کی جسے فارسی میں افروشہ کہتے ہیں، روٹی اور گوشت کا انتظام خود سرور کائنات
نے فرمایا تھا جب تمام کھانا تیار ہو گیا۔ تو امیر المومنین مامور ہوئے کہ لوگوں کو بلا لائیں مگر آپ نے شرم کی وجہ سے
انتخاب فرمایا اور تمام لوگوں کو دعوت ولیمہ دیدی تمام مدینہ و نواح مدینہ کے لوگ اس معجزانہ ولیمہ کی شرکت کی غرض
سے جوق جوق آنے لگے بعض روایات میں سات سو اور بعض میں چار ہزار سے زیادہ مہمانوں کی تعداد بتائی
جاتی ہے تین روز تک سلسلہ رہا کچھ طبق امہات مومنین کو بھیجے تاکہ وہ اسے اپنے عزیزوں اور ہمسایوں میں
تقسیم کریں اور ایک طبق مساکین کے حصہ میں شمار ہوا (۱) ام سلمہ تو پہلے ہی سے مامور تھیں خوشبوئے بہشت
سے معصومہ کو معطر کر چکی تھیں معصومہ کے بر میں ایک حلہ بہشت بھی تھا جس نے قریش کی تمام عورتوں کو محو حیرت
بنا دیا تھا (۲) ولیمہ کے بعد ام سلمہ سے جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ دختر خاتون جناں کو لے آئیں مجسمہ شرم و حیا
پسینہ میں غرق تھیں دامن زمین سے ملتا جاتا تھا ایک جگہ ٹھوکر بھی کھائی رونمائی کے بعد معصومہ کا ہاتھ
امیر المومنین کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا کہ اے علی تمہیں دختر رسول مبارک ہو

(۱) اتحاف صہ تہذیب المتین ۶۹ و جلاء العیون ج ۱ صفحہ ۱۴۲ مدینۃ المعاجز صفحہ ۱۳۹ مناقب ج ۲ صفحہ ۲۰ (۲) مناقب ج ۲ صفحہ ۲۱

اسکے بعد آپ نے بنات عبدالمطلب اور بنی ہاشم اور مہاجرین و انصار کی عورتوں کو حکم دیا کہ فاطمہ کے ساتھ چلیں اور تکبیر اور ذکر خدا اور دل خوش کن باتیں کہتی ہوئی جائیں مگر کوئی باطل کلمہ زبان سے نہ نکالیں سواری پر حضرت سوار کی گئیں۔ سواری پر ایک چادر پڑی ہوئی تھی سواری کے آگے پیغمبر خدا اور دہنی میں لیا جبرئیل و میکائیل تھے اور عقب میں ستر ہزار تسبیح خواں فرشتے تھے اور ستر ہزار حوریں ارسی کو گھیرے ہوئے تھیں بنی ہاشم ننگی تلواریں ہاتھ میں لیے تھے بہت سی عورتیں چند اشعار رجز کے عنوان پر پڑھتی تھیں ہم صرف ام المومنین عائشہ کا رجز پیش کرتے ہیں۔

یا نسوۃ استرن بالمعاجر	واذکرن ما یحسن فی المحاضر
واذکرن رب الناس اذ یخصنا	بدینہ مع کل عبد شاکر
والحمد للہ علی افضالہ	والشکر للہ العزیز القادر
سرن بہا فاللہ اعطی ذکرھا	وخصہا منہ بطہر طاہر

بقیہ عورتیں انکو دہرایا کرتی تھیں عرب کا قاعدہ تھا کہ زفاف کے موقع پر بالرفاء والبنین کہتے تھے رسول خدا نے فرمایا کہ یہ نہ کہو بلکہ علی الخیر والرحمۃ کہو جب کان پر پہونچے تو خود آپ نے بڑھکر سیدہ کو اتارا[1] اور امیر المومنین کے سپرد کیا۔ (۱)

امیر المومنین سے فرمایا کہ بنت فاطمہ کو کبھی اذیت نہیں دی ہے تم بھی رنج نہ دینا اسیطرح جناب سیدہ کو بھی سمجھایا (۲) عورتوں نے آکر شادی کے بعد سن سے یہی کہا تھا کہ تمھارا شوہر ایک غریب و محتاج ہے معصومہ نے انکی تقریر رسول کے سامنے دہرائیں آپ نے فرمایا لقد انکحتک اکثرھم علما وافضلھم حلما واولھم سلما اس شخص کے ساتھ تمھیں تزویج کیا ہے جو علم و حلم میں ان سب سے زیادہ اور اسلام میں ان سب سے مقدم ہے

شب رخصتی سائل کو پیراہن دینے کا واقعہ

یہ واقعہ بہت طویل ہے مصنف مجالس المتقین نے اسکو کتاب عقائق کے حوالہ سے لکھا ہے عقائق علماء اہلسنت میں سے ایک معتبر عالم کی تصنیف ہے ہم اسکو نہایت اختصار سے اس محل پر پیش کرتے ہیں جناب سیدہ نے مرض موت میں ایک طویل گفتگو کے ذیل میں امیر المومنین سے فرمایا کہ جس شب کو میری رخصتی تھی میرے پاس صرف دو پیراہن تھے ایک نیا۔ ایک پرانا میں سجادہ پر بیٹھی تھی ایک سائل نے آکر کہا کہ اے اہلبیت

بنی یہ قاعدہ ہے کہ شادی کے گھر میں عام و خواص سب کے لئے نیا سامان ہوتا ہے۔ اگر تمہارے پاس کوئی پیراہن کہنہ ہو تو اسکے لیے میں سزاوار ہوں۔ اے علی میں نے رضائے الٰہی کیلئے نیا پیراہن اسکو دیدیا اور شب زفاف کہنہ پیراہن پہنے ہی میرے باپ نے کہا کہ بیٹی نیا پیراہن کیوں پہنا میں نے عرض کی کہ آپ ہی نے تو فرمایا ہے کہ جس چیز کو راہ خدا میں تصدق کرو گے وہ باقی رہیگی حضرت نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے لیکن اگر نیا پیراہن خود پہنتیں اور کہنہ تصدق کرتیں تو دونوں ثواب حاصل ہوتے ایک سرور شوہر کی وجہ سے اور دوسرے صدقہ کیوجہ سے معصومہ نے فرمایا کہ امیر المومنین کی رضا بھی اسمیں شریک تھی حضرت نے فرمایا کہ تم سچ کہتی ہو، الحدیث

مجالس المتقین صفحہ ۱۸۹ محمد علی نخونسائی

اس عقد کی خدا نے قرآن میں ذیل کے الفاظ میں مدح فرمائی ہے:-

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ

ہمنے اکثر حالات کو چھوڑ کر اختصار پسندی کے خیال سے بہت ایجاز سے کام لیا ہے۔ اب ناظرین اقوام اور خاص اہل اسلام سے علیحدہ علیحدہ ہمارے دو سوال ہیں برادران وطن سے تو یہ عرض ہے کہ اس عملی نمونہ کو تمدن حضارت کے حق میں کیسا پاتے ہیں، اسکے مقابلہ میں خود انکے مذہبی احکام کیا غیر مہذب اور سوسائٹی کے لیے تباہ کن نہیں اور اہل اسلام سے یہ پوچھنا ہے کہ آپنے رسول خدا کے مرتبہ دستور عقد کی کیا قدر کی کیا آپکا موجودہ انحطاط اس عملی تعاون سے تغافل کا نتیجہ تو نہیں ہے آپ گریبان میں سر ڈال کر تھوڑی دیر تک غور کریں گے تو آپکو میرے خیال کی حرف حرف تصدیق ہو جائیگی ہم مضمون کو ختم کرتے ہیں اگر موقع ہوا تو کبھی امیر المومنینؑ اور سیدہ کی معاشرتی زندگی کو پیش کرینگے جس سے امیر المومنینؑ کے تدبیر منزل پر بھی روشنی پڑیگی ہم نے معصومہ کے پورے حالات امہات المعصومین میں حاضر کیے ہیں

ناچیز مجتبیٰ الحسن (فاضل فقہ)

قرانُ السَعدَین

بر سپہرِ مجد و رفعت نیرین از آب و تاب — عالم آرا روز و شب چوں آفتاب و ماہتاب

زاں یکی نفسِ پیمبر بوالحسن عصمت پناہ — دیگرے بنتِ محمدؐ فاطمہؑ عفت مآب

ہر دو تن عالی مقام و ہر دو تا عرش احتشام — ہر دو تن ام الانجاب و ہر دو تا گردوں قباب

ہر دو گیہان وفا را تاجدار مفتخر — ہر دو اقلیمِ صفا را حکمرانِ مستطاب

ہر دو برجِ اتقا را اخترِ فرخندہ فال — ہر دو درجِ اصطفا را گوہرِ با آب و تاب

ہر دو تن در جود و بخشش بے عدیل و بے مثیل — ہر دو تن در داد و دانش بے نظیر و لا جواب

نیست لائق زوجیں چوں ممکن فلاح خافقین — کرد باہم ہر دو را از حکمِ رب حسنیٰ مآب

مجمع البحرین گفتی از دواجِ ایں دو تن — شد ز موجِ ایں دو بحرِ فیض عالم بہرہ یاب

ہر دو تن بستانِ شرعِ مصطفےٰ را آبیار — ہر دو تن گلزارِ دینِ کبریا را فتحِ باب

بہرِ تائیدِ نبوت منتخب شد فاطمہؑ — بہرِ تصدیقِ رسالت شد مقرر بوترابؑ

حامیِ اسلام گر شد ذوالفقارِ مرتضےٰ — فقر و صبرِ فاطمہ شد ہادیِ راہِ ثواب

ہر کہ مردم ازاں بگرفتہ در ہمت سبق — طبقۂ النسواں ازیں آموختہ شرم و حجاب

زاں یکی آموختہ درسِ تمدن گر رجال — زیں دگر کردن نسا تدبیرِ منزل اکتساب

از بتول آموختہ زنہا اصولِ تربیت — از علی مرداں فنون اخذ کرد فصل الخطاب

ہیبت و صولت پئے حیدرؑ اگر خود و زرہ — عفت و عصمت برائی فاطمہ تاج و نقاب

بہرِ آں روح الامیں از عرش گر آورد تیغ — ہم پئے ایں حورِ عیں آورد از جنت ثیاب

شد ز مہرِ آں سلیماں صاحبِ مہر و نگیں — یافتہ بلقیس تخت و تاج ازیں الانجاب

موسیِ عمراں شد از لطفِ ملک گر کامراں — مریمِ عمراں شد از بذلِ ایں فیضیاب

رافتِ آں دستگیرِ مذنبیں گر در قبور — دامنِ ایں ملجاء و پوشِ عاصیاں یوم الحساب

تودۂ عنبر بوئے ز جولانگاہِ آں — گنبدِ خضرا بود از بحرِ فیضِ ایں حباب

گر رسید پائے آں بر دوش پاک مصطفیٰ — از پئے تعظیم ایں بر خواستی ختمی مآب

نور عین رحمۃ للعالمین خیر النساء — خانہ زاد ذکر الاعلیٰ بود گر بوتراب

فاطمۃ ام الائمہ مدعائے والضحیٰ — مرتضیٰ باب العلوم وارث ام الکتاب

آں مفادات خدا القربیٰ مشار حقہ — ایں مراد آیت من عندہ علم الکتاب

تاج رفعت کفش برداران زہرا را بسر — طوق لعنت بد سگالان علی را در رقاب

از برائے سیدہ محبوبہ سبحاں لقب — گر ید اللہ بہر حیدر آمد از یزداں خطاب

جبہہ ناہید شد بر بام قصر فاطمہ — از برائے بوالحسن گر کرد رجعت آفتاب

ذو الفقار جاں ستاں شد ہم کلام سیدہ — گر زمیں بے زباں رانده سخن با بوتراب

ممکن واجب نما آں العجب ثم العجب — واجب ممکن نما ایں انہ شیء عجاب

از زبان ناید ثنائے آں مہ برج عفاف — در زبان گنجد نہ مدح ایں شہ ملک ثواب

در نگاہ فضہ آں سیم کمتر از رخام — با سعود قنبر ایں خاک تیرہ مشک ناب

توسن ارض از رضائے آں معلق در ہوا — خیمہ چرخ از قضائے ایں شاہ ذی طناب

حب آں مشکور پیش حق چو سعی آسیہ — بغض ایں از امر رب چوں کید فرعون تباب

از پئے اعدائے آں روز جزا بئس المصیر — در پئے اتباع ایں یوم جزا حسن المآب

احمد از خصلت اعدائے زہرا احتراز — ذی علیم از صحبت بدخواہ حیدر اجتناب

گل فشاندی مرحبا در مدح زہرا دیر پا — در لفبتی خندہ در وصف حیدر دیر یاب

از مدیح آں شدی در ہند مخترا نوری — در ثنائے ایں شدی شاکر ظفر یاب

تا بود از مہر آں قصر ارم دار النعیم — تا بود از قہر ایں نار سقر را التہاب

از برائے مومنین سیدہ نعم الجزا — ور برائے کافرین بوالحسن سوء العذاب

مہر باشد تا ز گردوں ضو فگن بر خاص و عام — تا بود کعبہ بہ گیتی قبلہ ہر شیخ و شاب

شیعیان نور عین فاطمہ ذوق فزا — دشمنان اہلبیت مرتضیٰ خانہ خراب

سر خمیدہ از ادب احمد بگو تاریخ نظم — وصف زہرا نزد اہل عقل مدح بوتراب

سنہ ۱۳۴۸ ھ — ۱۳۴۹ھ

باب حوائج کا انسداد

قطع رحم کی نہایت ہی بیدردانہ مثال

جب سے دنیا کی نشو و نما شروع ہوئی اور انسانی نسل کی افزائش سے فضائے عالم پُر ہونے لگی اُسی دن سے باہمی حسد اور قطع رحم جبر و ظلم اور صبر و تحمل کی نمائش کا بھی آغاز ہوگیا، آدم کے بیٹے قابیل کو اپنے بھائی ہابیل کی قربانی قبول ہو جانے اور اپنی قربانی کے قبول نہ ہونے سے بھائی کے مرتبہ پر سخت حسد ہوا اور دنیا میں انتہا کے حسد اور قطع رحم اور انتہائے جبر و ظلم کی عبرت انگیز و حیرت خیز مثال اس طرح قائم ہوئی کہ قابیل نے ہابیل کا سر دو پتھروں کے درمیان میں رکھ کر کچل دیا اور تعلیم غراب ہابیل کی لاش زمین میں دفن کر دی، ادھر درد رسیدہ باپ بیٹے کو جنگل جنگل ڈھونڈھتا پھرا اور بالآخر صورت واقعہ سے مطلع ہو کر صبر کی سل چھاتی پر رکھ لی (سورۂ مائدہ آیت ۲۸ تا ۳۲) اور یہ زہر اولاد آدم میں اس طرح سرایت کر گیا کہ امم سالفہ کی تاریخ انہی حسد و جبر و ظلم اور مظلومی کی بیشمار مثالوں سے مملو نظر آرہی ہے لیکن جو مثالیں اس منحوس اور کمینہ خصلت کی جناب خاتم الانبیاء اور آپ کی اولاد امجاد میں آپ ہی کے اعزہ و اقارب اور اہل خاندان کے ہاتھوں قائم ہوئیں وہ آپ ہی اپنی نظیر ہیں، خود آنحضرت کو اپنے خاندان والوں سے جو ایذائیں پہونچیں وہ مطالعہ ذریت نبوی مثل ماذریت سے واضح و آشکار ہیں اور جو ایذائیں آپ کی اولاد امجاد کو پہونچیں وہ ان حضرات کی مظلومانہ شہادتوں سے مخفی نہیں ہیں، دو بزرگوار علی بن ابی طالب اور حسین بن علی نہایت ظلم و ستم کے ساتھ تلواروں سے شہید ہوئے اور نو معصوموں کو زہر ہلاہل کے تلخ ناگوار گھونٹ پینا پڑے اور یہ سب نتیجہ صرف ان حضرات کے مراتب قرابت اور علوم و کمالات اور استحقاق سلطنت اسلامیہ پر حسد کی وجہ سے پیدا ہوئے اور قریب ترین اقربا اور عزیز ترین اعزا جن کے ساتھ مافوق التصور صلہ رحم کیا جاتا تھا وہی اسکے محرک یا موید ہوئے، محمد بن اسمٰعیل حضرت موسیٰ بن جعفر الکاظم علیہما السلام کا بھتیجا تھا جس نے باپ کے انتقال کے بعد دادا اور چچا کی آغوش شفقت میں پرورش پائی اور امام جعفر صادق علیہ السلام کی وفات کے بعد بھی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اسکے ساتھ بہت مراعات فرماتے رہے اور یہ حضرت کا محرم راز اور محل اعتماد رہا مگر آخر میں یہی الاقارب کالعقارب کا مصداق ثابت ہوا اور بطلب زر ہارون الرشید عازم بغداد ہو کر حضرت سے رخصت ہونے آیا اور جب اس ارادہ کی اپنی مقرر وصی ظاہر کی حضرت نے ادائے قرض اور خرچ کے تکفل کا بھی وعدہ کیا مگر اس نے نہ مانا اور کہا کہ مجھے رخصت فرمائیے اور کچھ وصیت کیجئے فقال اوصیک ان تتقی اللّٰہ فی دمی

فرمایا کہ بس وصیت میری یہی ہے کہ خدا کا خوف کرکے میرے خون میں شریک نہ ہونا اور سو دینار زاد راہ کیلئے
دیئے پھر سو درہم اور عنایت فرمائے پھر تین ہزار درہم کی ایک تھیلی اور مرحمت فرمائی اور فرمایا کہ بخدا یہ میرے خون
میں شریک ہوگا اور میرے فرزندوں کو یتیم کرے گا علی بن جعفر نے عرض کی کہ پھر آپ اسکے ساتھ اسقدر سلوک کیوں
کرتے ہیں فرمایا کہ جب میں اس سے صلہ رحم کروں گا اور یہ مجھ سے قطع رحم کرے گا تو خدا اس سے قطع رحم کریگا یعنی اسے
دنیا و آخرت میں مبتلائے عذاب کریگا بہر حال امام اپنے حسن سلوک سے باز نہ آئے اور اسنے اپنی بداعمالی سے ہاتھ
نہ اٹھایا ہارون کے دربار میں پہونچکر کہنے لگا کہ میں تو یہ سمجھتا تھا کہ ایک زمانہ میں دو خلیفہ نہیں ہو سکتے مگر میرے چچا موسیٰ
بن جعفر کو لوگ خلیفہ کہکر سلام کرتے ہیں اور اطراف بلاد سے انکو خراج بھیجتے ہیں اور انھوں نے خزانہ وافر اور سلاح بھی
بہت سے جمع کر لیے ہیں یہ سنکر ہارون نے اسکو بیس ہزار درہم دیکر رخصت کیا مگر وہ اپنے مکان پر آتے ہی درد حلق
میں مبتلا ہوکر جان بحق تسلیم ہوگیا اور وہ درہم پھر ہارون کے خزانہ میں واپس ہو گئے مگر چونکہ اسکا یہ کلام ہارون کے دل
پر اثر کر گیا تھا لہذا وہ ۱۷۹ سنہ ہجری میں حج کے بہانے سے مدینہ منورہ میں داخل ہوا اور عین حالت نماز میں حضرت کو گرفتار کرکے بصرہ
بھجوا دیا سال بھر تک جناب عیسیٰ بن جعفر والی بصرہ کی نگرانی میں قید رہے بعد اسکے ہارون نے عیسیٰ کو امام علیہ السلام کے
قتل کا حکم دیا مگر جب عیسیٰ اس حکم کی تعمیل سے معافی کا خواہاں ہوا تو ہارون نے حضرت کو بصرہ سے بغداد بلا کر
فضل بن ربیع کے پاس قید کیا ایک مدت تک حضرت اسکی نگرانی میں بھی مقید رہے اور جب اسنے بھی ہارون کی تعمیل
حکم میں حضرت کے قتل سے انکار کیا تو فضل بن یحییٰ برمکی کے پاس قید کیا جس نے پہلے تو حضرت پر بہت سختی
کی لیکن بالآخر حضرت کے صوم و صلوٰۃ اور دعا و مناجات سے متاثر ہوکر حضرت کی تعظیم و تکریم میں اہتمام بلیغ کرنے لگا جب خبر
ہارون کو پہونچی تو امام کو سندی بن شاہک کے پاس قید کرکے شام کی طرف چلا گیا اور فضل بن یحییٰ کو سو کوڑے
مارنیکا حکم دیا یحییٰ نے بیٹے کی جانب سے عذر خواہی کی اور ہارون کی رضامندی حاصل کرنے کیلئے خود اس کفر نواز ارادے
پورا کرنیکا وعدہ کیا اور سندی کے پاس پہونچکر اپنے مافی الضمیر سے اسکو مطلع کیا پھر ان دونوں کو جو کچھ کرنا تھا وہ کر گذرے
اور انھیں دونوں میں سے ایک نے حضرت کا کام زہر ہلاہل سے تمام کیا یہ واقعہ ۲۵ رجب ۱۸۳ھ کا ہے جسکے بعد قیدخانہ کا دروازہ کھلنا تھا کہ
مزدوروں کا بلایا جانا ایک تختہ پر اس مقدس لاش کا اٹھنا "ھذا امام الرافضہ" کی ندا کے ساتھ تشہیر ہونا تین دن تک
بغداد کے پل پر پڑا رہنا پھر سلیمان بن ابو جعفر کا اس نور خدا کو زیر زمین نہاں کرنا یہ وہ دردناک حکایات ہیں کہ قلم کا
سینہ چاک ہوا جاتا ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون

(ابو المحامد حامد)

بعثت ختمی مرتبت

جناب اقدس الٰہی عز اسمہ کے دین مبین کی تبلیغ اگرچہ آفرینش عالم کے ساتھ ہی ساتھ شروع ہو گئی تھی اور انبیا و رسل اس خدمت کیلئے معین کیے گئے تھے انکا فریضہ تبلیغ احکام کے ساتھ آمد آمد سلطان الانبیا کی بشارت بھی تھا لیکن اسکا کوئی وقت اور کوئی زمانہ مقرر نہ تھا تمام انبیا اولوالعزم اپنی اپنی امتوں تک اس خبر کو پہونچاتے اور حضرت کے علامات و آثار بتلاتے رہے اور سچے دیندار حضرت کی تشریف آوری کے منتظر رہا کیے، یہ انتظار اگرچہ حضرت عیسیٰ کے زمانہ تک کچھ زیادہ کھلا نہ تھا کیونکہ بعثت انبیا کا سلسلہ ہر زمانہ میں جاری رہا اور خدا کی زمین خدا کی حجت سے کبھی خالی نہیں رہی جو آیا اس نے آنحضرت کی خبر دی اور چلا گیا وہ اس خبر کو سنا گیا مگر حضرت عیسیٰ کے بعد پانچ سو یا ساڑھے پانچ سو برس کا زمانہ بہت کھل گیا کیونکہ اس اثنا میں کوئی پیغمبر مبعوث نہیں ہوا اور انتظار کرنے والوں کی آنکھیں پتھرا گئیں یہاں تک کہ سنہ عام الفیل میں فترۃ کا زمانہ ختم ہوا اور عبد المطلب کا خانہ فیض کاشانہ نور الٰہی سے منور و مشرف ہوا اور اسی وقت ولادت سے چالیس برس کے سن تک ظاہر ہوتے رہے جنھوں نے آثار پیغمبری کے پہچاننے والوں کو آپکے ادعائے نبوت کے قبل ہی آپکی نبوت کا یقین دلا دیا اور بعض نے قبل ادعا اور بعض نے بعد ادعا اسکا اظہار بھی کر دیا مگر رسول اسوقت تک خاموش رہے جبتک بظاہر خدا کا فرشتہ خدا کا پیغام لیکر آپکے پاس نہ آگیا صفحات محدود ہیں اور اختصار مطلوب ہے اسلیے تفاصیل سے قطع نظر کرکے ہم صرف اس منظر کو دکھانا چاہتے ہیں جسنے انتظار کی مدت ختم کرکے انبیائے سابقین کی بشارتوں کو درجۂ تصدیق میں پہونچا دیا،

عمر شریف پورے چالیس برس کی ہو چکی ہے عام نظروں میں عہد شباب بھی ختم ہو گیا ہے جوانی کے ولولوں کا زمانہ بھی اپنی مدت پوری کرکے رخصت ہو چکا ہے ہوا و ہوس اور خواہش حکومت و سلطنت کے خیال کا موقع بھی باقی نہیں ہے اور دنیا تجربوں اور مشاہدوں کے بعد آپکی سچائی اور آپکی امانت و دیانت اور کمال عقل سے مطمئن ہو چکی ہے یہاں تک کہ آپ محمد امین کے لقب سے ملقب ہو چکے ہیں اور تمام خلق سے علیحدہ رہکر انقطاع الی اللہ کا نمونہ کاملہ بھی دیکھنے والوں کی آنکھوں کو خیرہ کر چکا ہے اہل مکہ آپکو مجسمۂ اخلاق و رحمت سمجھ رہے ہیں اور آپ اپنے اوقات عزیز کا بہترین اور اہم ترین حصہ ان احکام کے اتباع میں جو آپکو بذریعۂ الہامات خاصہ خداوند عالم کی جانب سے پہونچ رہے ہیں اس کی عبادت و اطاعت میں بسر کر رہے ہیں غار حرا آپکا عبادت خانہ ہے جسمیں آپ تمام خلائق سے گوشہ گیر ہوکر لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ نبی مرسل ولا ملک مقرب کا منظر دکھایا کرتے ہیں، ہر جب دفعۃً وہ غار مہبط انوار بن گیا اور پہلے پہل

امینِ وحی پیامِ رسالت لیکر آپکی خدمت ذی رفعت میں حاضر ہوئے اور سورۂ اقرء کے آیات بینات آپکو سناکر نیابت الٰہیہ کے تخت پر متمکن کیا۔

اب سوال یہ ہے کہ جب بعثت کے قبل بھی آنحضرتؐ الہامات خاصہ سے ملہم ہوا کرتے تھے اور انھیں پر آپکا عمل درآمد تھا تو آج اس بعثت کے کیا معنی ہیں؟ ہمارے نزدیک تو آج کے قبل بھی ہمارا رسول اسی مرتبہ پر فائز تھا مگر اسوقت تک تبلیغ آپ کی ذات سے متعلق نہ تھی آج سے یہ تکلیف بھی آپکی ذات سے متعلق ہوگئی کل تک صرف اپنے نفس کیلئے ملہم ہوتے تھے آج سے تمام دنیا کے لیے نبی قرار پاکر جامع الفضلیتین ہوگئے

نزول وحی کے بعد سلسلہ تبلیغ شروع ہوا اور خود حضرتؐ کے بیت الشرف سے اسکی ابتدا ہوئی سب سے پہلے آپ نے اپنی اہلیہ معظمہ جناب خدیجہ کبریٰ سے نزول وحی کی کیفیت بیان فرما کر اسلام کی دعوت دی جنھوں نے اس دعوت کو اس التماس کے ساتھ قبول کیا کہ میں تو آپ میں آثار نبوت کو آج سے بہت پہلے مشاہدہ کیا کرتی تھی بعد اسکے اپنے ناز پروردہ قوت بازو علی بن ابی طالبؑ پر اس مطلب کو ظاہر کیا اور انھوں نے بھی فوراً سر تسلیم خم کرکے حضرتؐ کی دعوت کو قبول کر لیا اور اسی ترتیب کے لحاظ سے اول المسلمات جناب خدیجہ اور اول المسلمین امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ ہیں انھیں دونوں نے سب سے پہلے آنحضرتؐ کے ساتھ نماز پڑھی ہے جسپر مابعد کے بعض مسلمین غبطہ کیا کرتے تھے کہ کاش ہم بھی اسوقت آنحضرتؐ کے ساتھ نماز ادا کی ہوتی اور ان دونوں مقتدیوں کے ساتھ تیسرے مقتدی ہم ہی ہوتے،

امیر المومنین کا سن شریف اظہار اسلام او قبول دعوت حضرت رسول ذوی الاکرام کے وقت کتنا تھا؟ یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے لیکن اگر سنہ ۱ عام الفیل میں رسولؐ کی ولادت اور سنہ ۳۰ عام الفیل میں علیؑ کی ولادت اور سنہ ۴۰ عام الفیل میں آنحضرتؐ کی بعثت مسلم ہے تو امیر المومنین اظہار اسلام کے وقت عشرہ کاملہ میں داخل تھے اور آنحضرتؐ کی دعوت آپکے کمال عقل کی شاہد ہے اور کمال عقل پر ایمان و اسلام کے تعلق کا منحصر ہونا زیادہ صراحت و وضاحت کا محتاج نہیں ہے اور اس لیے معترضین کا اعتراض قابل توجہ نہیں ہے،

(ناچیز)
(ابوالمجاہد حامد عفی عنہ)

انجمن مؤید العلوم و دار التالیف مدرسۃ الواعظین کی مفید و قابل قدر تصنیفات

فوراً منگا لیجئے قیمتوں میں زبردست رعایت

النبوۃ والخلافۃ تصنیف حضرت شمس العلماء نجم الملۃ مدظلہ (صدر انجمن) مسئلہ خلافت و نبوت پر تنقید کی محققانہ نظر قابل دید رسالہ ہے انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے ۳ر

الموحد نتیجۂ قلم حضرت شمس العلماء نجم الملۃ مدظلہ (صدر انجمن) جسمیں مسئلہ توحید کو نہایت متقن دلائل سے ثابت کیا گیا ہے عنقریب انگریزی ترجمہ بھی طبع ہو جائیگا ۲ر

خطاء فاضل اردو ترجمہ میزان عادل ترجمہ جناب شمس العلماء مولانا السید سبط حسن صاحب قبلہ نائب صدر انجمن، اسلام اور عیسائیت کے اصول کا مقابلہ ۳ر

مسالک الحکماء اردو ترجمہ مناہج الحکماء ترجمہ جناب شمس العلماء مولانا السید سبط حسن صاحب، ان پرستو کے مذہب کی تفصیل اور انکے خیالات کا رد ۲ر

ید بیضاء توریت کی پیشینگوئیوں سے جناب رسالتمآب کی رسالت کا ثبوت از جناب مولوی سید علی غضنفر صاحب نبیرہ جناب سلطان العلماء اعلی اللہ مقامہ ۲ر

ابطال التناسخ مصنفہ جناب مولانا محمد ہارون صاحب قبلہ مرحوم مسئلہ تناسخ پر حکیمانہ لیکن عام فہم بحث روح و مادہ کی قدامت کا ابطال آریوں کی ایۂ ناز کتابوں کا مسکت جواب ار

انسانی قربانی ویدوں کے زمانہ کی انسانی قربانی از جناب خواجہ غلام الحسنین صاحب ۲ر

ویدمت قربانی ویدسے قربانی کا جواز جناب خواجہ غلام الحسنین صاحب

تصدیق رسالت گوتم بدھ کی پیشینگوئیوں سے جناب ختمی مرتبت کی رسالت کا ثبوت از جناب مولوی سید احمد علیصاحب موہانی بی۔ اے ۲ر

اسلام ان دی لائٹ آف شیعزم انگریزی ترجمہ شریعۃ الاسلام حصۂ اول ترجمہ جناب شیخ بادشاہ حسین صاحب بی۔ اے اصول و عقائد اسلام کی حقیقت و دیگر مذاہب کے مقابلہ میں زبردست دلائل سے ثابت کی گئی ہے جلد انگلش نفیس ۱۲ر

دی پرافٹ شپ اینڈ دی کیلفیٹ انگریزی ترجمہ النبوۃ والخلافہ ترجمہ جناب مولوی لعل محمد علیصاحب خط جلد انگلش نفیس ۱ر

ٹریجیڈی آف کربلا عزاداری پر انگریزی زبان میں تبصرہ از جناب امیر علیصاحب لیکچرار لکھنؤ یونیورسٹی ار

الاعجاز معجزہ کی حقیقت کا انکشاف اور شبہات کی رد از جناب مولانا مولوی محمد ہارون صاحب قبلہ مرحوم ار

المعراج دلائل عقلی سے معراج کا ثبوت از جناب مولانا السید محمد ہارون صاحب قبلہ مرحوم ار

اسلام مغرب کی نظر میں از جناب شہنشاہ حسین صاحب ایم اے ار

شریعۃ الاسلام حصۂ اول اصول عقائد مذہب کا بدلائل تذکرہ از جناب مولانا السید محمد صاحب ابن سرکار نجم الملۃ مدظلہ ۳ر

شریعۃ الاسلام حصۂ دوم طہارت و صلوٰۃ کے مسائل مصدقۂ جناب سرکار نجم الملۃ مدظلہ ۶ر

شریعۃ الاسلام ضمیمہ مستورات کے متعلق ضروری احکام اور دیگر مفید باتیں ار

سیاست علویہ

حضرت امیر المومنین صلوات علیہ کی عہد خلافت ظاہرہ میں آپکے مخالفین کی تخریبی سرگرمیوں کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان اختلاف و خانہ جنگی کی جو صورت رونما ہو گئی ہے اُسپر نظر کرکے اکثر ناواقف و کوتاہ نظر لوگ اس شبہہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں کہ حضرت کی ذات ملکوتی صفات میں سیاست ملک و نظم حکومت کا ملکہ ہو جسمیں نہ تھا جو ایک مدبر حکمران میں ہونا چاہیئے اس خلاف واقع خیال کو دفع کرنے کے لیئے فاضل جلیل جناب مولوی سید محمد رضی صاحب زنگی پوری تلمیذ حضرت قدوۃ الکاملین مولانا السید محمد ہارون صاحب مغفور زنگی پوری نے اس گراں قدر رسالہ کی ترتیب و تالیف میں محققانہ جد و جہد فرمائی ہے اور بے شبہہ اس موضوع خاص میں یہ رسالہ کم نظیر بلکہ عدیم النظیر ہے فاضل ممدوح نے دین و دنیا اور اُنکی سیاسیات کا باہمی تعلق اور اہل دنیا کی سیاستوں کے حقیقی اغراض و مقاصد سے وسعت نظر کے ساتھ بحث کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ حضرت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ نے نظام حکومت کی بنیاد جن اصول پر قائم فرمائی تھی اُن سے بہتر کبھی انصاف پیشہ و عدالت شعار و مدبر دماغ میں نہیں آسکتی اور انھیں اصول میں دین و دنیا دونوں کی فلاح و ترقی کا راز مضمر تھا نیز یہ بھی ثابت کیا ہے کہ آپ کے عہد میں اختلال و افتراق کے رونما ہونے کے حقیقی اسباب کیا تھے غرض اس رسالہ کے خصوصیات کا تقاضا یہی ہے کہ اہل ذوق کو اُسکے مطالعہ سے دریغ نہ کرنا چاہیئے قیمت علاوہ محصول ڈاک ۱۲/

ملنے کا پتہ منیجر الواعظ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۰۰

الواعظ

مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کا ماہوار علمی رسالہ

(زیر حمایت) حجۃ الاسلام حضرت نجم العلماء (مدظلہم العالی)

مدیر

حکیم سید قاسم علی رضوی البجترسنی (عمدۃ الافاضل)

باہتمام سید اقبال حسین منیجر مطبع

مطبع الاسلام الواعظین پریس لکھنؤ میں چھپا

مدرسۃ الواعظین لکھنو سے شایع ہوا